


سب تعریفیں سزاوار ہیں اوس پاک پروردگار کے لیے کہ جسنے ہماری ہدایت کے لیے بھیجا رسول مقبول حضرت محمدؐ
سزاوار ہزار ہزار صلوات وسلام بادل شوق اوس ذات پاک پر اور اوسکے آل اطہار اور اصحاب کبار پر بعد حمد اسکے مسکین
**محمد قطب الدین** تلمیذ رشید حضرت مرشدنا مولانا **محمد اسحق** صاحب کا التماس کرتا ہے بہائی مسلمانوں کی
خدمت میں کہ ایک روز جناب ذی المجد والشان مجمع الاوصاف الشریفہ احترام الدولہ حکیم **احسن اللہ خان** صاحب
وقاہ اللہ عن آفات الدین والدنیا والآخرۃ نے اس عاجز سے فرمایا کہ ایک رسالہ مسمی **بآداب الصالحین**
تالیف کیا ہوا حضرت شیخ **عبد الحق** محدث دہلوی رحمہ اللہ کا کہ زبان فارسی میں ہی اگر ترجمہ اسکا اردو میں ہو
تو سب مفید ہو مسلمانونکو چونکہ اسمیں ترجمہ احادیث کو بہی شامل ہے رسالہ مسلمان بہائیوں کا سبب نجات کل
اس ترجمہ کا ہوا اور بعضی جگہ **ف** فایدہ کی لکہہ کر کچھ مسائل عمدہ متعلق مضمون کتاب کے لکھے ہیں تا فایدہ
زیادہ حاصل ہو اور نام اسکا **ہادی الناظرین** رکہا گیا اور یہی تاریخ اسکی ہی امیدوار ہوں اپنے رب
تعالی سے کہ مدد فرمادے میری اسکام میں اور بہرہ مند کرے ہمکو اس کتاب عجیب غریب سے اور حسن خاتمہ نصیب
کرے اور حشر کرے ساتہ صالحین اور خدام اپنے حبیب کے صلی اللہ علیہ الف الف صلوات **کلما ذکرہ**
**الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی**

ونعم النصیر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین ازل سے ابدتک اوسی ذات کو ہر تعریف کرنیوالیسے کہ ہوں اوپر ہر صفت کمال کے بیچ مقابل ہر نعمت کے
کہ ہوں اور ساتھہ جس معنی کے کہ ہون اور جس وجہ سے کہ تصور کر سکین ثابت ہیں خالق تمام موجودات اور رازق
تمام مخلوقات کے لیے کہ متصف ہی ساتھہ تمام صفتون کمال کے اور پاک ہی آمیزش نقصان اور توہم زوال سے
بزرگ ہی بزرگی اوسکی اور ہمیشہ ہی کمال اوسکا اور عام ہی عطا اوسکی اور درود افضل درود ونکی کہ اوپر اگلے
پچھلے انبیا اور رسولون کے ابتدا سے انتہا تک بیچ تمام زمانون اور احوال کے نازل ہوئی ہین اسطرح کہ دوست
رکہے انکو حضرت صمدیت اور حکم کیا ساتھہ انکے تمام خلائق پر اوپر افضل انبیا اور خاتم المرسلین کے کہ خلاصہ تمام
مخلوقات کے اور بہترین تمام موجودات کے ہین اور اوپر تمام اولاد اور تمام خادمون اور پیرودن اور تابعون
انکے روز قیامت تک پہنچی رہین اون پر بعد اسکے جاننا چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے چودہ برس یا کچہہ کم
و زیادہ واللہ اعلم ایک شخص نے دوستون مین سے کہ خالی درد طلب اور سوز محبت سے نتہا اس فقیر سے
درخواست کی کہ اگر تمام احکام صحبت اور معیشت کے اور آداب ہمنشینی اور مخالطت کے کہ ضرور ہو جاننا انکا جمع کرو
اور ترتیب دو لائق ہو ساتھہ حال یارونکے اور باعث ثواب ہو دارثواب مین مجکو اس زمانہ مین توجہ تہی طرف
حاصل کرنے اور علوم کے اور فرصت نتہی کہ کتابون مین سے تلاش کر فوائد جمع کرون ناچار عذر کیا یعنے
پہر بعد ایک مدت کے توفیق ہوئی مجکو مطالعہ کرنے کی کتاب احیاء العلوم کی کہ تالیف کی ہوئی عالم ربانی امام غزالی
رحمہ اللہ کی ہی او سوقت فرمایش اس یار کی یاد آئی مجکو کچہہ مسائل ربع معاملات احیاء کی مین نے لکہے یعنے اور
ایسے مسایل بہت ہی کم ہین کہ غیر اس کتاب سے لکہے ہوں یعنے الا ماشاء اللہ اور اس یار طالب کے سنے
پہلے تمام کرنے اسکے اس دار فانی سے کوچ کیا طرف عالم جاودانی کے عاقبت بخیر کرے اللہ تعالے اوسکے
اور لکہے اوسکو بیچ زمرۂ نیکونکے اگرچہ اس باب مین کتابین بہت اور رسالہ بیشمار تہے اور کتاب کیمیاء سعادت امام
غزالی کی ہی کہ در معنی ترجمہ کتاب احیاء العلوم کے ہی کافی ووافی ہی ولیکن امید ہی کہ اجر کتابت میری کا اور
صرف وقت اسمین کہ داخل عبادت کے ہی ضائع نہین ہونیکا انشاء اللہ تعالی بموجب فرمودہ اللہ تعالی کے
اِنِّي لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ یعنے بلاشبہہ مین نہین ضائع کرتا عمل عمل کرنیوالیکا تم مین سے اور مین ہون
فقیر حقیر عاصی **عبد الحق** بیٹا سیف الدین کا قادری دہلوی رحم کری اللہ تعالی اسپر اور اوسکے
بزرگون پر اور برکت نازل کرے اللہ اسپر اور اوسکے اگلون پر اور یہہ رسالہ کہ نام ہی اسکا **آداب الصالحین**
مشتمل ہی سات بابون پر اور ہر باب مشتمل ہی چند فصلون پر **باب پہلا** بیچ آداب کہانے وغیرہ کے
اور اس باب مین پانچ فصلین ہین **باب دوسرا** بیچ آداب نکاح وغیرہ کے اور اس باب مین بہی پانچ

فصلیں ہیں **باب تیسرا** ہے آداب صحبت دوستی کے اور اس باب میں چار فصلیں ہیں **باب چوتھا** ہے
آداب حقوق مسلمانوں کے اور قرابت کے اور ہمسائگی کے اور اس باب میں دو فصلیں ہیں اور **باب پانچواں**
ہے آداب گوشہ نشینی عزلت کے اور اسمیں فصلیں ہیں **باب چھٹا** ہے آداب سفر کے اور اسمیں
دو فصلیں ہیں اور **باب ساتواں** ہے آداب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر و حسبہ کے اور اسمیں
سات فصلیں ہیں **باب پہلا** ہے آداب کھانے کے جانو کہ مقصود عاقلوں کا اور مطلوب اہل صفا کا دیدار
حق ہی اور رضا اسکی دار آخرت میں اور طریق اسکے حصول کا علم و عمل ہی اور مواظبت علم و عمل پر موقوف ہی اور سلامتی
بدن کے اور سلامتی بدن موقوف ہی طعام سے بحسب عادت کے پس واجب ہی کہ سالک طعام بقدر حاجت کے
کھاوے کہ حد سے گذر جاوے اور بدرجۂ حکم ہاتھ کے ہو اور مانند بہائم کے کھاوے کہ قوت عبادت کی میسر ہو **طیب**
رجحداں بحور کر داب ... رجحد اکرا صعف جانب ... چاہئے کہ کھانے اور پینے میں بلکہ تمام افعال
میں مقصود عبادت ہو اور بعض اہل سلف سے منقول ہے کہ الاکل من الدین یعنی کھانا دین کا جز ہے
**ع** فرض ہی کھانا اسقدر کہ دفع کرے ہلاک کو اور اگر حلال کھانا میسر نہ ہو اور مارے بھوک کے
مرا جاتا ہو اس صورت میں حرام کھانا مباح بلکہ فرض ہوجاتی ہے مستحب ہی کھانا اسقدر کہ بسبب اسکے نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکے
اور سہل ہو اسکو روزہ رکھنا اور کھانا مباح ہے اس سے زیادہ کہ دفع کرے ہلاکت کو اور بسبب اسکے
نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکے اور مباح ہی شکم سیر کھانا واسطے زیادتی قوت کے اور حرام ہی کھانا زیادہ ایسے کہ
ایسے روزہ رکھنے سے غالب ہو کھانے والے کو معدہ بھر جانے کا اس کھانا حرام ہی مگر جب کہ ارادہ ہے کہ کھاوے سحر
کے وقت روزے کے لئے روزہ رکھے پانا کہ ... مہمان اسکا نادم ہو تو پس حرام ہو پس جائز رہا ... کم کھانے کا
سالک کو ضعیف ہو جاوے اور ... عبادت سے اور جو کوئی کھاوے قدر حالت محمدیہ یا روزہ رکھے اور کم کھاوے سالک
کو مرجاوے تو گنہگار ہوگا بخلاف اوس شخص کے کہ دوا کی ساتھ کہ مرجاوے اس صورت گنہگار نہ ہوگا یہ مسائل کتاب درالمختار میں
لکھے ہیں اور غرض یہاں بیان کرنا آداب کھانے کا ہے اس کے چار یا پانچ فصلیں ہیں **فصل پہلی** ہے ان آداب کے کہ مخصوص
واجب ہیں اگرچہ تنہا کھاوے جانو کہ جو کچھ کہ مقدم ہی سب سے یہ ہی کہ طعام حلال طیب ہو اور معنی اسکے یہ ہیں کہ طعام
مدلس حرام سے ہو اور کمانا ہو اسا بیع بحسب شرع اور طریق تقوی کے ہو اور جانے کہ اول اور آخر کھانے کا ہر دو موجود گران میں
نجاست ستھرا ہی اور بیت وال ... ہی اور طعام کھانا القصد حاصل ہوئے ہوے کے عبادت اور طاعت ہی اور دھونا ہاتھ
ہے کہ حکم وضو کے ہی جانا اسپیلئے حدیث میں لفظ وضو کا واقع ہوا ہی جیسے اس حدیث میں کہ فرمایا حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو پہلے طعام کے اور بعد طعام کے دور کرتا ہی فقر کو مراد وضو سے ہاتھ دھونا ہے کا ہی اور اگر وضو کی
ترتیب پیروی کے قدر وضو تھا اور کوئی

صورت ادا کی بسبب مفلسی کے خیال مین ہی نہی کہ ناگہان ایکدن مینے درس مین سناکہ جو کوئی پہلے
اور پیچہے کہانیکے سنت سمجہ کے ہاتہ دہویا کرے تو ادنی فائدہ اوسکا یہہ ہی کہ جسقدر اوسکے ذمہ قرض
ہوگا چند روز مین ادا ہوجائیگا چنانچہ مینے چندہی روز کیا تہا کہ بعنایت الٰہی کے ایک خرمہرہ میرے ذمہ
نرہا اور مین برکت ادای سنت نبوی کے فارغ اور سبکبار ہوگیا فقط اور مدار اس امر کا موقوف ہی خلوص
نیت اور اعتقاد صحیح پر اور جسکو یہہ حاصل نہین کوئی چیز اوسکو فائدہ نہین کرتی حتی بدون اسکے کلمہ پڑہنا بہی
فائدہ نہین دیتا اور بہتر یہہ ہی کہ طعام سفرہ پر یعنے دسترخوان پر رکہہ کر کہاوے کہ یاد دلاتا ہی سفر آخرت
اور توشہ آخرت کو اور اگر خوان مین رکہہ کر کہاوے تو وہ بہی حرام و مکروہ نہین ولیکن دسترخوان پر کہانا
موافق ہی ساتہہ فعل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے **ف** بعضی روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ دسترخوان
حضرت کا چمڑہ کا تہا چنانچہ سفرہ اصل مین چمڑہ ہی کے دسترخوان کو کہتے ہین اور کہانیکے لیے دو زانو
یا اکڑوا اور یا بائین پانو پر بیٹہے اور داہنا پانو کہڑا رکہے اور جس وضع پر بیٹہے اخیر کہانے تک اوسی
وضع پر بیٹہا رہے کہ یہہ قریب تر ہی ساتہہ ادب کے اور تکیہ لگاکر نہ کہاوے کہ مخالف فعل پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین بندہ ہون نہین کہاتا ہون مگر جیسیکہ بندے
کہاتے ہین اور نہین بیٹہتا مین مگر جیسیکہ بندے بیٹہتے ہین اور پانی پینا بہی تکیہ لگاکر مکروہ ہی **ف** کہا سفر السعادہ کے
مصنف نے کہ تکیہ کرنا تین قسم پر ہی ایک تو یہہ کہ پہلو زمین پر رکہے اور دوسرے یہہ کہ چار زانو بیٹہے اور تیسرے
یہہ کہ ایک ہاتہہ زمین پر ٹیک کر بیٹہے اور دوسرے ہاتہہ سے کہانا کہاوے اور یہہ تینون قسمین مذموم
ہین اسیسے اور بعضون نے چوتہا قسم یہہ بیان کی ہی کہ تکیہ یا دیوار یا مسند اکی سے پیٹہہ لگاکر بیٹہے اور
سنت یہہ ہی کہانے مین کہ جہک کر اور متوجہ ہوکر کہانیکی طرف بیٹہے اور تفسیر کیا ہی اکثرون نے تکیہ
کرنیکو ساتہہ جہک کر بیٹہنے کے ایک جانب کو دو جانبون مین سے اسلیے کہ اسطرح کہانا ضرر کرتا ہی کہ کہانا
رگون وغیرہ مین سہولت سے نہین پہنچتا اور گوارا نہین ہوتا اور اسیوطی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ مین
لکہا ہی کہ نکہاوے تکیہ لگاکر اور نہ مونہہ کے بل پڑکر اور نہ کہڑی ہوکر بلکہ بیٹہے دو زانو یا بصورت اقعاء کے
یعنی چوتڑ ٹیک کر اور دونون زانو کہڑے کر کر جیسے کتا بیٹہتا ہی یا دونو پانو پر بیٹہے یعنی اکڑو یا داہنا
زانو کہڑا رکہے اور بیٹہے بائین زانو پر یہہ شیخ عبد الحق اور ملا علی قاری نے مشکوہ کی شرح مین لکہا ہی
اور پیٹ بہر کر نہ کہاوے کہ مانع عبادت کا ہی بلکہ معدہ کو تین حصہ کرے ایک حصہ طعام کے لیے اور
ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ دم لینے کے لیے اور کہتی ہین کہ سیری بیچ عہد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کے نتہی ہر جگہہ **ف** مومن کی شان سے یہہ ہی کہ لازم کرے صبر و قناعت اور زہد و ریاضت کو

اور اکیلا کرے جو ضرورت ہو اور خالی رکھے معدہ کو کہ باعث نورانیت دل اور صفائی باطن اور
سبب بیداری و حضور کا ہے آیا ہے کہ ایک شخص پاس عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور طعام بہت کھایا
فرمایا کہ مار دو گر اسکو میرے پاس لایا طلب اسکی یہ لکھی ہے علما نے کہ وہ بسبب کھانے کے تو اس صف
میں اور جو کوئی مناسبت کافر کے ساتھ رکھے صحبت اسکی نہ رکھنی چاہیے اور کم کھانا بیچ نزدیک عقلا اور
صاحبان ہمت اور اہل معنی کے محمود ہے اور خلاف اسکا مذموم تاں ہوک کہ حد افراط کو پہنچے اور باعث ضعف
بدن اور اختلال قوی جسمانی کے ہو اور کاربار رکھے ممنوع اور منافی طریقہ حکمت کے ہے یہ ملا علی
قاری نے شرح مشکوہ میں لکھا ہے اور جو کچھ کہ حاضر ہو قسم رزق سے کھاوے اور تکلف بیچ قسم قسم کے
اچھے کھانے پکانے کے نہ کرے اور منتظر واسطے سالن کا نہ رہے اور اگر کھانے کے وقت میں وقت ہو طعام پہلے کھاوے
نماز سے اگر چہ حرج میں ضرر ہو کہ کھانا ٹھنڈا ہو جاویگا یا تلف ہو گا بھوک سخت لگی ہو اور کوشش کرے کہ ہا
طعام پر بہت ہاتھ یعنی بہت سے آدمی کھاویں ملکر کہ اسمیں برکت ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور ابتدا اسکی بسم اللہ سے کرے اور دوسرے لقمے میں بسم اللہ الرحمن کہے اور تیسرے
لقمے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اگر ہر لقمے پر بسم اللہ کہے بہتر ہے اور داہنے ہاتھ سے کھاوے
آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص تھا کہ داہنا ہاتھ اوسکا شل میں حمث
کیا تھا ایک روز سامنے حضرت کے وہ طعام کھاتا تھا فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا جب قصد کیا اوسنے داہنا ہاتھ
سلامت کا کل آیا اور ابتدا اور ختم کھانے کا ساتھ نمک کے کرے کہ اسمیں اثر لیے روایت کی ہے حضرت امیر المومنین علی
سے اور نوالہ چھوٹا کھاوے اور چبانے میں مبالغہ کرے اور جب تک لقمہ نگلے نہ دوسرے نوالے لینے کے لیے ہاتھ دراز
اور کھانا اسکو نام نہ رکھے بلکہ اگر خوش آوے کھاوے اور اگر خاطر کسیکی ملحوظ ہو تو اوسکی خاطر کے لیے تھوڑا سا
کھا لیوے کہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی اسطرح آیا ہے اپنے آگے سے کھاوے لیکن اگر میوہ ہو تو
ہر طرف سے کھا سکتا ہے اور رکابی وغیرہ کے بیچ میں سے نہ کھاوے اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے اور نہ
کاٹے گوشت پختہ کے دو روایتیں آئی ہیں ایک میں منع بھی آیا ہے اور باب میں ہوا ہے کھانا اور پھر ہاتھ
ہی سے کھانا ہے ف ایک روایت میں منع آیا ہے کہ گوشت پختہ چھری سے کاٹ کر نہ کھاوے اور ایک
میں آیا ہے کہ حضرت نے چھری سے کاٹ کر کھایا ہے پس علما نے دونوں روایتوں میں تطبیق یوں دی ہے کہ
منع درصورت عدم حاجت کے ہے اور کھانا درصورت حاجت کے یعنی چھری سے جو کاٹ کر کھایا ہے وہ گوشت
سخت تھا کہ بغیر کاٹے کھایا جاتا تھا اور اگر گلا ہوا ہو مکروہ ہے کاٹ کر کھانا کہ مشابہت ہوتی ہے ساتھ
بعضے کفار کے اور کھانا اسکو ادب سے رکھے اور کھانا اسکو پھونکیں نہیں ٹھنڈا کرنے کے لیے بلکہ صبر کرے یہاں تک

انچہ نہ ہو جاوے اور میوہ مین سے طاق لیوے تین یا پانچ یا کم وزیادہ یا جو کچہہ ہاتہہ مین اوسے اور
کہجورونکے ساتہہ گہٹلیان جمع نکرے اور گہٹلیونکو ہاتہہ مین جمع نکرے بلکہ ہتیلی پر رکہہ کر زمین پر پہینک دے
اور درمیان کہانے طعام کے پانی بہت نہ پیوے مگر یہہ کہ لقمہ گلی مین اٹک جاوے یا پیاس صادق ہو
تو مضایقہ نہین کہ یہہ نافع ہی معدہ کے لئے اور پانی پینے مین باسن داہنے ہاتہہ مین لیوے اور بسم اللہ
کہے اور ٹہہر ٹہہر کر پیوے اور لیٹ کر نہ پیوے اور بہتر یہہ ہی کہ کہڑے ہوکر نہ پیوے اور اگر پیوے تو
مضایقہ نہین کہ یہہ بہی آیا ہی **ف** آیا ہی کہڑے ہوکر پانی پینا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان
اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے پس حدیثوں مین جو منع آیا ہی کہڑے ہوکر پانی پینا وہ نہی تنزیہی ورارشاد
ہی اور پانی وضو کا اور پانی زمزم کا کہڑے ہوکر پیوے اور پہلے پینے سے پانیکو دیکہہ لے کہ کچہہ پڑا ہو
اور بسم اللہ کر کر شروع کرے اور الحمد للہ کر کر ترک کرے اور پانیکو تین دم مین پیوے **ف** اول یہہ ہی
کہ ہر دم مین بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اور الحمد للہ کہکر تمام کرے اور احیاء العلوم مین لکہا ہی کہ اول دم
مین کہے الحمد للہ اور دوسرے مین الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے دم مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم
اور بعد فراغت کے شکر کرے کہ پانی بڑی نعمت ہی اور منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہہ دعا
پڑہنی بعد فراغت کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا یعنے
سب تعریف ہی واسطے اوس اللہ کے کہ کیا اس پانیکو میٹہا خوش آیند ساتہہ رحمت اپنی کے اور نہین کیا اوسکو
نمکین شور بسبب گناہوں ہمارے کی اور اگر مجلس ہو تو چاہیے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے منقول ہی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دودہ پیتے تہے اور امیر المومنین حضرت ابو بکر بائین طرف تہے اور ایک اعرابی
داہنی طرف تہا اور اوسکے پہلو مین امیر المومنین حضرت عمر رض تہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دودہ پیا بعد اوسکے
اعرابی کو دیا اور فرمایا داہنی کا حق ہی درجہ بدرجہ اور پہلے دم لینے مین الحمد للہ کہے اور دوسرے مین الحمد للہ رب العالمین
کہے اور تیسرے مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور جب کہانے سے فارغ ہو تو انگلیونکو چاٹے اور رکابی وغیرہ
کو بہی چاٹے اور ٹکڑے کہ دسترخوان پر پڑے ہوں اونکو چن کر کہا جاوے حدیث مین آیا ہی کہ اوسکے کہانے سے برکت ہوتی ہے
اور ٹکڑے رکابی مین نہ ڈالے تا پانی مین مل نجاوین اور خلال کرے دانتوں مین اور جو کچہہ کہ دانتوں مین ساتہہ خلال کے نکلے
پہینکدے اور جو کچہہ کہ ساتہہ زبان کے دانتوں سے نکلے اوسکو نگل جاوے اور بعد خلال کے کلی کرے خوب طرح
اور اگر مٹی اور مانند اوسکے سے ہاتہہ دہووے جائز ہی اور دانت اور زبان اور تالو ساتہہ منجن کے
دہووے اور ہونٹ بہی دہووے اور اگر رومال سے پاک کرے جائز ہی بشرطیکہ بقصد تکبر کے نہو
بلکہ ستہرائی کے ہو اور اسیطرح بعد وضو کے اگلے علماء سے اختلاف ہی بعضے علماء اوس سے بچتے

اور بعضے رومال سے اور بدن پر نہ ملیں اور جب کھانے سے فارغ ہو شکر کرے اور یہ دعا پڑھے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی سب تعریف ہی اللہ کے لئے جسنے
کھلایا ہمکو اور پلایا ہمکو اور کیا ہمکو مومنوں میں سے اور سورہ فاتحہ اور لایلاف قریش پڑھے اور اور دعا
کہ جس مضمون شکر نعمت کا ہو وہ بھی پڑھے یہ کہا امام غزالی رحمہ اللہ نے

## فصل دوسری ہے

اول آداب سے کہ کئی آدمیوں کے کھانے میں نکالا ئی جاویں چاہیے کہ پہلے کھانا شروع نہ کرے
اگر اسکی ساتھ ایسے لوگ ہوں کہ مستحق ہوں پہلے شروع کرنیکے مانند بڈھوں یا اہل فضل کے مگر یہ کہ سردار
اور پیشوا ہو تو چاہئے پہلے شروع کرے یا جائز منتظر رہیں اور کھانا کھانے میں بالکل چپ نہ رہے کہ چپ رہنا مجوس کی
ہے اور زیادہ بھی کلام نہ کرے بلکہ اچھی لوگوں کی کہانیاں کرتے رہیں اور چاہئے کہ رفیق پر مہربان ہو اور قصد
زیادہ کھانیکا ایسا نہ کرے کہ ہمراہی کو ناخوش آوے کہ یہ حرام ہی طعام مشترک میں اور دو کھجوریں اکٹھی کھاوے
اور ایک ہاتھ میں بھی لیکر اکٹھی نہ رکھے مگر یہ کہ سب اسیطرح کریں تو یہ بھی کرے یا صاحب خانہ اذن دے
اسکا اور اگر مہمان کھانا کم کھاوے تو اسکو رغبت دلاوے اور بطریق نرمی کے عرض کرے اور زیادہ
تین بار سے نہ کہے کہ یہ اولی اور مبالغہ تکرار سے حکم تین بار کہا ہی اور زیادہ اسکے نامرادت سے ہی
اسیطرح کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور قسم نہ دیوے کھانے پر کہ یہ بھی ادب سے خارج ہی اور مہمان کو
چاہیے کہ تکلف کرے اور انتظار مبالغہ کا نہ کرے اور جو کچھ سامنے رکھے نہ دیکھے کہ کسکے ترک کرے کہ یہ بھی
تکلف ہی اور موافق عادت اپنی کے کھاوے عادت سے کم نہ کھاوے بلکہ چاہیے کہ اول ہی سے کم کھاوے
اور ہمیشہ آداب کی عادت کرے تا وقت اجتماع کے محتاج تکلف کا نہ ہو اور اگر بقصد ایثار کے کم کھاوے
تو خوب ہی اور ایثار کہتے ہیں مقدم کرنے غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر اور اگر صاحب خانہ واسطے انبساط اور رغبت دلانیکے
زیادہ کھاوے عادت سے تو مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہی آیا ہی کہ ابن المبارک رح جب کھجوریں مہمانوں کے آگے
لاتے تو کہتے جو کوئی زیادہ کھاوے تو مقابل ہر کھجور کے ایک درہم دونگا اور آخر میں ایسا ہی کرتے واسطے
رغبت دلانے انکے اور حضرت جعفر صادق کہتے تھے کہ دوست تریں یاروں میں میرے کا وہ ہی کہ زیادہ کھاوے اور
لقمہ بڑا کھاوے اور بڑا یاری محبت میرے دوستوں میں وہ ہی کہ محتاج تکلف کا نہ ہو اور مقصود اس سے
اشارہ ہی رفع تکلف پر اور اگر ہاتھ طشت میں سلفچی میں دھووے مکروہ نہیں ہی اور پہلے عالم کے ہاتھ دھلاوے
اور اگر عالم کی تعظیم کریں اس بات میں قبول کرے اصرار و انکار نہ کرے کہ یہ بھی تکلف ہی آیا ہی کہ انس بن
مالک اور ثابت بنانی ایک مجلس میں بیٹھے تھے پس انس نے طشت ثابت کے آگے رکھا ثابت نے انکار کیا
انس نے کہا کہ اگر کوئی مسلمان بھائی تعظیم تیری کرے قبول کر کہ یہ تعظیم جانب خدا سے ہی اور اگر اتفاق کریں تا کہ

دہوتین ایکبار گے یعنی سب کے ہاتہہ دہو دین تو مضایقہ نہین کہ یہ قریب تر ہی ساتہہ تواضع کے اور
دور تر ہی انتظار کرنے قوم کے سے اور ہاتہہ دہلانے داہنے طرف سے شروع کرین اور پانی ہر ایک کا جدا جدا
نہ ڈالین کہ یہ عادت عجمیونکی ہی بلکہ جمع کرین جب بہر جاوے ڈالین اور خادم کہ ہاتہہ دہلاتا ہی بیٹہکر ہاتہہ
دہلاوے بعضونکے نزدیک کہ یہ قریب تر ہی ساتہہ تواضع کے اور مختار یہ ہی کہ کہڑی ہوکر دہلاوے
کہ اسمین آسانی ہی پانی ڈالنے مین اور ہاتہہ دہونے مین اور اگر کسیکو خدمت کرنے مین نیت نیک ہو خدمت
کرنے دے اور تکلف نہ کرے کہ یہ تکبر نہین اور بیچ تو کہنے کے سلپچی وغیرہ مین وقت جمع ہونے لوگونکے
ملاحظہ کرے کہ بہونے برابر لوگون پر نہ پڑے اور اگر اکیلا ہو مبالغہ کرے تو کہنے مین جتنا چاہیے اور اگر صاحب خانہ
آپ ہاتہہ دہلاوے تو سنت ہی اسطرح کیا امام مالک نے امام شافعی کے لیے اول ملاقات مین اور کہا کہ خدمت
مہمان کی فرض ہی اور وقت کہانیکے یارونکی طرف نہ دیکہے اور نوالہ نہ گنے بلکہ تغافل کرے اور اپنے کہانیمین
مشغول رہے اور پہلے فارغ ہونے یارونکے سے ہاتہہ نہ کہینچے اگر اسکے ہاتہہ کہینچنے سے وہ بہی ہاتہہ کہینچ لین بلکہ
چاہیے کہ ہاتہہ کہانے مین رکہے اور اگر عادت اسکے تہوڑے کہانیکی ہو ابتدا مین توقف کرے تاکہ آخر تک
موافقت یارونکی کر سکے اور اگر کچہہ عذر ہو عذر ظاہر کرے تا اونکو شرمندگی نہو اور کہاتے وقت کوئی ایسا کام
نکرے کہ آدمیونکو برا معلوم ہو اور ایسی بات بہی نکہے کہ مناسب وقت نہو اور ہاتہہ رکابی مین نہ جہاڑے اور نوالہ
منہہ مین رکہتے وقت سر اونچا نکرے اور منہہ مین سے بہی کوئی چیز رکابی مین نہ ڈالے اور اگر اتفاقا کوئی چیز منہہ مین سے
نکلنے کو ہو تو بائین طرف منہہ کرکے پہینکدے اور نوالہ کو شوربے مین بہت نہ ڈبووے اور جو کچہہ لقمہ مین سے دانتونسے
ٹوٹ کر رہ گیا ہو پہر شوربے مین نہ ڈالے اور نوالہ چکنے کو سرکہ مین اور سرکہ کو چکنی چیز مین نہ ڈالے اور ملاحظہ مسلمانونکا
کرے اور ہر حال مین با ادب رہے **فصل تیسری** بیچ آداب لیجانے طعام کے آگے ملاقات کرنیوالیکے جاننا چاہیے کہ
طعام جماعت کی بڑی بزرگی ہی جیسے نماز با جماعت کی اور احادیث اور اقوال صحابہ کی اسمین بہت آئے ہین چنانچہ بعض
آیا ہی کہ جو عمر کہ بیچ مجلس طعام کے ساتہہ بہائی مسلمانونکے گذرے روز قیامت کے اوسکا حساب نہین لیا جاویگا اور اسیلیے
اگلے بزرگ اسمین دیر تک بیٹہتے تہے اور جو طعام کہ یارونکے ساتہہ کہایا جاوے بیحساب ہی اور اسی سبب سے بعضے علما طعام
مجلس مین بہت لاتے تہے اور اگر تنہا کہاتے تہے کم لاتے تہے اور حدیث مین آیا ہی کہ
کہانون مین سے تین کہانے بیحساب ہین ایک تو وہ کہانا کہ افطار کے وقت کہاوے اور ایک وہ کہ سحر
کو کہاوے اور ایک وہ کہ ساتہہ مسلمان بہائیون کے کہاوے اور صحابہ اسکو اخلاق
نیک سے گنتے تہے اور وقت اجتماع کے بغیر کہانے حاضر کے نہین اوٹہتے تہے اور بعضے
علمانے لکہا ہی کہ اجتماع یارون کا ساتہہ انس و الفت کے قدر کفایت پر جملہ دنیا سے نہین اور حدیث مین آیا ہے

کہ بہشت میں بلایا جاتا ہے کہ بسبب صفائی کے اندر کا حال انکا باہر سے اور باہر کا حال اندر سے معلوم
ہوتا ہی اور یہہ انکے لیے ہیں کہ بات بری سے کرتے ہیں اور لوگوں کو کہانا کہلاتے ہیں اور رات کو
نماز پڑہتے ہیں اسوقت کہ لوگ سوتے ہوتے ہیں روایت ہے کہ ملاقات لوگوں کی واسطے طعام کے پس اترب
اسمیں یہی کہ منتظر وقت طعام لوگوں کا نرہے اور دعوت کہانیکے یکایک نہ چلا آوے کہ یہہ خلاف
سنت ہی اور تو آسمیں اتنی منع فرمایا ہی **ف** یعنے اس آیتمیں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ
فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی
النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ یعنی اے ایمان والو نہ داخل ہو نبی کے گہروں میں
مگر یہہ کہ اذن دیا جاوے تمکو یعنے بلایا جاوے واسطے طعام کے نہ ایسی صورت میں داخل ہو کہ حال
یہ کہ منتظر ہو وقت پکنے طعام کے ولیکن جب بلائے جاؤ تم پس داخل ہو پس جب کہانا کہا چکو پس پراگندہ
ہو اور دہیان دہرو آرام سے واسطے باتیں کرنے آپسکے تحقیق یہہ کام ایذا دیتا ہی نبی کو پس شرماتا ہی نبی اور خدا
نہیں شرماتا سچ سے آیا ہی کہ جب ولیمہ نکاح زینب بیوی آنحضرت کے لوگ پیغمبر خدا کے گہر میں جمع ہوئے
اور حضرت زینب دیوار کیطرف منہہ کیے ہوئے بیٹہی تہیں اور بعضے لوگ بعد کہانے کے بیٹہے رہے
اور آنحضرت نے بسبب حیا کے انکو نہ کہا کہ اٹہہ جاؤ جب یہہ آیۃ اترا تب ہر دہ کی نازل ہوئی تفسیر
معالم میں لکہا ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی کہ جاتا ہی کہانے پر بغیر بلائے فاسق ہی اور حرام
کہایا اوسنے اور اگر بغیر بلائے اتفاقا چلا آوے جبتک اذن نہ ہووے صاحب خانہ نہ داخل
ہووے اور اگر کوئی بلا دیوے کہانیکے لیے پس اگر نشان رغبت اور محبت کی ظاہر ہو جاوے اور اگر
بغیر رغبت کے بسبب شرم و ضرورت کے کہتا ہی تو بچا دے اور بہانہ کر دے اور اگر بہوکا ہو اور
بقصد طعام کے کسی دوست کے گہر میں بغیر بلائے چلا جاوے تو مضائقہ نہیں کہ یہہ منقول ہی پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور قصہ تشریف لیجانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا ابو الہیثم صحابی کے گہر میں مشہور ہی **ف** وہ قصہ یہہ ہی روایت کی
ابو ہریرہ نے کہ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن یا ایکرات گہر سے پس ناگہاں ملے ابوبکر اور عمر سے
پس فرمایا کس چیز نے نکالا ہی تم دونوکو تمہارے گہروں سے اسوقت یعنے کہ ایسے چیرا جیب موقع نکلنے
کی اسوقت نہ تہی حالانکہ عادت نہ تہی اسوقت نکلنے کی کہا دونوں یاروں نے کہ بہوک نے نکالا ہی
یعنے شدت بہوک سے نکل آئے ہیں فرمایا حضرت نے قسم ہی اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکی ہاتہہ

مین ہی البتہ نکالا مجکو اوس چیز نے کہ نکالا تم دونونکو یعنے بہوک نے اُٹہو پس اُٹہے وہ دونو ساتہہ
حضرت کے پہر آئے ایک شخص کے ہان انصار مین سے کہ نام اونکا ابو الہیثم تہا پس ناگہان وہ
اپنے گہر مین نہین تہے پس جب کہ دیکہا حضرت کو اونکے بیوی نے کہا مرحبا و اہلا پس فرمایا اوسکو حضرت نے
کہ کہان ہی فلانا یعنے خاوند تیرا کہا اوسنے کہ گیا ہی میٹہا پانی لانیکے لیئے واسطے ہمارے وہ یہہ
کہہ ہی رہی تہی کہ ناگہان آیا وہ انصاری اور دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت کے دونو
یارونکو اور کہا الحمد للہ نہین ہی میرے برابر کوئی آجکی دن کہ اوسکے گہر ایسے بڑی بزرگ مہمان ہون
کہا راوی نے پس گیا وہ انصاری اور لایا حضرت اور حضرت کے یارونکے لیئے خوشہ کہجورونکا کہ اوسمین
کہجورین نیم پختہ بہی تہین اور خشک بہی اور تر بہی اور عرض کیا کہ کہائیے اسمین سے اور لے اوسنے
چہری جانور ذبح کرنے کے لیئے پس فرمایا اوسکو حضرت نے کہ دودہ کا جانور ذبح نکرنا پس ذبح کی اوسنے
واسطے حضرت کے اور حضرت کے یارونکے بکری پس کہایا انہون نے بکری مین سے اور اوس خوشہ کہجور مین سے
اور پیا پانی پس جبکہ سیر ہوسے کہانے پینے سے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر کو قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ مین ہی البتہ پوچہے جاؤگے
تم اوسی شکر اس نعمت سے دن قیامت کے نکالا تمکو تمہارے گہرونسے بہوک نے پہر نہ پہرے تم یہانتک کہ پہنچی
تمکو یہہ نعمت نقل کی یہہ روایت مسلم نے **ف** اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک تو یہہ کہ یہہ جو کہا
کہ بہوک نے نکالا اسی معلوم ہوا کہ جائز ہی ظاہر کرنا رنج و محنت کا دوستونسے در حضور نہ کہ بطریق شکوہ اور عدم
رضا اور اظہار جزع کے نہو اور دوسری یہہ کہ جب بہوک زور کی لگے اور مانع ہو نشاط عبادت و حلاوت و کمال لذت
ساتہہ عبادہ کے اور باعث ہو مشغولی خاطر کے تو نکلنا اور علاج اسکی دفع کا کرنا ساتہہ کسی سبب کے
اسباب مباحہ سے اور سعی کرنی اسکے دفع مین جائز بلکہ لازم ہوتی ہی اور جانا بہی نزدیک دوستونکے
اور طلب کرنا طعام کا ایسے وقت یقین کے ساتہہ قبول کرنے انکیکے بے تکلف اسوقت مین مباح ہوتا ہی
بلکہ باعث ازدیاد محبت کا ہی اور آیا ہی کہ صحابہ جب بہوکی ہوتے تہے حضرت کے پاس حاضر ہوتے اور
دیکہتے جمال باکمال رنج بہوک وغیرہ کا جاتا رہتا اور ساتہہ نورانیت شہود کے سیر ہوتے اور یہہ جو کہا الحمد للہ
اسی معلوم ہوا کہ مستحب ہے شکر کرنا وقت ظہور نعمت کے اور مستحب ہے اظہار خوشی کا روبرو مہمان کے اور
یہہ بہی اسی معلوم ہوا کہ مستحب ہی کہانے سے پہلے لانا میوہ کا آگی مہمان کے اور جلدی سے لے آنا
اوس چیز کا کہ موجود ہو اور یہہ جو کہا کہ جب سیر ہوئے الخ اسی معلوم ہوا کہ پیٹ بہر کر کہانا حضرت کے زمانہ
مین بہی تہا اور روا ہی اور اسکے کراہیت مین جو کچہہ آیا ہی تو وہ محمول ہی اسپر کہ عادت اور مداومت

کرے اسکو جو حسب مقدور اوسکی ہو اور کافی حال تمہارا ہووے اور یہ جو فرمایا کہ پوچھے جاؤ گے تم سے سوال نعمتوں کے
حق میں بطریق نوع و سرزنش کے ہوگا اور بعضوں سے واسطے احسان جتانے اور اظہار نعمت و کرامت کے
ہر تقدیر پر نعمت پر سوال و پرسش ہوگی کہ ادا حق شکر اسکے کا کیا یا نہیں نسال اللہ العافیہ اور ہم سبکو چاہیے
کہ اس حدیث میں تامل کریں کہ اپنے مقتداؤں کا کیا حال تھا کہ کس طرح کا فقر اختیار کر رکھا تھا اور کیسی صابر تھے
ہم لوگوں کا اگر ایسا حال ہو تو کیسی ناشکری کرنے لگتے ہیں روٹی کے سوکھے ٹکڑے رکھا اور کھجور دی جو ہمیں ملی تو گھبرا
جاتے ہیں اور زبان شکوہ کی کھول دیتے ہیں اور اگلے بزرگ بہی بہ صلح کرتے تھے اور بعضی ہیں سے کا یہ قسمیں درست ہے
کہ ہر ایک دوسرے کے گھر جاتے تھے اور بے تحاشی کسی کہا نیکی کی کہا لیتے تھے اسی پر اکتفا کرتے تھے اور
مقصد انکا مدد گاری اور نوازے لایا لوگوں کا اور کھانا ایک بہانا اور اگر کسی دوست کے گھر میں آتے
اور اوسکو نہ پاتے تو درست ہی کہانا اوسکے گھر میں سے کیونکہ جو شی اوسکو مسرور اور سکھی ہی اور
معمول ہی ساکل بزرگوں سے آیا ہی کہ کسی ایک لوگ ایکبارگی مہمان آگئے اون پر نکلا دسکو رہا پس دروازہ کہولا
اور دستر خوان بچھا کر کہانا کھانا شروع کیا پس میاں نوری آئے اور انکو اس حال میں دیکھا کہ یہ لوگ
انکے بزرگوں کا یاد دلالی ہی اور نقل ہی کہ کسی لوگ واسطے ملاقات ایک ساتھی آئے اوسکی گھر میں کچھ موجود تھا
وہ ایک دوست کے گھر میں گئے اور اوسکے پر حجرہ میں دیکھا تو کھانا پایا آگے مہمان کے لیے آئے چنانچہ
انا گھر میں تو اسے یہ ماجرا ساتھی کہہ کر خوب کیا اون سے اور جب ملاقات کی اس تابعی سے تو کہا
کہ ای بھائی ہمیشہ اسطرح کرنا کہ بہت اچھی بات ہی اور آداب کہانا لانیکا آگے مہمان کے یہ ہی کہ تکلف
نکرے اور جو کچھ کہ حاضر ہووے لے آوے اور فرض کرے اگر دستیاب ہو کہ یہ بہی تکلف سے ہی اور جانے
کہ بے تکلفی کو بہانہ نکرے یعنی حقیقت میں اسکے پاس اچھی چیز موجود تھی اور بری چیز لے آوے اور کہے
کہ بے تکلفی سے لے آیا ہوں مگر اس صورت میں اچھی ہی چیز لاوے اور اگر ایک کہا ہو کہ آپ پر اسکا
محتاج ہی اور اسکے لانے کو جی بس چاہتا لاوے اور تکلف یہ ہی کہ موافق عادت سے زیادہ کرے اور
یہ بہی تکلف ہے کہ عیال کی طرف نظر کرے یعنی اپنے بال بچے بہو کے مرتے ہیں اور لوگوں کو کھلاتا پہراتا ہی
پر تکلف اور بری بات ہی منقول ہی کہ کسی امیر المومنین حضرت علی رضہ کی دعوت کی فرمایا کہ میں آتا ہوں تین
شرط سے کہ بازار کو نجانا اور جو کچھ حاضر ہووے لانا اور رعایت عیال کو نہ چھوڑنا اور خصلت بعضے
اگلے بزرگوں کی ایسی ہی تہی کہ ہر جنس کا طعام کہ بہتر میں ہوتا کچھ اسمیں سے
لے آتے اور بعضوں سے خشک روٹی اور زبان پر تکلف نہیں کیا بلکہ وہی لے آتے
اور ادب مہمانی اور ملاقات کرنے والے کا یہ ہی کہ حکم نہ کرے کسی چیز کے لانیکا

اور اگر اسکو اختیار دین صاحب خانہ تو جو چیز کہ آسان ہو اختیار کرے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
جب دو چیزین ہوتین آسان اختیار کرتے تھے اور بعضون نے کہا کہ کھانا تین قسم پر ہی ساتہہ فقرا کے بایثار یعنے
انکے آگے کھانا انکو مقدم رکھے اپنے کھانے پر اور ساتہہ مسلمان بھائیون کے بانبساط یعنی شادان اور فرحان
اور ساتہہ دنیا دارون کے باادب اور ادب صاحب خانہ کا یہہ ہی کہ نہ پوچھے کھانے والون سے کہ تمکو کیا
مرغوب ہی اگر ہوسکے مہیا کرے کہ اسمین اجر جزیل ہی والا بیہودہ گوئی نکرے کہ کہی اگر حاضر ہوگا لاونگا بلکہ
بلکہ اگر حاضر ہووے لے آوے والا سکوت کرے اور جو کہانا کہ آگے یارون کے نہ لاوے تعریف نکرے اسکی
اور اسیطرح بال بچونکے لیے جو طعام کہ نہ لاسکے بیان نکرے کہ اسمین رنج دینا ہی انکو اور بعضی ظریف صوفی نے
کہا ہی کہ اگر فقیر آوے کہانا آگے لاوے اسکے اور اگر کوئی فقیہ آوے مسئلہ پوچہے اور اگر عابد آوے
راہ مسجد کی دکہا دیوے جان کہ ضیافت کی فضیلت بہت آئی ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاخیر
فِيمَن لَا يُضِيفُ یعنی بہلائی نہین ہی اس شخص مین کہ مہمان نرکہے اور ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ایک شخص پر گذرے کہ اوسکی پاس گائین اور اونٹ بہت تہے پس مہمانی کی آنحضرت کی بعد ازان ایک
عورت پر گذرے کہ وہ چند بکریان رکہتی تہی پس ذبح کی ایک بکری واسطے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
نظر کرو بیچ اس مرد و عورت کے بلا شبہ کہ یہہ اخلاق اللہ تعالی کے ہاتہہ مین ہین جسکو چاہیے خصلت نیک دے
اور جسکو چاہے ندے **ف** ظاہر اس مرد نے موافق اپنے مقدور کے خاطر داری نکی اور اس عورت نے
باوجود کم استطاعی کے سب خاطر داری کی کہ بکری ذبح کی اسکی خصلت حضرت کو پسند آئی اور اوس شخص کی پسند نہ آئی اور مقصود حضرت کا
اسمین یہہ تہا کہ لوگ ادب سیکہہ لین حدیث مین آیا ہی کہ ایکدفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہان مہمان آئے
اور گہر مین حضرت کے کچہہ تہا نہین فرمایا کہ فلانے یہودی کے پاس جاؤ اور کہو کہ آج کی رات ہمارے ہان
مہمان آئے ہین تہوڑا سا آٹا قرض دیوے یہودی نے کہا واللہ مین نہین دینے کا مگر کچہہ گروی رکہکر
پس حضرت نے زرہ اپنی گرو رکہنے کیلیے بہیجی اور مہمان داری کی کہتے ہین کہ حضرت کے وقت موت تک وہ زرہ یہودی
پاس گروی تہی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ بغیر مہمانکے کہانا نہ کہاتے بلکہ دو تین کوس تک جنگل مین
مہمانکو تلاش کرتے تہے اور پیغمبر صلعم سے لوگون نے پوچہا کہ ایمان کیا ہی فرمایا کہانا کہلانا اور ہر ایک سے سلام علیک کرنی
یعنی یہہ چیزین ہین افضل خصلتون ایمان سے ہین **فصل** کرامت جوانمردی و نان دہی است ✤ مقالات بیہودہ طبل تہی است
**جو تہی** آداب ضیافت کے منحصر ہین چہہ حالتونمین وقت دعوت کے اور قبول کرنے کے اور حاضر ہونے کے
اور کہانا آگے لانے کے اور وقت کہانیکے اور وقت چلنے کے کہانا کہاکر آداب دعوت کے یہہ ہین کہ دعوت
کرنے مین قصد فخر اور دکہانیکا نہو تا ثواب سے محروم نہو بلکہ مقصود راحت پہنچانی اور متابعت سنت

دی گئی اور حرص کرنا مسلمانوں سے لوگوں کا ہو اور دعوت پرہیزگاروں کی کرے اور کافر اور فاسق اور برے لوگ
کھانا کھانے کے لیے نہ بلاوے **ف** ایک دعوت کرنی ہی طلب ثواب کے لیے اور ایک دینا اور کھلانا اس کا
یعنی وہ جو کام ہی حاجت رکھتا ہی کھانے کی پس یہ حکم مذکور دعوت کا ہی اور طعام حاجت رکھنے والوں کو دینا
جائز ہی اگرچہ کافر و فاسق ہو حاصل یہ کہ اگر دعوت کرے طلب ثواب کے لیے تو پرہیزگاروں کو بلاوے
اس لیے کہ وہ کھانا کھا کر اسکی قوت سے عبادت کرینگے تو اسکو بھی ثواب پہنچے گا بخلاف کفار و فساق کے
کہ وہ کھا کر کفر و فسق کرینگے اور اگر مقصود دینا ہو کسو کو تو اسکو دے کہ وہ حاجت مند ہو مراد کہ
جائز ہی اگر ظالم کو کھانا کھلاوے کہ یہ مدد کرنی ظلم پر ہی اور دعوت کرنے میں حصول ثنا کی کرے
اور لحاظ اور ریا کا خیال کریں چھوڑ دے اور جسکو جانے کہ آپکا اس نہ بلاوے گا اس تکلف کا
اور باعث ہوا ہی کھلانے پر فخر اور یہ مکروہ ہی اور آداب قبول کرنے دعوت کے یہ ہیں کہ قبول کرنا
دعوت کا سنت موکدہ ہی اور بعضے جگہ واجب ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت قبول کرتے تھے اگرچہ
تھوڑی سی چیز پر ہوتی اور چاہیے کہ اغنیا کے دعوت قبول کرنیکی تخصیص کرے اور فقیروں کی دعوت
قبول کرنے سے عار نہ کرے کہ یہ تکبر ہی اور خلاف سنت نبوی کے ہی آیا ہی کہ امیر المومنین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ ایکدن ایک قوم پر گذرے کہ خاک پر بیٹھی ہوئی تھے اور سوال کرنے سے سلام کیا حضرت
کہا انہوں نے کہ کھانا حضور کا تناول فرمائیے پر اتر پڑے فرمایا حضرت نے إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ
یعنی تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا تکبر کرنے والوں کو پھر گھوڑے سے اوتری اور اونکے ساتھ خاک پر بیٹھے اور کھانا
کھایا اور بعد کھانے کے سلام رخصتی کیا اور فرمایا کہ کیا عجب ہی کہ تم بھی اگر ایکدن میری دعوت قبول کرو
پھر بلایا آپ نے اونکو اور اچھے اچھے کھانے آگے رکھے اور اونکے ساتھ بیٹھ کر کھایا اور یہ کمال تواضع
اور الطاف ہی حضرت کا **ف** تواضع پر کرنا قرار اونکو ہے کہ اگر تواضع کم جو ہو اور سب … اور
ہیچ کھر تکلف کرنیوالے اور فخر کرنیوالے اور احسان رکھنے والے کے کھانے کے لیے نہ جاوے اور کم ہو سکے
دسترخوان پر بیٹھے کہ یہ دعوت قبول کرنی سنت نہیں اور اسی طرح سی جسکے سوال کرنے اور
جھوٹ ہونے اس عذر میں کہ اگر کھانا مسطور ہوا دل ہی سے قبول نہ کرے اور سنے اور جو برے راہ کے
تفسیر کی مثل ہو وہاں بھی انکار کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت دعوت کے دور دور تشریف فرما
ہوتی ہیں اور سنت روزے نفل کے انکار کرکے قبول دعوت لکھا ہی دعوت کرنیوالے کے ہاں اور اگر وہ
تکلف کرنیوالا ہو یعنی مدار اسکو مسطور ہو کھلانا اسکا انتظار کرے اور ترتیب کرتے داخل کرے جو سکی
مسلمان کے دل میں کہ ثواب اسکا زیادہ ہی روزہ سے اور اگر تکلف کرنیوالا ہو بہانہ کرے یعنی صاف صاف

کیے کہ میرا دل نہین چاہتا کہانیکو اور یہہ سچ ہوگا کہ روزہ دار کا دل نہین چاہتا روزہ توڑنیکو اور اگر
بنا بر ظاہر حال کے قصد تفتیش کا کرے جائز ہی یعنے شلاً ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تکلف کرتا ہے
تو اسکو دریافت کرے اور اگر افطار نکرے پس مہمانی اوسکی خوشبوی اور مانند اسکیکے ہی اور اگر کہانے
مین یا بچھونے مین کہ بچھاہی حرام یا شبہہ حرام کا ہو تو نجاوے اور تحسین نکرے اسکا اور تفاوت
اسکا اوپر تفاوت مراتب تقوی کے ہی اور ظالم کی دعوت مین نجاوے اور اگر زبردستی کہلاوین تو
تہوڑا سا کہاوے اور جس مجلس مین کچہ خلاف شرع ہو مانند فرش ریشمی اور ظروف سونے چاندیکے اور
تصویر جاندار کے اور گانے بجانیکے اور چیزون لہو کے اور مانند انکیکے وہان نجاوے اور ظالم اور بدعتی
اور شریر اور متکبر اور فخر کرنیوالے کے گہر مین بہی نجاوے اور دعوت کے قبول کرنے مین قصد مٹانے
خواہش پیٹ کا نکرے بلکہ نیت صادق رکہے تا کار آخرت کی کرے یعنے نیت پیروی سنت نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی اور اکرام مسلمان کی اور خوش کرنے مومن کی دلکی اور ملاقات کرنے دوستونکی کرے کہ ہر ایک مین
ان چیزونمین سے ثواب بہت ہی اور دعوت کے قبول کرنے مین اظہار شوق کا کرے اور جس کلام عذر
مین وہم جاتا ہو نہ قبول کرنے کا دور رکہا ہے اور بد خلقی نکرے اور حقارت کسی مسلمان کی نکرے کہ مدار
نیت پر ہی اور مباح چیزونمین بسبب نیت کے ثواب ہوتا ہی اور حکم مستحب مین ہوجاتے ہین اور طاعت
مین بسبب نیت کے ثواب زیادہ ہوتا ہی اور حرام اور بری شرع دعوت نہ قبول کرے کہ مثلاً یہان متعین ہی
مثلاً جس دعوت مین گانا بجانا ناچ رنگ وغیر ذلک ہو وہان یہہ نیت کرے کہ دعوت سنت ہی اسلیے مین
جاتا ہون یہہ نیت کام نہین آتی وہان نجانا چاہیے اور آداب حاضر ہونیکے دعوت مین یہہ ہین کہ دیر نکرے
آنے مین تا بسبب اسکے لوگ انتظار نکرین اور ایسا جلدی بہی نہ آوے کہ کہانا طیار نہوا ہو کہ یہہ بہی قباحت
رکہتا ہی مگر یہہ کہ کہلانیوالے سے کچہ خصوصیت رکہتا ہو کاروبار کرنے کی اور جب آوے چاہیے کہ بیخبر
نہ چلا آوے یعنے اذن طلب کرکے آوے اور اگر بہت سے لوگ جمع ہون احتیاج خبر کرنیکی نہین اور جب
آوے کہبراوے نہین اور سلام علیک کرے اور نظر ادہر ادہر مجلس کے کرے شاید کہ کوئی سلام و تواضع
اسکی کرے اور اسکو خبر نہو اور سبب وحشت خاطر کسی مسلمان کا ہوا اور متکبر کہلاوے اور بالانشینی نہ ڈہونڈہی
اور جہان جگہ پاوے بیٹہہ جاوے کہ سنت یہی ہی اور اگر لوگ باعث ہون بالانشینی کے عاجزی کرے
اور اگر کوئی بدل شوق ازراہ تعظیم کے اوسکو اعلی جگہ بٹہاوے بیٹہے اور قبول کرے اور اصرار
نکرے کہ یہہ بہی خالی تکلف سے نہین اور ہر جگہ لوگون پر تنگ نکرے اور یہان کہ صاحب خانہ اشارہ کرے
بیٹہنے کا بیٹہہ جاوے مخالفت اوسکی نکرے شاید کہ اوسنے اپنے دلمین کچہ ترتیب مجلس خیال کی ہو بسبب مجانست

اوسکی بہت وجہ خاطر اوسکی ہوگی اور ساتھ مکان عورتوں کے ۔ بیٹھے آور باوقار اور نیچی نگاہ رکھے
اور ہر طرف نظر نہ کرتا رہے اور جہاں سے کہ کھانا لاتے ہوں اودہر بہت نہ دیکھتا رہے کہ دلیل حرص و خست
کی ہی اور بہت کلام نہ کرے اور اگر کچھ بات سنے سناوے ہوش کے اور موافق حال وقت کے کہے ورنہ چپکا
بیٹھا رہے اور اگر آپ سے کوئی بڑے مرتبہ کا بیٹھا ہو آداب اوسکا رکھے جبتک اوسنے کہہ نہ دے جس جگہ بیٹھے
اور اگر مسائل اسکی بات کے ہوں تو چپ رہے اور جو کچھ کہ لوگوں کے طبع میں اثر کرے اور محفل
اوسکے ہو سکے جبتک کہ موافق شرع کے ہو اور بیہودہ گوئی نہ کرے کہ یہ ہر حال ناپسند ہی اور اگر کچھ خلاف
شرع دیکھے منع کرے اور اگر اوسکے موقوف کرنے پر قادر ہو موقوف کروا دے ورنہ پھر آوے اور
اگر پہلے ہی سے جانتا ہو تو بہتر ہی اور اگر بعد بیٹھنے کے خلاف شرع چیز موجود ہو صبر کرے ۔ اٹھ کر آوے
اور اگر مقتدا ہو تو نکل ہی آنا بہتر ہی ف کتاب درالمختار میں تفصیل اس مسئلہ کی یوں لکھی ہی اگر کوئی
دعوت کیا جاوے اور باوے وہاں کوئی کھیل یا گانا جیسے راگ اور اوسکو پہلے سے معلوم نہ ہوا
اوسکا تو بیٹھ جاوے اور کھاوے اگر کھیل وغیرہ اس جگہ میں ہو اور اگر دسترخوان پر ہو تو بیٹھنا لائق نہیں
بلکہ نکل آوے اعراض کرکے موجب قول اللہ تعالی کے لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ پھر اگر مکان میں تنہا لہو وغیرہ اور بیٹھ وہاں منع اگر قادر ہو منع کرے اور اگر نہ قادر ہو صبر
کرے اگر ہو مقتدا ہی اور اگر مقتدا ہی ہو اور منع پر قادر نہ ہو تو نکل آوے اور نہ بیٹھے اسلئے کہ
اسمیں عیب لگانا ہی دین کو اور اگر مہمانوکو پہلے سے معلوم ہو کہ وہاں کھیل وغیرہ ہی تو جاوے ہی نہیں
اصلا اگرچہ کہ ہو مقتدا یا غیر مقتدا اسلیئے کہ حق دعوت کا لازم ہوتا ہی بعد حاضر ہونیکے نہ پہلے اوسکے اور
اسے یہ معلوم ہوا کہ سب آلات لہو کے مثل بین باجی وغیرہ حرام ہیں اور داخل ہو وے آلات لہو
والوں پر لعنت اونکے واسطے منع کرنے منکر کے کہ اس سے ہو دے کہ آواز باجوں کی اور راگ کی او کان
بعاں کو دلیل جیسے کہ او گانا ہی نالی کہا اس کو اور بزازیہ میں لکھا ہی کہ سننا باجوں کی آواز کا حرام ہی جیسے
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سننا باجوں کا معصیت ہی اور بیٹھنا اس پر فسق ہی اور لذت
حاصل کرنی ساتھ اوسکے کفر ہی یعنی کفران نعمت ہی اسلیئے کہ اللہ تعالی نے اعضا دیے ہیں عبادت کے لیے
پس غیر عبادت میں صرف کرنا اونکو کفران نعمت ہی نہ شکر پس واجب ہی یہ کہ پرہیز کرے اونکی بات
سے اور مخالف شرع اور ممنوعات مجلس سے منہ میں تکتا کھانے کا اور ظروف جانب کے اور جو کوئی
ہو یا عورتوں منہ کھلی ہو تو نکلا اور آداب ضیافت سے یہ بھی ہی کہ وقت آنے مہمان کے قدر اوس
جگہ اسمی کی بتا دے اور کھانے کے پہلے جو ہاتھ دہوتے ہیں کھلانے والا پہلے آپ ہاتھ دہو وے

یہ اور وں کے دہلا وے اور بعد کہانیکے اور لوگوں کے پہلے دہلا وے اور بہر اپنے دہووے اور آداب
حاضر کرنے کہانیکے یہہ ہین کہ کہانیکے حاضر کرنے مین جلدی کرے کہ یہہ بہی مہمان کی تعظیم وخاطر داری ہر
سے ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ
یعنے جو کوئی کہ ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر پس چاہیے کہ خاطر داری کرے مہمان کی
اور جب اکثر آدمی آچکین بسبب ایک دو آدمی کے انتظار نکرے اگر وقت موعود سے تاخیر کرے اسلیے
کہ حق حاضرونکا غالب ہی مگر یہہ کہ کسی فقیر نے تاخیر کی ہو تو اوسکا انتظار کرین تا وہ شکستہ خاطر نہو
یا وہ ایسا شخص ہو کہ اسکے انتظار مین حاضرونکو رنج نہو اور کہانا بہت ٹہنڈا نکرین حاتم اصم رضی اللہ عنہ
فرمایا کہ جلدی شیطان سے ہی مگر پانچ چیزونمین جلدی کرنی سنت ہی مہمانکے کہانا کہلانے مین اور تجہیز
وتکفین میت مین اور باکرہ کے نکاح کردینے مین اور ادا دین مین اور توبہ کرنے مین گناہ ہونے اور چہینک ہی
جلدی کرنی ولیمہ مین اور ولیمہ نکاح کے کہانیکو کہتے ہین اور ترتیب کہانیکی یہہ ہی کہ ابتدا ساتہہ میوہ کے کرین
اگر موجود ہو کہ از راہ حکمت کے بہت خوب ہی اسلیے کہ میوہ سریع الہضم ہی پس اسفل معدہ مین ہونا اسکا بہتر ہی
اور قران مین اشارہ ہی اوپر تقدیم میوہ کے طعام پر جہان کہ طعام اہل جنت کا ذکر فرمایا ہی وَفَاکِہَۃٍ
مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَہُوْنَ یعنے غلمان وہان کے انکے لیے میوے لیکر آوینگے
جو کہ پسند کرینگے یہہ اور گوشت جانورونکے لاوینگے جو کہ مرغوب ہونگے انکو اور بعد از میوے کے پہلے لانا
گوشت کا بہتر ہی کہ حدیث مین آیا ہی سَیِّدُ الطَّعَامِ اَللَّحْمُ یعنے سردار کہانونکا گوشت ہی اور جو کہانا
کہ لطیف ہو پہلے کہاوے تا حاجت روائی لطیف سے ہو جاوے اور بہت نہ کہایا جاوے یعنی اسلیے
کہ بعد لطیف کے بُرے کہانیکو دل نہین چاہتا اور عادت اہل خواہش اور منعمین کی برعکس اسکے ہی کہ کہانا برا
پہلے کہاتے ہین تا رغبت لطیف پر بہت ہو اور یہہ خلاف سنت ہی اور جلد بہت کہانیکا ہی اور اگر ابتدا ساتہہ
نمک و ترکاری کے کرے بہتر ہی کہ اسمین زیب دستر خوان کی ہی اور رغبت ہوتی ہی کہانے پر اور درمیان
کہانیکے پانی سرد وشیرین موجود کرین کہ اس سے بہتر کوئی نعمت نہین اور عادت قدما کی یہہ تہی کہ سب طرحکے
کہانے یکبارگی ہی سامنے آتے تہے اور اگر کئی طرحکے کہانے ہون تو ظاہر کردینا اس بات کا بہتر ہی تا کہ
حاضرین سے حاجت روائی کرلین اور منتظر رہین اور دستر خوان جلدی نہ اوٹہا ڈالے ما شاید کہ ابتک
کوئی ایسا ہو کہ ہنوز اسکو حاجت باقی ہو اور بسبب شرم کے اظہار نکرسکے بلکہ جب مرتبہ فراغ کا پہنچے
اب بیٹہہ جاوے اور ہاتہہ کہانے پر ڈالے اور کہے بسم اللہ کرو اور یہہ طریقہ اگلے بزرگوں نے اچہا جانا ہی اور
چاہیے کہ کہانا بقدر ضرورت کے لاوے کہ کم اوس سے بعید ہی مروت سے اور زیادہ حاجت سے فخر اور اسراف ہی خصوصاً

چیک جائے کہ بہت سے کھانے کا اور اگر راضی ہو اسپر کہ سب لیجاوے تو بہت سا لانا شرع میں منع نہیں کہ ابراہیم
علیہ السلام بہت لاتے تھے مہمانوں کے لیے حضرت ثوری نے کہا کہ کیا نہیں ہی یہ اسراف ابراہیم نے کہا کہ
نہیں ہی کھانا کھلانے میں اسراف اور اگر بہت ہو لیجے لیجا سکی تو سب لانا تکلف اور ضائع کرنا اور ریا
تو کے ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قبول نہیں کرتے تھے تبرک کے کھانیکو اور چاہیے کہ پہلی کھانا
سے حصہ گھر کے لوگوں کا نکال لے تاکہ دل اونکا مجلس والوں کے کھانے میں نہ لگا رہے اور اگر بہت سے مہمان
آزردہ ہوں اور کھانا مہمانوں کو مکروہ ہو اور بغیر رضا کھلانے والیکے کھانا اوٹھاوے یعنی لیجانیکے لیئے
کہ یہ بس دل سی اور اگر رضا اونکے نہ جانے نہ اوٹھاوے کہ حرام ہی اور بقدر اونکی رضا کے طرف
اعتدال کا رعایت کرے اور پاس کے لوگوں کا نہ اوٹھاوے مگر جبکہ وہ راضی ہوں اور آداب کھانیکے
مشہور کہ خاص فصل سے اور کئی فصلوں میں ذکر ہو چکی اور آداب رخصت ہونیکے مجلس سے یہ ہیں کہ ساتھ جاوے
دروازہ تک مہمان کے پہنچانیکے لیے آوے کہ یہ بھی مہمان کی تعظیم میں سے ہی اور بہت ہی اچھی
اور کشادہ پیشانی رہے کہ پوری تعظیم اسی میں ہی اور اول و آخر سب کشادہ پیشانی رہے کہ پورا کرنا اور
تعظیم کا یہی کھانا کھلانے سے بہتر ہی اور مہمان کو چاہیے کہ کشادہ پیشانی رہے اور اگر کچھ قصور صاحب خانہ
میں ہو اوسکو معاف کرے اور خوش جاوے اور خوش خلقی بہترین اعمال سے ہی اور بدخلقی بدترین
اعمال ہی اور دعا خیر کرے اور بغیر رضا گھر والیکے باہر نکلے اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے کہ رعایت خاطر صاحب خانہ
کی کرے اور زیادہ تین دن سے ہے کہ باعث ملالت ہو اور وہ نکال دیوے اور بہت رہے
مگر کہ خلوص دل سے اصرار کریں گھر والے اور سمجھیں کہ واسطے مہمان کے ایک فرش بچھا رکھے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچھونے تین کافی ہیں ایک اپنے لیے اور ایک بی بی کے لیے اور ایک
مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہی ف یعنی آدمی کے لیے بچھونے چاہییں اگر میسر ہوں
ایک تو اپنے لیے اور دوسرا بی بی کے لیے کہ شاید کبھی وقت بسبب مرض کے یا کسی اور عذر کے سونے
والا دونوں کا ساتھ سونا اول اور موافق رسالہ سنت کے ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے
ساتھ سویا کرتے تھے اور تیسرا مہمان کے لیے کہ آوے تو رات کو آرام سے سو رہے جس میں بچھونے کافی ہیں اور زیادہ
اس سے اسراف ہی جسکو فرمایا کہ چوتھا اگر ہو تو شیطان کے لیے ہی بسبب شیطان کی طرف لیجانیکے کہ جو کہ
زیادہ قدر حاجت سے ہی اور محل فخر ہی مذموم ہی اور ہر مذموم منسوب اسکی طرف ہی اسلیئے
شیطان کی طرف نسبت کیا کہ جو کچھ زاید ہی حاجت سے اسپر شیطان رات گذارتا ہی لیکن اگر کبھی حاجت
کرم کی وقت کی ہو اور مہمان اونکے ان سب آئی ہوں تو ظاہر یہ ہی کہ کثرت فرش اسباب مذموم نہ

مذموم وہ ہی کہ واسطے مفاخرت وتکبر کے ہو یہ حضرت شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہی **فصل پانچوین** بیچ فائدوں متفرق کے کہ متعلق اس باب کے ہین کہانا بازار مین مکروہ ہی اتقی لائق گواہی کے نہین رہتا بسبب ہونے اوسکے دلالت کرنیوالا نالائقی اور عدم مروت پر اور بعضوں نی کہا ہی کہ یہ مختلف ہوتا ہی ساتہ اختلاف عادتون شہرونکے اور حالتون شخصونکے بعضوں سے بسبب کم مروتی اور زیادتی حرص کے ہوتا ہی اور یہ ساقط کرنیوالا عدالت کا ہی یعنے اسسے لائق گواہی کے نہین رہتا اور بعضونسے بسبب تواضع اور ترک تکلف کے ہوتا ہی اور نقل کیا گیا ہی یہ بعضے صوفیون سے اور ایک انگلے اور دو انگلے سے نکہاوے اور سنت یہہ ہی کہ تین انگلیونسے کہاوے یعنے ایک انگوٹہا اور دو انگلیان اوسکے پاس کی اور چار یا پانچ انگلیونسے نکہاوے کہ دلالت کرتا ہی حرص پر اور کہانا گوشت کا بڑہاتا ہی گوشت کو اور گوشت گائیکا موجب بیماری کا ہی او دودہ اوسکا دوا ہی اور کہانا مچہلی کا بدنکو گہٹاتا ہی اور پڑہنا قران کا اور کرنا مسواک کا بلغم کو دور کرتا ہی اور کاٹنا رگونکا بیماری پیدا کرتا ہی اور رات کو نکہانا بڈہا کرتا ہی اور صبح کو نکہانا ضعیف کرتا ہی اور پرہیز کرنا تندرست کے لئے ضرر کرتا ہی جیسکہ پرہیز نکرنا بیمار کو ضرر کرتا ہی آیا ہی کہ حجاج نے ایک طبیب سے پوچہا کہ مجکو کچہہ ایسا بتا کہ اوسکے کرنے سے احتیاج کسی طبیب کی نہو اوسنی کہا کہ غیر جوان عورت سے نکاح نکر اور گوشت غیر جوان جانور کا نکہا اور باورچیخانہ مین سے جو چیز گلی نہو نکہا اور دوا بغیر بیماری کے نکہا اور میوہ کہ پکا نہو نکہا اور چبانی مین مبالغہ کر اور جو کچہہ خوش آوے اوسے کہا اور کہانے پر پانی نپی مگر کہ بعد دیر کے اور پیٹ بہرے پر کچہہ نکہا اور پیشاب اور پایخانہ نروک اور بعد دنکے کہانیکے سو رہ اور بعد راتکے کہانیکے ٹہلا کر چار چیزین بدنکو قوی کرتی ہین کہانا گوشت کا اور سونگہنا خوشبو کا اور کثرت غسل کی بغیر جماع کے اور پہننا کتان کا کہ ایک قسم ہی کپڑی کی اور چار چیزین بدنکو سست کرتی ہین جماع بہت کرنا غم بہت کہانا اور بہت پانی پینا اور نہار ملی اور ترشی بہت کہانا اور چار چیزین بینائیکو قوی کرتی ہین روبقبلہ بیٹہنا اور سرمہ دینا سوتے وقت اور نظر کرنا سبزہ پر اور لباس پاکیزہ پہننا اور چار چیزین بینائیکو کند کرتی ہین دیکہنا نجاستونکا اور دیکہنا سولی دی ہوئونکا یعنے جو کہ گلہ دیا گیا ہو اور عورت کے ستر کو دیکہنا اور قبلہ کی طرف پیٹہہ کرکے بیٹہنا اور چار چیزین قوت جماع کو زیادہ کرتی ہین چڑیا کا کہانا اور اطریفل اکبر کہانا اور پستہ کہانا اور جرجیر کہانا اور چار چیزین عقل کو زیادہ کرتی ہین ترک کرنا اوس کلام کو کہ زیادہ ہو حاجت سے اور مسواک کرنی اور ساتہ علما اور صلحا کے بیٹہنا اور سونا چار قسم پر ہی چت سونا اور یہہ سونا انبیا کا ہی کہ تفکر کرتے تہے بیچ پیدائش آسمان و زمین کے اور داہنی کروٹ سونا اور یہہ سونا علما کا ہی اور عبادت ہی اور بائین کروٹ سونا اور یہہ سونا

نادستا ہوئیگا ہی واسطے ہضم ہونے طعام کے اور شبہہ کے حل ہونا اور بیہ ہونا ساقط ہونیکا ہی **باب دوسرا**
بیچ آداب نکاح کے اور اس باب میں پانچ فصلیں ہیں **فصل پہلی** بیچ فائدوں نکاح کے اور آفتوں اوسکے
اور **فصل دوسری** اون چیزوں میں کہ واجب ہی رعایت اونکی **فصل تیسری** بیچ آداب گذران
کرنیکے ساتھ عورتوں کے اور بیچ ولیمہ کے **فصل چوتھی** بیچ آداب جماع کے اور بچہ پیدا ہونیکے اور طلاق کے
**فصل پانچویں** حقوق میں میاں بیوی کے **فصل پہلی** بیچ فوائد اور آفتوں نکاح کے جان تو کہ
علما میں اختلاف ہی اس مسئلہ میں کہ نکاح کرنا بہتر ہی یا نکرنا ہمیں یعنی پسندیدہ معلوم ہوتا ہے نزدیک میرے
کہ اصل ہماری زمانہ میں نکرنا نکاح کا ہی اور فضیلت نکاح کی اگلے زمانہ میں تھی کہ روزی وجہ حلال سے
میسر ہوتا تھا اور اخلاق عورتوں کے اچھے تھے اور حدیثیں اور اقوال صحابہ کے دونوں جانب میں موجود ہیں
نکاح کرنے کی فضیلت میں اگر روایتیں آئی ہیں اور حقیقت حال کی موقوف ہی اوپر بیان کرنے فوائد نکاح
اور آفتوں اوسکی کے فوائد نکاح کے بیچ میں پیدا ہونا اولاد کا اور مقصود نکاح کے مقرر ہونے سے یہی ہی
کہ باقی رہے نسل آدم کی اور بیچ پیدا ہونے اولاد کے فائدے اور فضیلتیں ہیں ایک یہ کہ سعی کرنی ہی بیچ حاصل
کرنے مراد حق کے اسلئے کہ حکمت بیچ پیدا کرنے شہوت کے اور سبب کے حاصل ہونا اولاد کا اور باقی رکھنا جنس
انسان کا ہی اور سعی کرنی ہی بیچ حاصل کرنے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
نکاح کرو اور اولاد جنو کہ میں فخر کرونگا سبب تمہارے اوپر امتوں پر کہ میری امت میں ایسے لوگ ہیں
اور بیچ مرنے چھوٹی اولاد کے ثواب بیشمار ہی آیا ہی کہ قیامت کو جب جمع ہونگے بہشت میں لیجانے لگینگے
تو وے اپنے ماں اور باپ کا پلہ لیوینگے کہ جب تک یہ بہشت میں ساتھ ہمارے نہ جاویں ہم قدم نہیں رکھینگے پس حکم ہوگا کہ انکو
اپنے ماں اور باپ ساتھ لیجاؤ بہشت میں اور بیچ دعا کرنے فرزند صالح کے اپنے ماں باپ کیلئے
بعد مرنے کے فائدہ بہت ہی حدیث شریف میں آیا ہی کہ دعائیں اوس کی حالت میں مردہ کے نور کے
طبق ہیں اور اگر فرزند صالح نہیں ہوتا تو بھی امید قبول کی ہی اور اگر فضیلت نکاح کی بواسطہ فرزند کے
اور جب مقصود حاصل کرنا فرزند کا ہو تو نکاح عورت بانجھ سے مکروہ اور برا ہوا حدیث میں آیا ہی کہ
ستر عورتوں بچے جننے والی ہی اور یہہ بھی آیا ہی کہ بوریا پڑا ہوا گھر کے کونے میں بہتر ہی عورت
نہ جننے والی سے اور یہہ بھی فرمایا ہی کہ کالی عورت جننے والی بہتر ہی عورت گوری نہ جننے والی سے
اور نکاح کے فائدوں سے ایک یہہ فائدہ ہی کہ اوس سے امن ہوتی ہی آفتوں شیطان کے سے
اور دوستوں اوسکے سے مرحمد کہ اگر تقوی رکھتا ہو تو مانع ہوتا ہی افعال بد اعضا کیسے اور آفت نظر کے
لیکن محفوظ ہونا قلب کا وسوسوں سے اور خطروں سے اور فکر سے دشوار بہت ہی دل کے وسوسے نکاح ہی

بیچ بیان فضیلت نکاح

مٹتے ہین چنانچہ اسی سبب سے کہا ہی ابن عباس نے کہ تمام نہین ہوتی ہین عبادتین مگر ساتھ نکاح کے اور عکرمہ نے
بیچ تفسیر خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا کے کہا ہی کہ صبر عورت سے نہین کرسکتا اور لکھا ہی علما نے کہ جب
پیدا کیا گیا ہی آدمی ضعیف
شہوت غلبہ کرتی ہی آدمی پر تو جاتے رہتے ہین اوسکے دو حصہ عقل اور دین کے اور حدیث مین آیا ہی
کہ بچاو ادن عورتونکے پاس کہ خاوند نہ رکھتی ہون اسلیئے کہ شیطان جاری ہوتا ہی آدمیون مین جگہ جاری
ہونے خون کے یعنی بہت تصرف کرتا ہی صحابہ نے کہا کہ آپ مین بھی یا رسول اللہ فرمایا مجھمین بھی ولیکن
میری مدد کی ہی اللہ نے شیطان پر پس اسلام لے آیا ہی یعنی تابعدار ہوگیا ہی میرا اور بیچ نکاح کرنیکے
امان ہی واقع ہونے سے بلا مین روایت کیا ہی جابر رضی اللہ عنہ نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
دیکھا ایک عورت کو پس آئے اپنے گھر مین اور قصد شہوت کی اپنی ایک بیوی سے اور فرمایا کہ جب آتی
آتی ہی عورت آتی بیچ صورت شیطان کے پس جب دیکھی لیک تمہارا کسی عورت کو کہ خوش آوے چاہیے کہ
آوے اپنی بیوی کے پاس یعنے صحبت کرے اور منقول ہی کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ علمای صحابہ
سے تھے اول افطار ساتھ جماع کے کرتے تھے واسطے فارغ کرنے دلکے عبادت کے لیے اور اسی لیے
مستحب ہی فراغت کرنی کاروبار سے پہلے نماز کے اور منقول ہی اونسے کہ ماہ رمضان مین نماز عشا
تک تین عورتونکو خوش کرتے تھے یعنے جماع کرتے تھے اور واسطے اسی فائدہ کے مستحب ہی
نکاح زیادہ ایک عورت سے اگر حاصل نہو فراغ خاطر ایک عورت سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا کہ بہترین امت وہ ہی کہ عورتین بہت رکھی اور شہوت عرب والونکو بہت ہی چنانچہ اسیلیے صلحا اونکے
نکاح بہت کرتے ہین اور صحابہ مین بہت لوگ ایسے تھے کہ تین چار بیوی رکھتے تھے اور ایسے بہت کم تھے
کہ دو بیویوں سے کم رکھین اور اگر حاصل نہو محبت اور الفت ایک بیوی سے تو مستحب ہی بدل ڈالنا اونکے
اوسکو چھوڑ دے اور اور کرلے کہتے ہین کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہت نکاح کیئے تھے یہانتک
کہ زیادہ دوسو عورتون سے نکاح کیا ہی کبھی چار چار عورتونکو ایک ہی عقد سے نکاح مین لاتے تھے اور
کبھی چار عورتونکو ایک ہی مرتبہ طلاق دیتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حسن
مشابہ ہی میری صورت اور سیرت مین اور فرمایا آنحضرت نے کہ حسن مجھسے ہی یعنی صورت و سیرت مین اور حسین علی سے ہی
راضی ہو خدا اللہ ان سب سے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بعد وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چار عورتین
نکاحی اور ستر ان حرمین رکھتے تھے اور سات روز بعد حضرت فاطمہ کی وفات کے آپنے نکاح کیا تھا اور مدار نکاح کی زیادتی اور
کمی کا اوپر کمی اور زیادتی شہوت کے ہی کیونکہ علاج بقدر مرض کے ہوتا ہی اور مراد تسلی نفس کی اور فراغت دلکی ہی پس اگر کمی میسر
بات حاصل ہو کم کرے والا زیادہ اور فائدہ نکاح کا یہبھی ہی کہ نکاح سے راحت نفس اور الفت ہوتی ہی بسبب بیٹھنے کی

ہوسکے اور سست ہو گئے اور ایسے ہو لیے سکے اوسے اور اسے خوب نفس کو حاصل ہوتی ہی عبادت پر
کس واسطے کہ عبادت مخالف نفس کے ہی اور ہمیشہ عبادت میں مشغول کرنا نفس کا زیر ستے ہو جانے کی اور ملال
ہی پیدا کرنا نفس کا لیے وقتوں میں سبب فرحت و نشاط کا ہی اور ہو سکتا ہی کہ یہی حکمت ہو اس کی کہ مکروہ
کی گئی ہی نماز بعضی وقتوں میں اور تفریح و مشغولہ ست ہی جیسے مثلاً دو پہر کو جو نماز مکروہ ہوئی اور مشغولہ
ہمت تو اسی سبب سے کہ نفس خوش ہو کر خوب عبادت کی حاصل کرے پس یہی بات نکاح سے حاصل
ہوتی ہی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رَوِّحُوا الْقُلُوبَ سَاعَةً فَإِنَّهَا إِذَا أُكْرِهَتْ
عَمِيَتْ یعنی آرام پہنچاؤ دلوں کو ایک ساعت کیونکہ جب جبر کیا جاتا ہی دلوں پر تو اندھی ہو جاتے ہیں
حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر
انکس پاس حصول لیے تجارت آخرت کی کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ میں تمام رات جاگا کرونگا اور کوئی
کہتا تھا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرونگا اور کوئی کہتا تھا کہ میں عورت پاس ہرگز نجاؤنگا اتنے میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر آئے اور پوچھا کہ کیا کہہ رہے ہو تم قسم ہی اللہ تعالی کی کہ میں بڑا
پرہیزگار ہوں آدمیوں میں ہر ایک خداتعالی سے اور حال میرا یہ ہی کہ کھاتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں
اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں اور رغبت ہر جگہ میری
ایسے ہم جو اتنی عبادتوں کا ارادہ رکھتے ہو اچھا نہیں کہ باعث تھک جانے نفس کا ہی عبادت سے
اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ الطِّيبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ
عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ خوب ہیں مجھکو دنیا تمہاری سے تین چیزیں خوشبو لگانی اور عورتیں اور ٹھنڈک
میری آنکھوں کی نماز میں ہی یعنی ساتھ فرحت ہوتی ہی نماز میں سبب حضور رب العالمین کے اور یہہ
فائدہ نکاح کا یعنی خوش ہونا نفس کا اور اسے حاصل ہونا قوت کا عبادت کے لئے عام نہیں ہی کس لئے کہ نہیں
اسلیئے کہ ایسے آدمی کم ہیں کہ بعد انکا نکاح میں نہ ہو بلکہ اکثر قصد انکا دفع کرنا شہوت کا ہوتا ہی اور یہہ
بھی ہی کہ یہہ فائدہ تجہ نکاح ہی میں منحصر نہیں بعضے آدمی ایسے ہیں کہ دیکھنے سے پانی اور سبزہ وغیرہ کے
اپنے دلکو خوش کرتے ہیں پس وہ محتاج نہیں ہیں نفس کے خوش کرنے میں مصاحبت عورتوں سے کیونکہ
ہو جاتی ہیں ساتھ اختلاف حال اور اشخاص کے یعنی کسیکو کسی چیز سے خوشی حاصل ہوتی ہی اور کسیکو کسی
چیز سے اور پانچواں فائدہ نکاح کا یہہ ہی کہ اوسکے فراغت دلکو حاصل ہوتی ہی کاروبار گھر اور کھانے پکانے کی سے
کیونکہ اگر آپ کو تجہ کھانے پکانے کا اور شادی کے لوازمات فکر میں دراوقات ضایع رہے بس عورت نیک مدد
کرتی ہی امور دین میں یہہ کہ ملکر ایسے ہی الی میں اسی واسطے ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی

اَلزَّوْجَۃُ الصَّالِحَۃُ لَیْسَتْ مِنَ الدُّنْیَا فَاِنَّھَا تُفَرِّغُكَ لِلْاٰخِرَۃِ یعنے عورت نیک جوروئیت
نہین ہی کیونکہ اوسے فراغت حاصل ہوتی ہی واسطے کار آخرت کے اور بعضوں نے بیچ تفسیر
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً کے کہا ہی کہ مراد حسنۃ سے عورت صالحہ ہی اور حضرت عمر رضی اللہ
نے فرمایا ہی کہ بعد ایمان کے بہتر کوئی نعمت عورت صالحہ سے نہین اور حدیث مین آیا ہی کہ فضیلت
میری آدم صلوات اللہ علیہ پر دو وجہ سے ہی ایک یہ کہ بیوی اونکی باعث گناہ کی ہوئی اور میری بیبیان
مددگار مین طاعت پر دوسرے یہ کہ شیطان اونکا کافر تھا اور شیطان میرا مسلمان ہی اور یہ فائدہ
بہی مخصوص ہی ساتھہ بعضے شخصونکے کہ جو ایسا ہو کہ کوئی سرانجام اسکے امور کا کرنیوالا ہو تو البتہ اسکو نکاح
مین یہ فائدہ ہی والا نہین اور اسی فائدہ کے واسطے مستحب ہی نکاح کرنا دو عورتون سے اور زیادہ سے
کیونکہ یہ اکثر سبب رنج اور ملال کا اور خلل کا گہر کے کامون مین ہی اور خلاف اسکا نادرات سے ہی اور فائدہ
نکاح کا یہ بہی ہی کہ اوس سے مجاہدہ اور ریاضت نفس کی ہوتی ہی بسبب صبر کرنیکے اوپر اذیتون اور بدخلقی اور
کج فہمی بیوی کے اور بسبب خبرگیری احوال اونکے اور موجود کرنے اسباب معاش کے اونکے لیے اور صبر
کرنے سے ایذاؤن پر بہت ہی ثواب ملتا ہی اور فضیلت بیشمار ہی اسکے اور مرتبہ صبر کا بلند ہی اور خصائل حمیدہ
اور اخلاق پسندیدہ پیغمبرون اولی العزم علیہم السلام کے سے ہی کہتے ہین کہ کتنے ایک آدمی حضرت یوسف
علیہ السلام کے ہان مہمان آئے پس انہون نے معلوم کیا کہ ہر بار جانے اور نکلنے مین حضرت یوسف پر آزار ایذا
بہت پائے جاتے ہین اور یہ بہت سکوت اور صبر کرتے ہیں اور لوگونکو انکے حال دیکہنے سے تعجب ہوا
حضرت یوسف نے کہا کہ تعجب نکرو کیونکہ مینے ہی اللہ تعالی سے عرض کیا تہا کہ یا اللہ جو بلا اور عذاب کہ مجہپر
آخرت مین کرے تو یہین کرلے کہ مجکو تحمل بلائی آخرت کا نہین پس حکم ہوا کہ عذاب تیرا یہ ہی کہ فلانی کی بیٹی
سے نکاح کر پس نکاح کیا مینے اور اب اوسکی ایذا پر صبر کرتا ہون اور صبر کرنے مین انکسار نفس ہی اور اچہا
کرنا خلق کا اسلیئے کہ تکمیل کی اور مصاحب اچہی خلق والونکی نہین نکلتی ہی خباثت باطن کی اور ظاہر نہین
ہوتے ہین عیب نفس کے پس واجب ہی چلنے والے پر راہ آخرت پر کہ آزماوے اپنے نفس کو ساتہہ ایسے
ریاضت کے تا عادت پڑے صبر کرنیکے اور معتدل ہوئی اخلاق اوسکا اور مرتاض ہوا اوسکا نفس
اور یہ فائدہ بہی مخصوص ساتہہ اون لوگونکے ہی کہ چلتے ہین راہ مجاہدہ کی اور حسن خلقی نہین رکہتے اصل
خلقت مین یا ریاضت پہلی سے نہین حاصل رکہتی اور جو کہ محتاج نہین ہین اسکے بسبب اچہے ہونے اصل
خلقت کے یا پہلے مجاہدہ کے پس اونکے حق مین نکاح کرنا مفید نہین اس مطلب کو اور اوسکو ریاضت اور فکر
کرنی علوم مین اور مجاہدہ کرنا ساتہہ اور طاعتونکے کافی ہی اور نکاح کا فائدہ یہ بہی ہی کہ اسکے سبب سے

حاکم ہووے یعنی اہل سوال پر اور رعایت کرتا ہی اونکی اور حقوق ادا کرتا ہی اونکے اور کوشش کرتا ہی
بیچ حاصل کرنے وجہ حلال کے اور سعی کرتا ہی اہل اولاد کی تعلیم کرنے میں اور راہ ہدایت میں اونکے
اور اہل اور اولاد اسکی رعیت ہیں اور یہ حاکم اونکا پس یہہ جو رعایت و عدل کریگا اسمیں بڑا ثواب پاویگا
کہ اسکی بڑی بزرگی آئی ہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عدل کرنا ایک ساعت کا حاکم عادل کی
افضل ہی ستر برس کی عبادت سے اور اسی سبب سے وارد ہوئی ہیں فضیلیں حق حاکم عادل کی اور
کسو نکر برابر ہووے وہ شخص کہ مشغول ہو فقط اپنے ہی نفس کی درستی میں اور وہ شخص کہ ساتھ خود درستی
اپنے کے خدمت خلق بھی کرتا ہو اور کسو نکر برابر ہو وہ شخص کہ صبر و راعت رکھتا ہو اور وہ شخص کہ صبر کرتا ہو
ایذاؤں پر اور خبر گیری اہل و عیال کی برابر جہاد کے ہی اور فضیلت جہاد کی معلوم ہی ہی کہ کیا کچھ آئی ہی
اور اسی سبب سے حضرت حق سبحانہ و تعالی نے انبیاء میں سے یاد شہر کیا ہی قرآن میں بکریوں والونکو
اسطرح کہ حضرت یحیی علیہ السلام نے نکاح کیا تھا واسطے حاصل کرنے ثواب اور فضیلت نکاح کے لیکن
جماع نہیں کیا اور انبیاء مرسل میں سے جو مجرد سے حضرت عیسی علیہ السلام سو کہتے ہیں کہ وہ بھی نکاح
کرینگے اوس وقت میں کہ اوتریں گے آسمان سے یعنی قرب قیامت کے اور اونکی اولاد ہوگی اور کہا بشیر
بن حارث نے کہ فضیلت احمد بن حنبل کی مجھپر دو جہت سے ہی ایک تو یہ کہ وہ حاصل کرتے ہیں مال
حلال اپنے لیے اور غیر کے لیے اور میں تو اپنے ہی لیے کرتا ہوں اور دوسرے یہہ کہ وہ فراخی
رکھتے ہیں نکاح میں اور میں تنگی کرتا ہوں تیسرے یہہ کہ وہ امام ہیں لوگوں کے ہیں اور میں اپنے ہی نفس کی
درستی میں مشغول ہوں اور آیا ہی کہ ایک عابد نے ایک عالم سے کہا کہ حق تعالی نے ہر عمل نیک نصیب
مجھکو کیا اور بیان کیا حج کو اور جہاد کو اور اور نیک اعمال کو یعنی بیان کیا کہ یہ عمل نیک مجھکو نصیب ہوئے ہیں
پس کہا اوس عالم نے کہ کہان ہی تو عمل ابدال سے یعنی عمل ابدال سے غافل ہی تو وہ تو نے نہیں حاصل کیا تو اوس
عابد نے کہا کہ کیا ہی عمل ابدال کا کہا اوس عالم نے کہ حاصل کرنا حلال کا واسطے نفقہ عیال کے اور کہا ہی علما نے
کہ عبادت عیالدار کی افضل ہی ستر درجہ عبادت مجرد کے سے اور ایک شخص نے ابراہیم ابن ادہم سے کہا
کہ خوش حال ہی بیراکہ فارغ کیا تو نے اپنی تئیں واسطے عبادت کے فرمایا ابراہیم نے کہ ایک غم تیرا بسبب
عیال کے بہتر ہی میری سب عبادت سے اور حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی بیٹی رکھتا ہو اور بیچ خرچ کرنے
اور خبر گیری اوسکی کے سعی کرے یعنی اچھی طرح خبر گیری کرے واجب ہی اوسکے لیے بہشت مگر کہ وہ عمل
کیا ہو کہ بخشا جاوے یعنی شرک اور حدیث میں آیا ہی کہ غم اور محنت کفارہ ہی گناہوں کا اور بعضے
اگلے علما نے کہا ہی کہ بعضے گناہ ایسے ہیں کہ کفارہ اونکا نہیں ہی سوائی غم عیال کے اور طلب کرنے

معیشت سے کے اور یہہ فائدہ بہی مخصوص ہی ساتہہ اہل عبادت سے کے کہ اونکے لیے سوا اعمال ظاہر کے
کوئی شغل و عبادت اور نہو اس لیے کہ یہہ بہی عبادت توئین سے ہی بلکہ یہہ عبادت متعدی ہی اور فضیلت
عبادت متعدی کی اوپر عبادت لازمی کے بیشمار ہی اور جسکو کہ حاصل ہو سیر باطن اور فکر کرنا علوم میں
اور مکاشفات ہو تو نہین نفع دیتا اوسکو یہہ فائدہ اسلیے کہ علم افضل عبادت ہی اور اسلیے فضیلت دی
گئی ہی علم دین کے سکہانے اور سیکہنے کو اوپر عبادت نفل کے اور فائدہ علم کا عام ہی تمام خلق کے لیے
اور افضل ہی حاصل کرنے نفقہ کے سے واسطے عیال کے اور فائدہ نکاح کا یہہ بہی ہی کہ بہت ہوتا ہی
اسسے کنبہ قبیلہ اور اوسسے حاصل ہوتی ہی قوۃ بازو اور زیادہ ہوتی ہی عزت ورو ورہولی ہی ذلت
کے سبب دفع شر اور سلامتی کے ہی آفتونسے چنانچہ اسی سبب سے کہا ہی علما نے ذَلَّ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ یعنی
ذلیل ہوا وہ کہ نہین کوئی مددگار اوسکا اور یہہ باعث فراغت دل اور جمعیت خاطر کا بہی ہی جانا جاسے
کہ نکاح کے ان فائدون کے بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ جو فائدہ ان فائدونمین سے عام اور مفید سبکے حق میں ہی
وہ یہہ ہی کہ اولاد پیدا ہوتی ہی اور محفوظ رہتا ہی آفت شہوت سے اور آفتین نکاح کی متعدد ہین ایک یہہ ہی
کہ آدمی عاجز ہوتا ہی کسب حلال سے اور حاصل کرنا حلال کا نہایت دشوار ہی خصوصا اس زمانہ مین کہ محافظت
حدود شرعی کی اور اکثر احکام شرع کے مفقود ہین پس نکاح سبب اضطرار اور واقع ہونیکا حرام مین ہی اور آخر
ہلاکت اسکی اور اوسکے اہل کی ہی اور مجرد امن مین ہی اس بلا سے حدیث مین آیا ہی کہ اول جبکہ پیش آوی گی
مرد کو روز قیامت کے اہل اور اولاد اسکی ہی پس کہڑا کرین گے اسکو آگے خدا تعالی کے کہینگے بار خدایا حق ہمارا
اوسسے لے کہ اسنے تعلیم نکیے ہمکو احکام دین کی اور کہلایا ہمکو مال حرام سے اور ہم نجانتے تہے اور یہہ بہی
حدیث مین آیا ہی کہ ایک بندہ ہوگا کہ اوسکے لیے مانند پہاڑون کے نیکیان ہونگی پہر سوال کیا جائیگا
اوسسے رعایت کرنے عیال کیسیے اور کسب کرنے مال کیسے کہ حرام تہا یا حلال پس جاتی رہین گی نیکیان اوسکی
اس مطالبہ مین پس فریاد کرین گے فرشتے کہ یہہ شخص وہ ہی کہ لیگئی نیکیان اسکی اہل و عیال اسکی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت کو آدمی کے لیے کوئی گناہ بڑا زیادہ جہالت اہل سے نہوگا یعنی اگر اپنے اہل و عیال کو
تعلیم نکریگا اور وہ جاہل رہینگے تو یہہ اسکے حق مین بڑا گناہ ہی اور یہہ آفت عظیم ہی کہ بہت ہی کم اسی نجات پاتی ہین
مگر وہ شخص البتہ نجات پاتا ہی کہ مال حلال کہتا ہو یا کسب حلال کرتا ہو اور قناعت کرتا ہو اور صبر یا کچہہ پیشہ
رکہتا ہو مانند لانے لکڑیون کے اور شکار کرنے کی وغیرہ ذلک اور کوئی حرفہ بہی ایسا نہ رکہتا ہو کہ متعلق ساتہہ
بادشاہوں اور ظالمونکے ہو آیا ہی کہ ایک درزی نے ایک بزرگ سے پوچہا کہ کپڑا بادشاہ کا سیتا ہوں میں
آیا مین بہی مددگار ظالمون مین سے ہونگا یا نہین فرمایا کہ مددگار ظالمون کا وہ ہی کہ سوئی اور

بیان آفات نکاح

دیا گیا ہے سزی نامہ سیجا اور موجود ہیں ظالم ہی آورد کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سفیان ثوری
رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کے دروازہ پر دیکھا کہ وہ کسی جگہ بیٹھے کی ہی فرمایا کہ ہر گز نہ بیٹھے عیال میں
فلاح میں دیکھی ہی یعنے جو کسی عیال کی مکروہ باعث کرنیکی اس خیال کی وہی ہی اور سبب اسی آمد کے
علما نے کہا ہی کہ اصل ہمارے زمانہ میں مجرد رہنا ہی **ف** منقول ہی اس عبارت سے کہ نقل کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ رہا جنگل میں سخت دل ہو یعنے سخت کم ملنے کے لوگوں
اور سبب ترک کرنے جماعت کے اور جو شخص کہ پیچھے لگا رہا شکار کے غافل ہوا یعنے طاعتوں سے
اور نصیب ہوا اوس کو غفلت و رحم سے اور جو شخص پاس سلطان کے آیا فتنہ میں ڈالا گیا یعنے اسلیے کہ اگر موافقت
کرتا ہی اوسکے ہر امر میں تو خطرہ ہی دین میں اور اگر مخالفت کرتا ہی اوسکے تو خطرہ ہی جان پر نقل کی
سا احمد اور ترمذی اور نسائی نے اور بیچ روایت ابی داؤد کے ہی کہ جو شخص لگا رہا سلطان کے پاس فتنہ میں
ڈالا گیا اور نہیں زیادہ کی کسی بندہ نے سلطان سے نزدیکی مگر کہ زیادہ ہوئی اللہ سے دوری یہ مشکوۃ
میں ہی آور آفت نکاح کی یہ بھی ہی کہ قصور کرتا ہی آدمی ادا کرنے حقوق جورو میں اور قصور کرتا ہی
صبر کرنے میں اوسکے اخلاق پر یہ بھی محل خطر کا ہی اس لیے کہ داعی کو ہر کسی سے پوچھیں گے حقوق
رعیت اور احوال اوسکے سے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ
رَّعِیَّتِہٖ یعنے تم سب رعیت رکھنے والے ہو اور تم سب پوچھے جاؤ گے اپنی رعیت سے **ف** یہ سارا
حدیث مشکوۃ میں بخاری مسلم سے یوں نقل کی ہی خبردار ہو سب تمہارے نگہبان رعیت کے ہیں اور تم
سب پوچھے جاؤ گے اپنی رعیت سے پس امام جو حاکم ہو لوگوں پر نگہبان ہی اور وہ سوال کیا جاویگا احوال رعیت
اپنی سے اور مرد نگہبان ہی اوپر گھر والوں اپنی کے اور وہ سوال کیا جاویگا حقوق رعیت اپنی سے اور عورت
نگہبان ہی اوپر گھر خاوند اپنی کے اور فرزندوں اوسکے کے اور وہ سوال کی جاویگی حق اونکے سے اور غلام مرد کا
نگہبان ہی اوپر مال مالک اپنی کے اور وہ سوال کیا جاویگا اوسی خبردار ہو پس تم سب نگہبان ہو اور تم سب سوال
کیے جاؤ گے رعیت اپنی سے **ف** راعی کہتے ہیں نگہبان اور امانت دار کو یعنے اوس چیز
کو اوسکے تصرف میں ہی پس لازم ہی اسکو ادا کرنا اوسکے حق کا اور یہ موجود ہی سب میں اگرچہ حقوق مختلف
ہوں اور اس حدیث میں نصیحت ہی سب کے لیے بیچ رعایت حقوق کے اور تنبیہ ہی اس پر کہ سب پوچھی
جاوینگے اور لکھا ہی علما نے کہ ہر شخص نگہبان ہی اپنے اعضا اور حواس اپنے کے بھی اور وہ پوچھا جاویگا
احوال اونکے سے کہ کہاں استعمال کیا ہمنے اونکو اور کسطرح استعمال کیا اور حدیث میں انکو سردار کہا اسلیے
کہ ظاہر یہ کہا ہی شیخ عبد الحق رح اور سید جمال الدین نے شرح مشکوۃ میں اور حدیث میں آیا ہی کہ ... گئے الا

اپنی عیال سے بمنزلہ غلام بہاگے ہوئے کے ہی کہ قبول نہین ہوتی اوسے کوئی چیز قسم نماز اور روزہ اور حج
سے یہانتک کہ رجوع کرے طرف اونکے اور قصور کرنیوالا انکے حق مین اگرچہ حاضر ہی لیکن حقیقت مین غائب ہی
یعنے یہہ بہی بمنزلہ غلام بہاگے ہوئے کے ہی جو کہ اوپر مذکور ہوا اور آدمی عاجز ہی یعنے ادا کرے حق نفس اپنی سے
چہ جائے ادا کرنا حق غیر کا اور یہی تہا عذر بعضے مشائخ کا بیچ ترک کرنے نکاح کے اور اختیار کرے مجردی کے
مانند ابراہیم ادہم اور بشیر ابن حارث رضی اللہ عنہما کے اور یہہ آفتین اگرچہ خطر عظیم رکہتی ہین لیکن پست
ہیں آفتوں سے کم ہین اس لیے کہ خوش گذرانے ساتہہ عورتونکے یعنے نیک خلقی سے اونکے ساتہہ رہنا
اور اونکے حق ادا کرنے آدمی سے ممکن ہین کہ ہوسکتا ہی لیکن طلب کرنا حلال کا تمام حالتومین نہایت
مشکل ہی اور آفات نکاح کی سے یہہ بہی ہی کہ اہل و اولاد اکثر حالتون مین غافل کرنیوالے ہین اللہ سے اور
باعث ہین طلب دنیا پر اور بہت سے جمع کرنے مال پر اور طلب کرنے مال پر اور فخر کرنے پر کہ ہم کثیر الاولاد
ہین اور جو چیز کہ غافل کرے ہین حق سے آفت ہی فرمایا حق سبحانہ تعالی نے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ
الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ یعنے مال اور اولاد زینت ہین زندگانی
دنیا کی اور نیکیان باقی رہنے والی بہتر ہین نزدیک پروردگار تیرے کے اور مراد ہماری اس سے یہان یہہ
نہین ہی کہ وہ باعث ہوتے ہین اوپر ارتکاب حرام کے اس لیے کہ اسکا ذکر تو اوپر ہو چکا ہی بلکہ مراد یہہ ہی
کہ کثرت کرنے چین کی چیزون مین اور لذتون مین اگرچہ مباح و مشروع ہون یہہ بہی مانع ہین دوام ذکر سے
اور فراغت دل سے اسلیے کہ اکثر شغل اور موانع کہ سبب قصور دین کے ہین پیدا ہوتے ہین اہل و
اولاد سے کہ شب و روز انکی فکر مین رہتا ہی پس ضائع ہوتا ہی وقت باطل چیزون مین اور باعث ہوتا ہی
ندامت کا اور اسی سبب سے ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ جسنے عادت کی فقر اپنی سے
ہوں کے ساتہہ سو سکے اوسنے ہرگز کچہ کام نہین ہو سکا اور ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہی کہ مَنْ تَزَوَّجَ
رَکَنَ اِلَی الدُّنْیَا یعنے جسنے بیوی کی میل کی طرف دنیا کے اور فرمایا کہ ندیکہا مینے کسیکو اپنے یارونمین سے
کہ بیوی کی ہو اور اپنے حال پہلے پر قائم رہا ہو اور حسن بصری نے کہا کہ جب چاہتا ہی اللہ نیکی پہنچانی
بندیکو غافل نہین کرسکتے اوسکو اہل و مال حق سے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخیر زمانہ میں
ایکوقت آویگا کہ ہلاک آدمی کی اوپر ہاتہہ ماں اور باپ و بیوی اور فرزند اسکے ہوگی کہ سرزنش کرینگے
اوسکو محتاجگی پر اور تکلیف دینگے ایسی چیز کی کہ طاقت نہین رکہتا ہوگا پس گرفتار ہوگا وہ ایسی جگہ کہ
جاتا رہیگا دین اوسکا پس ہلاک ہوگا نعوذ باللہ من ذلک یہہ ہی بیان فائدون اور آفات نکاح کا پس ظاہر
ہوا کہ سزاوار نہین حکم کرنا ہر شخص پر مطلق کہ نکاح افضل ہی یا مجرد رہنا بلکہ حق یہہ ہی کہ اسمین تفصیل ہی کہ بعض

سکے لیے اصل ہیں اور عفت کے لیے ہیں پس جسکو شہوت ستاوے اوسکو چاہیے کہ اس طرح فائدہ اوٹھاوے یعنی نکاح کے
کرے تاکہ اسکے ضرر سے اوسکو بچاوے اور توفیق اللہ کے ہاتھ ہی ف مولانا عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے
اس مقام کی تقریر خوب مختصر اور جامع لکھی ہی واسطے نفع ہمارے مسلمانوں کی یہاں لکھی جاتی ہیں کہ فوائد
نکاح کے پانچ ہیں کم ہونا شہوت کا اور پیدا ہونا نسب کا اور گھر کا اور کثرت کنبے کی اور مجاہدہ نفس کا ساتھ خبرگیری
کرنے بیوی اور عیال کے اور پیدا ہونا دو مصائب کا اور آفات نکاح کی تین ہیں عاجز ہونا طلب حلال سے
اور فراخی کرنی حرام میں اور قصور ہونا ادائے حقوق عورتوں سے کہ میں اور صبر کرنا عورت کی بد اخلاقی پر
اور اوٹھانا ایذا کا عورت سے اور باز رہنا بسبب بیوی اور اولاد کے حقوق اللہ تعالی سے کہ سے پس اگر یہ موجود
ہوں فوائد اور رفع ہوں آفات تو مجرد رہنا افضل ہی اور اگر مقابل ہوں دونوں امر یعنی فوائد اور آفات برابر
ہوں تو جس طرف سے دین کی مانوس رہا دل ہو اوسکو ترجیح دی جاوے مسئلہ نکاح کبھی سے شہوت کم ہوتی ہی
اور نکاح کرنے میں خلل دینی ہی یعنی اگر صبر نہیں ہو سکے گا عورت کی بد اخلاقی پر تو ترجیح نکاح کو ہی اسلیے کہ نکاح
نکرنے کا اور زنا میں گرفتار ہونے کا تمام ہوئی تقریر مولانا علیہ الرحمۃ کی اور در المختار وغیرہ میں لکھا ہی کہ نکاح کرنا واجب ہی
وقت توقان یعنی غلبہ شہوت کے اور اگر یقین ہو کہ بغیر نکاح کے زنا میں گرفتار ہو جاونگا تو فرض ہی اور یہ واجب
ہونا اوس صورت میں ہی کہ مالک ہو مہر اور نفقہ کا اور اگر مالک نہو مہر اور نفقہ کا تو گناہ نہیں ہی ترک کرنا
اوسکا اور روزہ رکھ کر شہوت مٹاوے اور سنت موکدہ ہی حالت اعتدال میں یعنی قدرت رکھتا ہو
وطی کی اور نفقہ دینے کی پس گنہگار ہوتا ہی ساتھ ترک کرنے نکاح کے اور ثواب پاتا ہی اگر نیت کرے
بچنے کی زنا سے اور بچہ ہونے کی اور کوئی عبادت ایسی نہیں ہی کہ شروع ہو حضرت آدم کے وقت سے
ابتک اور بہشت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے اور نکاح مکروہ ہی وقت خوف ظلم کے
یعنی اگر خوف ہو اسکا کہ مزاج سرا بڑا ہی سوئی برتاؤ نہ کرونگا اور خبرگیری اوسکی نہیں کر سکے گا تو مکروہ ہی اور اگر
یقین ہو ظلم کریگا تو حرام ہی نکاح کرنا **فصل دوسری** بیچ بیان آداب اور احوال کے کہ واجب ہی رعایت اونکی
نکاح میں جاننا چاہیے کہ وہ آداب کہ واجب ہی رعایت اونکی بعد رعایت ارکان اور شرائط نکاح کے کہ مذکور
ہوئے ہیں بعضی اونمیں سے متعلق ہیں نکاح کرنیوالے کے اور بعضی متعلق ہیں بیوی کے وہ جو متعلق ہیں نکاح کرنیوالے کے وہ
یہ ہیں کہ قصد کرے نکاح کرنے میں اتباع اور اجرای سنت کا اور پیدا ہونا اولاد کا اور محفوظ رہنا نظر کا نامحرم سے
اور قصد کرے اور سارے فائدے کہ جو اوپر مذکور ہوئے تاکہ وہ نکاح اعمال آخرت سے ہو سرسری خواہش
نفسانی اور قضاء شہوت کی یہ داخل اعمال دنیا کے ہیں اگرچہ اوسکے ضمن میں یہ حاصل ہو جاوے میں لیکن
جاننا چاہیے کہ جو اس بات میں حق کی ہو آداب چاہیے کہ پہلے نکاح سے احوال مرد و عورت کا آپس میں بوجھ لیں

کہ اسکو سبب وصل ہی شوق و الفت مین چنانچہ اسیلیے مستحب ہی دیکھنا مرد کا عورت کو پہلی نکاح کے اور جو اوصاف
و احوال کہ متعلق ہین بجمال بیوی کے اور دین وہ ایسے کہ ہووے انکا موجب عشق اور نہ حاصل ہووے فوائد کاسی انہین
بڑی چیز بعد بلوغ شرعی کے یہہ ہی کہ عورت عفت و پارسائی رکہتی ہو کہ یہہ مقدم ہی ایسپر اور مقصود اصلی
یہی ہی اس لیے کہ سست ہونا عورت کا دین مین اور بد وضع ہونا اوسکا سبب سیاہ روئی اور منغص ہونی عیش
مرد کا ہی بسبب غیرت اور رشک کے اور اگر با وجود بد وضع ہونیکے حسن و جمال بہی رکہتی ہو تو اور بہی بدتری کا
چہوڑتا ہی تو صبر اوسکی جدائی پر نہایت دشوار ہی اور اگر منع کرتا ہی تو باعث تشویش دنیا کا ہی اور اگر ساکت
رہتا ہی تو سبب عذاب آخرت کا ہی حدیث شریف میں آیا ہی کہ جو کوئی نکاح کرے ایک عورت سے بسبب مال
اور جمال دیکے کے نہ مال پاویگا نہ جمال اور جو کوئی نکاح کرے بسبب دین کے مال بہی پاویگا اور جمال بہی
پاویگا اور دوسری چیز کہ واجب ہی رعایت اوسکی منکوحہ مین حسن خلق اور خصلت نیک ہی کہ یہہ بہی موجب فراغ خاطر
اور خوش گذرانی کا ہی اس لیے کہ عورت بدخلق خدا تعالی کے عذابون مین سے ہی اور مصاحبت اوسکے برابر
عذاب دوزخ کی ہی **بیت** زن بد در سرائی مرد نکو + ہمدرین عالم است دوزخ او + زنہار از قرین بد زنہار
وقنا ربنا عذاب النار + اور ضرر اوسکا زیادہ ہی نفع سی اور کلام عرب مین آیا ہی لَا تَنْکِحُوْا اَنَّانَةً وَلَا
مَنَّانَةً وَلَا حَنَّانَةً وَلَا حَدَّاقَةً وَلَا بَرَّاقَةً وَلَا شَدَّاقَةً یعنی نہ نکاح کیجاوے انانہ اور نہ منانہ
اور نہ حنانہ اور نہ حداقہ اور نہ براقہ اور نہ شداقہ اور انانہ وہ ہی کہ ہمیشہ روتی جلاتی رہی اور منانہ وہ ہی کہ احسان
رکہے ساتہہ مال اپنی کے مرد پر اور حنانہ وہ کہ مہربان ہو اپنی فرزندون پر کہ پہلے خاوند سے ہون کہ مال اسکا
اونکو کہلاوی کی اور حداقہ وہ کہ غیر چیزونکو چاہی اور خاوند کو اوسکے جلادے اور براقہ وہ کہ ہر وقت بناو سنگار مین
لگی رہی اور شداقہ وہ کہ زبان دراز اور بڑہ بولی ہو اور آیا ہی کہ ایک سیاح سے ملے حضرت الیاس اور حکم
کیا اوسکو ساتہہ نکاح کرنیکے اور منع کیا چار طرح کی عورتونکی نکاح کرنے سے ایک تو وہ عورت کہ ہر وقت
اچہی اور نئی کپڑے مانگتی رہے اور دوسری وہ کہ فخر کرے ہر وقت ساتہہ اسباب دنیا کے اور تیسری
وہ کہ بدکار ہو اور چوتہی وہ کہ نافرمان ہو خاوند کی اور غالب ہو اوسپر اور امیر المومنین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ جو صفتین کہ بری ہیں مرد مین وہ اچہی ہیں عورت مین مانند بخل
اور تکبر اور بزدلی کے کہ یہہ عورت مین اچہی ہین اور یہہ قول جامع ہی سب اخلاق کے تمیز
کہ مطلوب ہی عورتون مین اور جو چیز کہ واجب ہی رعایت اوسکی منکوحہ مین
خوب صورتی ہی کہ محافظت سنوت کی بسبب اوسکی خوب ہوتی ہی اور باعث
ہی الفت اور انتظام معاش کی لیکن حالانکہ غالب یہہ ہی کہ خوبصورتی نیک سیرتی سے جدی ہی

یعنی اگر یہ عورت ہی کہ جو خوبصورت ہوتی ہی اور خصلتیں بھی اسمیں اچھی ہوتی ہیں یا بد اخلاق ہیں تو حضور اکرم
اور یہ جو حدیث میں آیا ہی کہ نکاح کیا جاوے عورت سے بسبب جمال کے برابر ہستیں ہی لیکن ایک ہی بیماری جاب
حسن و جمال کی اکثر مراد یہی ہے کہ صرف ہی رعایت کریں برے جمال کی مصرع رعایت کرتے دین و سیرت خلقی کے
والا ہمیں بیک سمجھ کی کہ عورت یہ صاحب جمال کہ سایہ حامی اور صلاحیت اس کا کہ کسی موہوم کے اعمال اور
نیکو ہوتے ہی اور سبب الفت اور محبت کی ہی اور جو محبت کہ سبب الفت کی ہو مستحب ہی رعایت اوسکی
چنانچہ اسی لیے مستحب ہی کہ دیکھ لینا عورت کا پہلے نکاح کے اور ظاہر کر دینا حسن و قبح جانبین کا کہ ظاہر کردی
مراد ایک رغبت و صلاحیت دونوں کا اور جان اس کی عادت جاری ہی کی رغبت کے پیچ سوال کرنے کے واسطے سال
ہو سکے اور دیکھ ہی سکے بعد نکاح میں کہا ایسی بے کہ جو نکاح ہو بعد دیکھنے کے احکام اوسکا عمر و محبت
ہی اور آیا ہی کہ ایک شخص نے بیچ عہد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اپنے تئیں کو سیاہ چھپا کر
دکھایا کہ وہ مرد سیاہ بالوں والا تھا کہ ایک عورت سے نکاح کر لیا جب وہ عورت کو مطلع ہوئی اس بات پر
تو حضرت عمر پاس لیگئے کہ یہ اسکو جوان خیال کیا تھا اور یہ بڈھا نکلا پس لعن دی اسکو حضرت عمر نے اور
آیا ہی کہ بلال اور صہیب کہ خادم حضرت کے تھے ایک شخص کے پاس کہ اہل عرب میں سے تھا آئے اور طلب نکاح کیا
دونوں لوگوں سے پوچھا کہ کون ہو تم بلال نے کہا کہ میں بلال ہوں اور یہ دوسرا صہیب ہی تھے ہم گمراہ
پس ہدایت کی ہمکو اللہ نے اور تھے ہم غلام پس آزاد کر دیا ہمکو اور تھے ہم فقیر پس غنی کر دیا ہمکو اگر قبول کرو تم ہمکو
شکر ہی اللہ کا اور اگر نہ قبول کرو تو سبحان اللہ کا پس کہا انہوں نے قبول کیا تمہیں ہمکو پس نے کہا
بلال سے کہ اگر ہمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور حدیث میں سنا یاد کر کے تو یہ ہم نے پس نکاح کیا اونکا
بلال نے اور کہا حضرت نے کہ بیچ کیونکر میں ہم اور اگر کوئی نکاح کرے میں مرا اتباع سنت کا اور سدا مانع نکاح
اور کاروبار کہر کا ارادہ کرے اور رعایت حسن و جمال کی کرے تو یہ نہایت زہد اور سنگی ہی آدمی سلیمان دارانی
نے کہا کہ زاہد مرحوم ہی نہایت کہ بیوی میں بھی یعنی دنیا کی ہوئی محض اتباع سنت کے لیے کر لیے
اور رعایت جمال کی اسباب بابا میں سے ہی لیکن اگر کوئی ایسا ہو کہ اوسکو بعد مرے اور لذت و شہوت کے
سوائی اور کچھ حرام سے حاصل ہو تو واجب ہی اوسکو رعایت جمال کی کہ لذت و شہوت جانب شرع کے
قاعدہ کا ہی بعضے دین کے مجبور رسانی اور جو خوبیاں کہ عورتوں کی چاہیں وہ دو ہیں کہ گئی ہیں
تیج لعزیب عورتوں سے کے اور وہ یہ ہیں خوش شکل نیک سیرت سیاہ چشم و دراز بال گورے رنگ خاوند
و دوست حدیث شریف میں آیا کہ بہتر عورتوں کی وہ عورت ہی کہ جب نظر کرے طرف اوسکے خاوند اوسکا
خوش ہو جاوے اور جب حکم کرے اوسکو اطاعت کرے اور جب غائب ہو حفاظت کرے امانت داری

کرے جان و مال مین اور اون چیزون مین سے کہ واجب ہی رعایت انکے منکوحہ مین ہلکا ہونا مہر کا ہی اور
گرانی مہر کی جہالت و وبال ہی حدیث مین ممانعت اوسکی آئی ہی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
بہترین عورتونکی وہ ہی کہ خوبصورت ہوا ور مہر اوسکا ہلکا ہوا اور نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعضے
بیوی سے دس درم کے مہر پر اور امیر المؤمنین عمر رضہ منع فرماتے تھے گرانی مہر سے اور نکاح نہین کیا
اپنے بیٹی کا زیادہ چار سو درم سے **ف** مہر ازواج مطہرات آنحضرت کا سوا ے حضرت ام حبیبہ کے
اور مہر حضرت کی صاحبزادیونکا سوائے حضرت فاطمہ رضہ کے پانسو درہم تہا جسکے کلدار اور ڈبل پالسیہ ۱۳۲
روپئے اور مہر ام حبیبہ کا ۴۰۰ درم یا ۴۰ دینار کلدار اور ڈبل ۱۱۰ اور مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ کا ۴۰۰
مثقال نقرہ کلدار و ڈبل ۱۱۰ اور بعضے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین مہر مقرر کرنے سے
کہجور کی گٹہلی برابر سونا اور حدیث مین آیا ہی کہ برکت عورت کی یہ ہی کہ نکاح اوسکا جلدی ہوا ور بچہ بہی جلدی
ہوا ور مہر اوسکا تہوڑا ہوا ور اون چیزونمین سے کہ واجب ہی رعایت اونکی منکوحہ مین حیا ہی اور نکاح
کرنے بانجھ عورت کے سے منع آیا ہی اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ لازم کرو تم اپنے پر نکاح کرنا
عورتون جننے والی محبت رکہنے والی خاوندکی سے اور پہچاننا اسکا اوس عورت مین کہ کبہی اور کے نکاح
مین ہو ظاہر ہی اور کنواری مین اسکے رعایت کرنی چاہیے کہ تندرست ہوا ور سالم ہو علت سے اور جوان ہو
اغلب ہی کہ عورت ان صفتونکی جننی والی ہوگی اور اون آداب سے ہے باکرہ ہونا ہی کہ سبب محبت اور
الفت کا ہی مگر یہ کہ ضرورت ہو غیر باکرہ مین یا کچہ مصلحت حدیث مین آیا ہی کہ جب جابر رضی اللہ عنہ نے
نکاح کیا ایک عورت ثیبہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیون نہ نکاح کیا تونے باکرہ سے
کہ کہیلتا تو اوسکے یعنے خوش ہوتا اور وہ کہیلتی ساتہ تیرے اور اون آداب احوال مین سے کہ لازم ہی
رعایت اونکی شرافت اور صلاحیت دین کی ہی عورت کے کنبے قبیلے مین کہ کم اصل ور فاسقونمین صلاح
نہین ہوتی اور حدیث مین آیا ہی ایاکم وخضراء الدمن یعنے دور رکہو اپنے تئین سبزہ کوڑی کیسی
کہ مراد اس سے عورت حسین ہی کہ قبیلہ بد اصل مین پیدا ہوا ور اون آداب مین سے کہ لازم ہی رعایت
اونکی یہ ہی کہ ہو عورات قرابت قریبہ مین سے کہ ہمیشہ اختلاط رکہتا ہو اوس سے کہ سبب قلت شہوت
اور نہ زیادہ ہونے محبت کا ہی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ فان
الولد یخلق ضاویا یعنے نکاح نکرو نساء قرابت قریبہ والی سے اسلیے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہی نحیف حکمت اسمین
یہ ہی کہ ازدیاد شہوت کا قوت حاسہ سے ہی کہ دیکہنے اور چہونے سے ہوتی ہی اور قوت حاسہ امر نئی مین قوی
ہوتی ہی جیسے کہ کہا گیا ہی لکل جدید لذۃ اور جو لوگ ہمیشہ نظر مین رہتا ہی ضعیف ہوتی ہی اوسمین قوت حاسہ مین

ادھی تھی اوسنے شہوت اور قوت میں مگر ماشاء اللہ پس اوسنے اوسکا ضعیف پیدا ہوتا ہی جیساکہ اسیلے
جو لڑکا کہ بڑھاپے میں پیدا ہوتا ہی ضعیف ہوتا ہی ف کتاب مدارج میں لکھا ہی کہ حدیث میں آئی ہی
اِغْتَرِبُوْا وَلَا تُضْوُوْا یعنی نکاح کرو تم اجنبی عورتوں سے اور نہ نکاح کرو جو ہوتا ہو تمسے اور یہ اسلئے کہ
کہ عوض نکاح کرنے میں کہ فرزند آدمی کا کہ قرابت والے سے ہوتا ہی نحیف یعنی دبلا ہوتا ہی مگر ہوتا ہی کریم
یعنی بزرگ و سخی اور طبیعت تو م اوسکے اچھے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نے جو آگے
منع فرمایا سارنگاں و قاعدہ اہل عرب کے فرمایا ہی کہ وہ ضعف کے لیئے اسکو اختیار کرتے تھے کچھ اسمیں
قباحت شرعی نہیں ہی ہاں لڑکا اچھا پیدا ہوتا ہی قرابت قریبہ والے سے پس یہہ منع فرمانا بحکمت کے ہی
اسے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ ایسی قرابت میں نکاح کرنا گناہ ہی اور یہہ روایت ہی کچھ قوی نہیں ہی کہ اوسپر تمسک
کرنیکو لازم سمجھے اور احتمال ہی کہ یہہ حکم منسوخ ہوا ہو اور بڑی سند میری اس تقریر کی اصل جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ آپ نے حضرت سیدہ النساء فاطمہ زہرا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کیا اگر یہہ منع ہوتا
تو آپ کاہی کو کرتے اور اسیطرح اور صحابہ کرام اور صلحاء امت میں الی الآن یہہ معاملہ جاری رہا پس ان روایتوں کو
دیکھکر کوئی اسطرح کے ناتا کرنیکو برا جانے واللہ اعلم بالصواب پس ہر امور میں کہ لازم ہی رعایت انکی جورتوں میں
اور لازم ہی جورتوں کے وارثوں پر کہ رعایت کریں خاوند کی خصلتوں کی کہ وہ بد اور بدخلق نہ ہو اور بے
اصل اور عیالمند کہ حلال نہیں ہی عورت کا خاوند کی خدمت بغیر حرج کے ممکن نہیں ہی حدیث میں آئی ہی
اَلنِّكَاحُ رِقٌّ یعنی نکاح میں گویا لونڈی کر کے دیا ہوتا ہی پس لازم ہی لحاظ کرنا مرد کے احوال کا جانبے کہ ظالم
اور بدخلق جو اور بد ہمارا کو نہ دیوے کہ یہہ حکم قطع رحم کے یعنی کاٹنے ناتے کے ہی اور باعث ہی غصہ
خدا کا نعوذ باللہ من ذلک فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَوَّجَ كَرِيْمَتَهٗ مِنْ فَاسِقٍ فَقَدْ قَطَعَ رَحِمَهٗ
یعنی جس شخص نے نکاح اپنی بیٹی کا فاسق سے کیا اس شخص نے ناتا کاٹا اوسسے فصل تیسری بیچ آداب گذران کے
ساتھ جورؤں کے اول طعام ولیمہ ہی اور وہ مستحب ہی کہ جب مرد عورت کو گھر میں لاوے تو چاہیئے
کچھ کھانا موافق اپنی مقدور کے پکاکر لوگوں کی مہمانی کرے کہ یہہ سنت ہی اور بہتر یہہ ہی کہ یہہ کھانا اول دن ہی
ہووے اور اگر دوسرے دن یا تیسرے دن کرے تو بھی جائز ہی اور مستحب ہی مبارکباد دینی نکاح کی
اور دعا کرنی بیاہ ہونے کی موافقت کی اور مستحب ہی اظہار نکاح کا اگرچہ ساتھ دف و راگ کے ہو اور راگ
جائز ہی ولیموں میں آیا ہی کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے گھر میں تشریف
لیگئے دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں اونمیں سے ایک لڑکی نے تعریف میں حضرت خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کی شروع کی فرمایا کہ چپ رہ سن تو اور جو کچھ پہلے کہتی تھیں وہی کہی جاؤ اور میں

اس نے کرنے سے منع کی کہ حضرت کی تعریف میں یہ مضمون کہتی گئیں تھیں کہ ہم جانتی ہیں کہ وہ کل کی بات
جانتا ہی پس یہ بات حضرت کو ناگوار ہوئی کہ غیب الٰہی میرے لیے ثابت کرتی ہیں ف جاننا چاہیے
کہ حضرت شیخ رح نے جو جواز راگ کا لکھا یہ موجب مذہب محدثین کے لکھا ہی اور فقہاء معتبرین کے نزدیک راگ
حرام ہی چنانچہ کتاب در المختار میں لکھا ہی مِنْهُمْ اَبَاحَهٗ مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهٗ مُطْلَقًا وَفِي الْبَحْرِ
وَالْمَذْهَبُ حُرْمَتُهٗ مُطْلَقًا فَانْقَطَعَ الْاِخْتِلَافُ بَلْ ظَاهِرُ الْهِدَايَةِ اَنَّهٗ كَبِيْرَةٌ وَلَوْ لِنَفْسِهٖ انتهى
عِبَارَةُ الدُّرِّ یعنے بعضے علما وہ ہیں کہ راگ کو انہوں نے مباح مطلق کہا ہی اور بعضوں نے منع مطلق کہا ہی اور
بحر الرائق میں لکھا ہی کہ اصل مذہب حرمت اسکی ہی مطلقا پس منقطع ہو گیا اختلاف بلکہ ظاہر ہدایہ یہہ ہی کہ تحقیق وہ کبیرہ ہی اگرچہ
اپنے نفس کے لیے ہو تمام ہوئی عبارت در المختار کی اور حضرت شیخ الاسلام نے کہ بڑے محدث ہیں
اولاد حضرت عبد الحق کے ترجمہ بخاری کے میں لکھا ہی کہ فقہا کو کہ اہل فتوی اور امانت اور مقتدای دین ہیں
بیچ حرمت اور کراہت راگ کے تشدد و تغلیظ ہی اور صحیح تر اور مشہور تر چاروں اماموں سے منقول ہوا
ساتھ کراہت کے ہی اور انصاف سے دیکھیے تو وہ گانا حضرت کے وقت کا ایسا جھوٹ اور متضمن بیان
حد و خال وغیرہ عورتوں کا نہ تھا بلکہ کچھ شجاعت صحابہ کی اور ہجو کفار کی یا مضمون مبارکباد کا ہوتا تھا
ہم اس وقت کے گانوں کو کیونکر اس پر قیاس کریں پس گانے سے بالکل احتراز کرے لیکن دفوں کا مضائقہ
نہیں اور جملہ آداب خاوند سے خوش خلقی کرنی ہی بیوی سے اور متحمل ہونا اوسکی ایذا کا بسبب قصور عقل
اونکی کے حدیث شریف میں آیا ہی جو مرد کہ صبر کرے اوپر بد خلقی عورت کے دیا جاتا ہی اوسکو ثواب
مانند ثواب حضرت ایوب پیغمبر علیہ السلام کے اور جو عورت کہ صبر کرے مرد کی بد خلقی پر اوسکو ثواب دیا جاتا
مانند ثواب فرعون کی بیوی کے ف خواجہ عبد اللہ انصاری نے لکھا ہی کہ جو کوئی دس خصلتیں پیشہ
اپنا کرے دنیا اور آخرت میں کام اپنا پاوے با حق بصدق با خلق بانصاف با نفس بقہر با بزرگان
بخدمت با خوردان بشفقت با درویشان بسخاوت با دوستان بہ نصیحت با دشمنان بحلم
با جاہلان بخاموشی با عالمان بتواضع اور بیچ رحم کرنے کے عورتوں پر اور در گذر کرنے کے
اونکی بیوقوفی سے پیروی ہی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی آیا ہی کہ بیویاں پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی حضرت کے مقابلہ میں جواب دیتی تھیں اور جب
کوئی اون میں سے تمام دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نکرتی تھی اور
پاس ہوائی تھی غرض کہ وہاں ظہور حضرت کی حولی کا تھا خود نمائی منظور نہ تھی
بلکہ غرض تجلی حسن است خود نمائی نیست + اور آیا ہی کہ ایک روز بیٹی امیر المومنین

حضرت عمر رضی کی بیٹی حضرت حفصہ ہوتے کہ ازواج مطہرات سے تھیں معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہوا تب پاس اونکی ماں سے دیکھا اور اونکے گھر میں آ بیٹھا اور کہا ای بیٹی ہرگز یہ مغرور مت ہو اوسکو دیکھکر
ابوبکر کی بیٹی کو یعنی حضرت عائشہ کو کہ وہ محبوبہ محمد صلی اللہ کی ہیں اور ایک روز ایک بیوی نے آنحضرت کی
بیبیوں سے ایک ہاتھ مبارک پر مارا اور لیئے آگے سے تشار پس یا اوس پیالکو اوسکی ماں نے
یہ تقسیم کیا اور کہی ماں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایک روز حضرت عائشہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے درمیان میں کچھ گفتگو ہو رہی تھی کہ اسی میں آئے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی پس اونکو حکم کیا
فرمایا حضرت نے حضرت عائشہ کو کہ تو کہتی ہی پہلے میں کہوں کہا عائشہ نے تمہیں کہو لیکن سچ کہنا
پس طمانچہ مارا امیر المومنین ابوبکر رضی نے حضرت عائشہ کے موہنہ پر اس طرح کہ اونکے موہنہ سے خون
نکل آیا پناہ ڈھونڈھی حضرت عائشہ نے ساتھ آنحضرت کے اور آنحضرت کے پیچھے ہو بیٹھیں پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابوبکر کو فرمایا کہ ہمنے تمکو اس لیے نہیں بلایا تھا اور کہتے ہیں کہ اول محبت جو ہوئی بیچ اسلام
میں محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی حضرت عائشہ رضی سے اور آدمیوں میں سے بہتر آدمی وہی
کہ بیبیوں سے ساتھ مہر اور نرمی اور خوش طبعی کے گذران کرے اور ترش رو اور خفا ہو اور اونکے
ساتھ عقل اور نیک کلام اور معاملہ کرے کہ عادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھی
کہ آیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت عائشہ کے ساتھ دوڑے کبھی آنحضرت آگے ہو جاتے تھے اور کبھی وہ اور
فرمایا حضرت نے کہ بہتر تم میں وہ ہی کہ نیک ہو ساتھ بیبیوں کے اور میں بہتر تمہارا ہوں ساتھ بیبیوں کے
اور امیر المومنین حضرت عمر رضی نے کہا ہی کہ مرد کو چاہیے گھر کے لوگوں کے ساتھ مانند لڑکوں کے رہے
اور حدیث میں آیا ہی کہ خدا دوست نہیں رکھتا ہی اوس مرد کو کہ سخت ہو ساتھ اہل اپنے کے اور
اور ادب سے ایسی کہ زیادتی کرے جو متعلق ہیں اور رعایت کرنے میں حد کو نہ پہنچے اور محکوم عورت
ہو جاوے کہ ضرر اسکا عظیم ہی اور کمی نہ کرے ان خرچوں میں کہ نوبت ظلم کی پہنچے بلکہ راہ اعتدال کی
تمام امور میں مسدود نہ ہو اور اگر کوئی امر خلاف شرع اور نامناسب دیکھے منع کر دے اور
مانع اور مددگار نہ ہو اور حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اطاعت کرے عورت کی اوسکی خواہش نفس
میں حق تعالیٰ اوسکو اوندھا گرا دیگا آگ دوزخ میں اور یہ بھی آیا ہی کہ مخالفت کرو عورتوں کی کہ اونکی
مخالفت میں برکت ہی اور کہا ہی عقلا نے کہ عورتوں کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیے تا جو کچھ کہیں اسکے خلاف
اونکے کیا جاوے اور قرآن میں حق تعالیٰ نے خاوند کو حاکم فرمایا ہی اور فرمایا ہی الرجال قوامون علی النساء یعنی
مرد حاکم ہیں اوپر عورتوں کے اور لکھتے ہیں کہ اونکے سردار کو یعنی خاوند کو کہ عورت ہمارا ہی کہ ... دروازہ

پس اطاعت کرنی مرد کو عورت کے عکس موضوع کا ہی یعنے مرد سید ہی عورت کا عورت کو طاعت کرنی
چاہیے اوسکی شان اولٹی بات پائی جاتی کی اگر مرد اطاعت کریگا عورت کی اور اطاعت کرنی مرد کو عورت
کی بدلنا النعمت کا ہی ساتہ کفران یعنے ناشکری کے یعنے نعمت اسکو بدل دیتے کہ اسکو حاکم کیا
اللہ نے اسپر اسنے بدلنا الاساتہ ناشکری کے کہ اس نعمت کی قدر جانی اور آپ تابعدار ہوگیا اور مثال
عورت کی مانند مثال بعض آدمی کے ہی کہ اگر چھوڑتا ہی تو غالب ہوتا ہی اور ہلاک کرتا ہی اور اگر دباتا ہی
تو مغلوب و درست ہوتا ہی اور عورتونکے مزاج پر بدخلقی اور نقصان عقل غالب ہی پس لازم انکے درست
کرنے کی یہہ ہی کہ نرمی سے اونکو درست کرے اور یہی ہی طریقہ حاکم کا بیچ محافظت رعیت کے اور
حدیث مین آیا ہی کہ مثال عورت صالحہ کی مانند کوے سفید کے ہی بیچ کتنی کوون سیاہ کے یعنے
عورتین نیک بہت کم ہوتی ہین اور حضرت لقمان کی وصیتون مین آیا ہی کہ پرہیز کر عورت بری سے کہ وہ
بڈھا کر دیتی ہی پہلے آنے بڑہاپے کے اور طریقہ عورت کے ادب دینے کا یہہ ہی کہ آہستہ آہستہ ادب
سکہاوے اول ساتہ نصیحت اور نرمی کے منع کرے اور اگر وہ کام نہ آوے تو تہدید اور سختی سے پیش
آوے اور اگر پہر بہی باز نہ آوے تو بچہونا پہیر کر سووے اوسکی طرف سے یا تنہا سووے ایک شب
سے تین شب تک اور اگر یہہ بہی فائدہ نکرے تو مارے لیکن اسطرح مارے کہ ہڈی اوسکی ٹوٹے کہ
غرض ادب سکہانا ہی اور منہہ پر نہ مارے کہ اسے منع آیا ہی اور زیادہ تین روز سے کینہ رکہنے کہ
اسے بہی منع آیا ہی اور اگر عورت نافرمان اور ناموافق ہی تو چاہیے کہ بعضے اقربا اوسکے اور بعضے
اقربا مرد کے حکم یعنے منصف بنین تاکہ وہ اونمین صلح کروا دین اسیطرح ہی حکم قران شریف مین
اور اگر کسی امر مین امر دین سے تقصیر کرے تو دس دن تلک بلکہ مہینہ بہر تلک جدا رہے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی یون ہی کیا تہا حضرت زینب سے **ف** حدیث مین آیا ہی کہ بیمار ہوگیا اونٹ
حضرت صفیہ کا کہ نام ہی حضرت کی ایک بیوی کا اور حضرت زینب پاس کہ یہہ بہی بیوی حضرت کی ایک اونٹ زیادہ
تہا سواری سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو کہ دی تو صفیہ کو یہہ اونٹ
پس کہا زینب نے کیا دونگی مین اس یہودیہ کو پس خفا ہوئے آنحضرت صلعم زینب سے اور ترک ملاقات کی
اونسے ذیحجہ اور محرم اور کچہہ دنون صفر کے مین یہہ حدیث مشکوۃ مین ہی حضرت خفا رہے انسے بسبب
اسکے کہ غیبت کی اور برا کہا ایک مسلمان کو پس تعلیم ہی ہمین لوگونکو کہ گناہ کی چیزون مین ہو ہمکو غصہ
کرتے رہین اور جملہ آداب سے یہہ بہی ہی کہ مرد بیغیرت نہو کیونکہ بیغیرت مرد دشمن بنین گنا جاتا اور
حدیث مین آیا ہی کہ قبح اللہ من لا یغار یعنے بدحال کرے اللہ تعالی اوسکو کہ غیرت نرکہے

اور یہ بھی فرمایا ہی کہ میں غیرت والا ہوں اور جو کوئی غیرت نکرے دل اوسکا اولٹا ہی اور یہ بھی حدیث میں
آیا ہی کہ میں غیرت والا ہوں اور خدا غیرت والا زیادہ ہی مجھسے اور خدا کی غیرت ہی کا سبب ہی کہ حرام کیے
اوس نے بندوں پر گناہ اور عیانیاں کہ موجب عذاب دنیا اور آخرت کے ہیں اور یہ مشہور ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بابت حضرت عائشہ کے بیچ سفر کے ایک تہمت ساتھ رہنے کے ایک منافق نے لگایا تھا اور
اللہ تعالیٰ نے برأت اونکی کلام اللہ میں نازل فرمائی چنانچہ یہ قصہ سورہ نور میں مذکور ہی لیکن جانے کہ غیرت
میں بھی طریقہ اعتدال کا رکھے اور طریقہ اعتدال کا یہ ہی کہ ابتدا سے اون کاموں سے کہ انجام اونکا برائی
غافل نکرے اور بیچ بدگمانی اور جاسوسی کے مبالغہ نکرے کہ یہ بھی منع ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ بعضے
غیرت ہی کہ دشمن رکھتا ہی اوسکو خدا اور وہ غیرت مرد کی ہی ساتھ اہل اپنے کے بغیر امر تہمت و فساد کے یعنے
بیسبب غیرت کرے اور غیرت بلا سبب وسوسوں شیطانی سے ہی اور موجب فساد اور ہلاک جانیں
کی ہی اور طریقہ خوب اس بات میں یہ ہی کہ نامحرم کو اپنے گہر میں راہ ندے اور عورت باہر نجانے پاوے اسواسطے کہ
باہر نکلنے پاوے ایسا ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا
کہ کونسی خبر بہتر ہی عورت کو اونہوں نے عرض کیا کہ نہ دیکہے وہ منہ مرد اجنبی کا نہ دیکہے اور نہ مرد اجنبی منہ
اوسکا پس چہاتی سے لگایا حضرت نے اونکو اور فرمایا کہ تو اونہیں میں سے ہی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی اللہ
تعالیٰ نے ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ یعنے یہ جماعت ہی کہ پیدا ہوئے بعض انکے بعض سے
یعنی تو بہی انہیں کی اولاد میں سے ہی کہ جنکا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے سوراخ دیوار کے بند کر دیتے تہے تا نظر عورت کی باہر نپڑے اور آیا ہی کہ معاذ
رضی اللہ عنہ کی جورو سیب کہا رہی تہی آدہا سیب کہایا ہوا ایک غلام کو دیا پس مارا معاذ نے
اوسکو یعنی بسبب غیرت کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں مسجدوں میں درجمعہ میں
اور عیدوں میں حاضر ہوتی تہیں اور صحابہ کے زمانہ میں منع کی گئیں مگر بڑہیاں آتی تہیں اور بہار اس زمانہ میں
منع ہی بلکہ یعنی جوان اور بڑہیاں اور جائز نہیں ہی نکلنا ہرگز ولیکن ہووے عالم معاش کے درپے
کہ واسطے ضرورت کے اذن دیوے اسلیے کہ مباح ہی نکلنا عورت پارسا کا مرد کے گہر سے ساتہ رضا
مرد کے اور واسطے تماشا اور نظارہ بازی کے اذن ندیوے کہ یہ باعث فساد ہی اور اگر واسطے ضرورت
نکلے تو آنکہہ اوسپر چہپانے واسطے خوب ہتیکے اور مرد کو چاہی کہ عورت کو ماں باپ کے گہر جانے دے
ماں اوسکی پاس آوے بولانے دے ولیکن مناسب یہ ہی کہ کبہی کبہی بعد ایک ہفتہ کے یا مہینے کے
منع کرے فقہ کی کتابوں میں لکہا ہی کہ منع کرے ہرگز ماں باپ کو اوسکی پاس آنے سے ملاقات

سکے لیے ہر ہفتہ مین اور اسیطرح اسکی بیوی اپنے ماباپ سکے ان جاوے تو منع نکرے اوسکو
جانے سے ہر ہفتہ مین ایکبار اور اگر بیوی سوائی ماباپ سکے اور محرم قرابہونکے ان جایا چاہیے یا اونکو
بلاوے اپنی ہان تو منع نکرے آمدورفت اونکی سے سال بہر مین ایکبار اور بعضون نے کہاہی کہ ہر مہینہ
مین ایکبار آور اور یہہ ادب ہی کہ اعتدال کرے بیبی کے نفقہ مین نہ اتنا زیادہ دی کہ زیادہ نقصد ہو اور
وہ اوسے چہین اور اسراف مین پڑجاوین اور نہ اتنا کم دیوے کہ ضروریات سے محتاج رہین فرماتا ہی
اللہ تعالی کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ یعنے کہاو اور
پیو اور حد سے زیادہ نہ خرچ کرو تحقیق اللہ نہین دوست رکہتا ہی حد سے زیادہ خرچ کرنیوالونکو اور ریچ
خرچ کرنے مرد کے اپنے گہر کی لوگون پر فضیلت بہت آئی ہی حدیث مین آیا ہی کہ خرچ کرنا اپنے
گہر والون پر افضل ہی تصدق کرنے سے فقیروں اور مسکینون پر اور چاہیے کہ معاش اہل وعیال پر تنگ
نکرے ابن سیرین نے لکہا ہی کہ مستحب ہی مرد کو کہ ہر جمعہ مین واسطے اہل اپنی کے فالودہ پکایا کرے
مقصود اوسے فراخی کرنی ہی کہلانے پلانے میں اور چاہیے کہ آپ وہ کہانا کہاوے کہ اونکو نہ دیوے
کہ یہہ عادت نہ بردو نکی ہی اور بعید ہی مروت سے اور اگر تنہا خوری ہی منظور ہو تو چاہیے کہ پوشیدہ
کہاوے اونکو دکہاوے نہین اور جو کہانا کہ اونکو نہ دیوے تعریف وسکی نکرے اونکی سامنے کہ یہہ بدتر ہی نہ دینے سے
اسلیے کہ اونکو رنج ہوگا اور وقت کہانیکے ہمراہ عیال واطفال کے کہاوے اور اگر سب ایک دسترخوان پر کہاوین تو بہتر ہی
اور غرض اکہٹی کہانا ہی کہ جدا کہانا بہت مکروہ ہی کسی صحابی سے منقول ہی کہ خدا اور فرشتہ اوسکی رحمت بہیجتے ہیں
اون گہر والون پر کہ کہاتے ہین اکہٹے اور اکثر اہتمام اسکا کرے کہ وجہ حلال سے پیدا کرے اور اہل وعیال کے
مقدمہ مین تساہل نکرے کہ قیامت مین گرفتار حساب مین ہوگا اور بسبب اونکے پکڑا جایگا نعوذ باللہ منہ اور آور
آداب سے یہہ ہی کہ سکہاوے گہر والونکو احکام شرع کے کہ متعلق ہین ساتہ نکاح کے قسم علم حیض اور نفاس اور طلاق
اور ماسوا اسکے جیسے اور تعلیم کرے عورت کو احکام نماز اور روزہ کے اور اور جو ضروریات دین کے ہین اونکے سکہانے مین
تساہل نکرے کہ روز قیامت کے اسے سوال کیا جاویگا جیسیکہ فرمایا ہی حضرت نے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ
رَعِیَّتِہٖ یعنی تم سب نگہبان اور حاکم ہو اور تم سب پوچہے جاوگے اپنی رعیت سے اور اگر مرد تعلیم مین قصور کرے
تو جایز ہی عورت کو کہ علما کے پاس جاوے اور سیکہے اور اگر بقدر ضرورت کے سیکہ چکے تو پہر جایز نہین ہی کہ واسطے ملاقات
علما کے جاوے اور درس مین حاضر ہووے اور ادب یہہ ہی کہ اگر اسکی کئی بیبیان ہووین تو عدل کرے باری مقرر کرنے مین
ایک ہی طرف کا نہو رہے اسلیے کہ رعایت باری مقرر کرنیکی واجب ہی اور اگر رات باری کی اسکی ترک ہو
قضا کرے حدیث مین آیا ہی کہ جسکی دو بیبیان ہون اور میل کرے ایک کی طرف دن قیامت کے

بیان تفصیل حقوق [illegible]
[illegible]

ایک کہہ اوسکی تھوڑی جاویگی اور فرق کرے برابی اوس میں اور حصہ لونڈی کا نسبت
آزاد کے آدہا ہی یعنے اگر کسیکے لونڈی سے نکاح کرے تو نسبت آزاد عورت کے آدہی باری
اوسکی مقرر کرے مثلاً دو روز آزاد پاس تو ایکروز لونڈی پاس ہی اور سفر میں جسکو چاہے لیجائے اور
اگر قرعہ ڈالے تو بہتر ہی کہ جسکا نام نکلے اوسکو لیجاوے اور اعتبار عدل کر نکاح نفقہ اور رات کے
رہنے کے ہی نہ محبت اور جماع کے کہ یہ اختیار سے خارج ہی لیکن چاہیے کہ بقصد کمی نہ کرے اور
زیادہ نکرے اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نفقہ دینے اور رات کے رہنے کے بیچ
بیبیوں کے پاس برابری کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا خدا یہ میرے اختیار میں ہی لیکن کام
دل کا میرے اختیار میں نہیں اور حضرت عائشہ رضہ کو آنحضرت بہت چاہتے تھے لیکن بیبیوں کی لیکن
ہر کر رات کے رہنے میں اور نفقہ دینے میں زیادتی نکرتے تھے اور ایک بیوی نے باری اپنی
حضرت عائشہ رضہ کو بخشدی تھی بسبب خوشی خاطر حضرت کے اور آیا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بیمار ہوئے ہر دن و رات بیچ گھر ہر ایک بیوی کے لوگ لیجاتے تھے یعنے بیماری میں بھی آپ عادت
باری کی کرتے تھے ایکروز پوچھا کہ کل میں کسکے ہاں جاؤنگا ایک بیوی سمجھی کہ مطلب حضرت کو حضرت
عائشہ کی باری پوچھنے کی ہے تو سب بیبیوں نے کہا یا رسول اللہ ہمنے اذن دیا آپ کو کہ جب تک
آپ بیمار ہیں بیچ حجرہ عائشہ کے رہیے کہ اوٹھا کر لیجانے میں آپکو تکلیف ہوتی ہی فرمایا کہ دلسے
راضی ہو کہا انہوں نے ہاں یا رسول اللہ پس لیگئے حضرت کو حضرت عائشہ کے حجرہ میں آور منقول ہی کتاب
سراج الہدایہ سے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ زہرا کا ساتھ حضرت
علی کے نکاح کیا اور حضرت علی کے گھر بھیجی گئی تو دسویں رات حضرت فاطمہ کو گھبراہٹ یعنے تشویش کیں کہ سب
اسکے نکالا یا اونکا ستر ہی فرمایا کہ جب علی کے گھر جاؤ تو توقف جا کے کہے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم
او دوسرے درمیان صحن گھر کے کسی لکڑی پر بیٹھا اور کچھ وہاں نہ ہوئی یعنے کسلمند سر پر ڈالا
اور تیسرے علی کو کہا کہ دونوں پاؤں سر سے دہو دیں اور گھر کے چاروں کونے میں ڈالیں اور جو
ہمیشہ کپڑی تیاری دہوئی ہوئے میں رہا یا نحوست دور ہو آنکھوں میں سرمہ لگا کر یا اور جنتی عطر مَل کر
پہنا اگرچہ ایکدن میں دو بار یا زیادہ نہاوے اور جب علی سیری طرف کھی ہو تو نگاہ
نیں جامد پر دہ زر جدید کے اندر رہنا اور آٹھویں بعد اسکے مثل عطر ملتی رہنا اور
اسکے ساتھ ہی ہنسکے مسکرا دیا کریا اور دسویں سات دن تک کہ کروی حمرا ور ترکیا اور
سب تکمیں سات رات و دن رہا جو عورت کہ یہ شرائط بجا لا رہے اسے جاوید

دلمین عزیز و محبوب ہووے اور جلد کہے ہے آور ایک روز قطب العالم رحمہ اللہ فرماتے ستے کہ دیکہو
کہ اسباب دنیا سے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچ کار حضرت فاطمہ کے دیا کوئی
مخلوق ندی سکیگا آول کملی تہی کہ بیٹہنی کی جگہہ بچہا دیں آور دوسرے چارپائی کہ اوسپر سو دین اور
تیسرے خادمہ کہ تاکار لکے گہر کا کرے اور بیچ ملک آنحضرت کے سواے اسکے او سدن کوئی چیز
رنہی یہہ ہین آداب گذران کے ساتہہ عورتونکے کہ لازم ہی رعایت انکی تا حاصل ہووے عیش اور
پورا ہووے اسباع سنت **فصل چوتہی** بیچ آداب جماع کے اور لڑکا ہونے اور طلاق دینے کے
آداب جماع کے یہہ ہین کہ اول باتین اور چہیڑ چہاڑ شروع کرے کہ اسکو سبب دخل ہی الفت پیدا ہونی
اور حاصل ہونے لذت مین حدیث مین آیا ہی چاہیے کہ نہ گر پڑے ایک تمہارا اپنی بیوی پر مانند حیوانات
کے ولیکن چاہیے کہ اول پیامی بہیجے لوگون نے عرض کیا کہ پیامی کون ہی فرمایا بوسہ لینا اور کلام کرنا اور
یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ تین چیزین چاہیںن کہ نہ ترک ہوئین مرد سے آول نام و نسب بغیر پوچہے جدا
ہوئی اوس شخص سے کہ چاہتا ہی دوستی اوسکے آور دوسرے یہہ کہ اگر کوئی اکرام کرے اسکا تو قبول
کرے اور رد نکرے اسکو یعنے مثلاً اگر کوئی خوشبو یا تکیہ وغیرہ دیتا ہی تو رد نکرے آور تیسرے یہہ کہ نہ
پڑی اپنی بیوی پر پہلے الفت حاصل کرنیکے اور بات کرنیکے آور ننگے ہوویں مرد و عورت کسی اسطرح کی
حدیث مین آیا ہی کہ جب چاہے ایک تمہارا جماع کرنا اپنی بیوی سے چاہیے کہ ننگی ہوویں مانند گدہونکے
اور دیکہنا بیوی کی ستر مخصوص کا مکروہ ہی منقول ہی حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت نے ہرگز ستر اونکا نہین دیکہا
اور نہ اونہون نے ستر حضرت کا اور طبیعت بہی اسکو مکروہ رکہتی ہی ولیکن دیکہنا سوائی ستر مخصوص کے مکروہ ہین
کہ باعث ہی شہوت کا اور منقول ہی بعضے صحابہ سے کہ مستحب ہی دیکہنا عورت کے بدنکو کہ یہہ باعث زیادتی
لذت و شکر کا ہی اور چاہیے کہ شروع ساتہہ بسم اللہ کے کرے اور خدا کو یاد رکہے کہ وہ جگہہ غفلت
کی ہی اور قل ہو اللہ احد پڑہی پہلے صحبت سے اور کہے بسم اللہ العلی العظیم اللہم اجعل لنا ذریۃ طیبۃ یعنے
شروع کرتا ہون مین ساتہہ نام اللہ بڑی عظمت والیکے یا اللہ دی تو ہمکو اولاد نیک اور قبلہ رو نہووے
سبب تعظیم قبلہ کے اور مکروہ ہی جماع کرنا تین شب مین مہینی کی آول شب مین اور بیچ کی شب مین
اور آخر شب مین کہتے ہین کہ اکثر ان راتونمین شیطان حاضر ہوا کرتے ہین آور منقول ہی کراہت
اسکی امیر المؤمنین حضرت علی اور ابوہریرہ سے اور عورت اور مرد بعد جماع کے اپنے ستر پاک کرنیکے لیے
کپڑا علیحدہ لیوین اور بعد جماع کرنیکے پیٹہہ سے منہہ لگا کر نسوویں بلکہ سینہ سے سینہ لگا کر سوئین کہ یہہ
کتاب لطائف خیرہ مین لکہا ہی اور اگر عورت مرد کے ستر کو ساتہہ کپڑیکے اپنے ہاتہہ سے پاک کرے تو ثواب

اور مستحب ہی ترتیب جماع کا صحبت مکی ہی اور اسد فرزند پیدا ہو دولت اور صالح کی کردہ خیر و قیامت کے
میں ہے ماؤں کے لئے تو بعض عالموں نے کہا کہ مستحب ہی جماع کرنا دن جمعہ کے تا غسل ہو اول ہجر
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ فرمایا حضرت نے ان مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ
لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا یعنے جو کوئی نہلاوے کر سے نہلاوے
یعنی جماع کر کر دن جمعہ کے اور آپ نہاوے اور اول وقت جاوے نماز جمعہ کے لئے اور پیدل
اول جاوے سوار نہ جاوے اور سوار نہ ہووے اور قریب امام کے اور سنے خطبہ اور لغو نہ کرے ہوگا اوسکے لیے
ہر قدم پر ثواب عمل برس کا اس برس میں روزہ رکھنے کا اور رات کو شب بیداری کرنے
یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہی پس لفظ غسل کے معنی یہ ہیں کہ نہلاوے یعنی امر کو غسل وغیرہ
مانی کو نہلاوے یعنی صحبت کرے اور آپ بھی غسل لازم ہوا اسکی فضیلت اسلئے ہی کہ خطرہ نہ رہے
ولیکن اسمیں نماز آئے پس جمعہ کے غسل کے معنی مسئلے میں بحث اسکے قول کے حدیث صحیح نہ ہو
کہ جماع کرنا مستحب ہی دن جمعہ کے تاکہ غسل ہو قول آنحضرت من غسل واغتسل واللہ اعلم بالصواب اگر آدمی ایک
غسل جمعہ کے لیے ہی کافی ہی اور اگر متعدد کرے تو اولیٰ ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ بعد غسل کے زوال ہو بالا
بعد جمعہ کے اور جانے کہ بعد جنابت کے جماع کیا کرے اس لیے کہ اگر جار مہینا ہو تو تاخیر غسل تک
کریگا اور حرام ہی جماع کرنا حالت حیض میں اور بعد انقطاع حیض کے بھی بے غسل کے مگر یہ کہ حیض کو دس دن
آگئے ہوں فـ اگر پاک ہووے عورت پورے دس دن میں تو حلال ہوگی صحبت کرنی اوس سے بغیر
نہائے کے بعد انقطاع خون کے اور اگر پاک ہووے عادت پر الا کہ عادت کم ہی دس دن سے اور پورا دس
میں دن سے نہیں حلال ہی صحبت کرنی اوس سے جب تک کہ نہاوے یا گذر جاوے اوس پر اول وقت
نماز کامل کا یعنی دو رکعت کی قدر کذا فی الملتقی الابحر اور حدیث میں آتی ہی یعنی ادھا مہینہ ہی ایک مکر کرے
اور پوشیدہ جگہ دلک کے لنگی باندھ کے ناف سے زانو تک اسپر لگاوے اور اگر چاہے کہ دوبارہ جماع کرے
تو ستر دھو لیوے اور اگر بعد احتلام کے جماع کیا چاہے تو اول پیشاب کر لے اور دھو لے ستر کو مکروہ ہی
جماع کرنا اس میں بغیر طہارت کے نہ ہو اور اگر غسل کی حاجت میں جاوے کہ سو رہے پاک ہووے
او وضو کر لے بہتر ہی اور جانے کہ اسکی حاجت میں جنب نکلواوے ناخون اور بال بدن سے
کہ ناپاک ہے کہ یہ جزو اسکے آگے آدیگی یعنے واسطے اسکے آگے اور یوں ہی
یعنی ہی ظاہر نکالے اور عورت کے سر سے مگر رہا اسکے اور ہاتھ سے جاری عمل کرنا بعد ازاں جانے

اور آداب اولاد ہونیکے یہہ ہین کہ بیٹا ہونے سے خوش نہووے اور بیٹی کے ہونے سے غمگین ہووے معلوم
نہین کہ بہلائی کسمین ہی اور بیٹیونکے رحم کرنے اور غمخواری کی فضیلتین اور ثواب بیشمار ہین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جسکے ہان بیٹی ہووی اور پرورش کرے اوسکو اور اچہا ادب سکہاوے اور غمخواری کرے اوسکی ہوگی وہ بمنزلہ لشکر داہنے اور بائین کے کہ بچاویگی آگ دوزخ سے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ کوئی
نہین ہی کہ ہون اوسکی دو بیٹیان بہر نیکی کرے اون سے مگر یہہ کہ داخل کرینگے اوسکو بہشت مین اور یہہ بہی
فرمایا ہی کہ جسکے ہون دو بیٹیان یا دو بیبیان بہر نیکی کرے اونسے اونکی زندگی تک ہونگا مین اور وہ بہشت مین
ایک جگہہ اور چاہیے کہ کہانا دینے مین اور مانند اوسکے مین بیٹیونکو بیٹون پر مقدم رکہے فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جاوے بازار مین اور خرید کرے کچہہ اور لاوے گہر مین پہر مخصوص کرے
ساتہہ اوسکے بیٹیونکو نہ بیٹونکو نظر رحمت کریگا اوسکی طرف اللہ تعالی اور جسکی طرف نظر رحمت کی اللہ تعالی نے
عذاب نہین کریگا اوسکو ہرگز اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی خوش کرے بیٹیکو پس گویا کہ رویا خوف
خدا سے اور جو کوئی کہ رویا خوف خدا سے حرام ہی اوسپر آگ دوزخکی اور چاہیے کہ اذان کہی جاوے
بچے کے کان مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی ہی حضرت امام حسن رضی کے کانمین جسوقت کہ پیدا
ہوئے یعنی داہنے کانمین اذان کہے اور بائین مین تکبیر حدیث مین آیا ہی کہ اسنے ضرر نہین کرتی
اوسکو ام الصبیان اور جب زبان کہلے فرزند کی اول لا الہ الا اللہ سکہاوے تا اول بات اوسکی
یہی ہو اور مستحب ہی ختنہ کرنا اور سر مونڈنا ساتوین دن یا چودوین دن یا اکیسوین دن **ف**
اور نام رکہنا بہی ساتوین دن مستحب ہی اور سر مونڈنے مین اولے اور اصل ساتوان
دن ہی اور فرزند کے حقون مین سے یہہ بہی ہی کہ اوسکا نام اچہا رکہے اور حدیث مین
آیا ہی کہ تمہارے نامون مین سے بہت پیارے نام نزدیک اللہ کے عبد اللہ اور عبد الرحمن
ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ جائز ہی نام رکہنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر
نہ کنیت پر یعنے مثلا محمد نام رکہے نہ ابو القاسم آیا ہی کہ ایک شخص نے حضرت کے
زمانہ مین پکارا ایک شخص کو کہ محمد نام تہا اوسکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے
اوسکی طرف اوسنے کہا کہ کسی اور کو پکارتا ہون یا رسول اللہ پس منع کیا آنحضرت نے رکہنے
نام اور کنیت اپنی کے سے پہر بعضون نے کہا ہی کہ منع ہی جمع کرنا درمیان
نام اور کنیت کے یعنے ایک شخص کا نام محمد رکہے اور کنیت ابو القاسم تو یہہ
درست نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ یہہ حضرت کے زمانہ مین تہا اب جائز ہی مطلق اور مختار یہی ہی اور آیا ہی

کہ حضرت کا نام ابو حنیفہ رکھا ہیں فرمایا آنحضرت نے کہ غصے کے باب میں ہمیشہ مکروہ جانا اسکو اور اگر نام برا ہو
تو بہتر ہی بدل ڈالنا اوسکا ایک شخص کا عاصی نام تھا اوسکا عبد اللہ نام بدل ڈالا ف اس سے
معلوم ہوا کہ بعضے لوگ جو خطوں میں عاصی یا آثم اپنی نام رکھتے ہیں سو چاہیے کہ اسکا اسلیے کہ اظہار اپنے
گناہ کا ناپسند ہی بلکہ بری بات ہوئی کہ گناہ کرے پھر اور اللہ تعالیٰ کے آگے اور اوس عاجزی کے اظہار
اپنے گناہ کا کرنا اور بات ہی کہ وہ عاجزی اور التجا ہی آور اسیطرح شاہ لالا بخش یا نبی بخش یا عبد النبی نام
رکھنے کہ کسکا نام ہو تو بدل کر اچھا نام رکھے آور آیا ہی کہ زینب کا پہلے برہ نام تھا سو اسکو زینب کے
حضرت نے بدل کر زینب نام رکھا اور منع فرمایا ہی حضرت نے ان ناموں کے رکھنے سے یعنی برکت اور
رحمت اور صلاح اور نافع اور مانند انکے اسلیے کہ اگر کوئی شخص پوچھے کہ یہاں برکت ہی اور اوسکے جواب
میں کہا جاوے کہ یہاں نہیں ہی تو یہ اچھا نہیں اور حمل گر کر جو بچہ پیدا ہو جاوے کہ نام رکھیں
اوسکا کہ روز قیامت کے وہ بھی اوٹھیگا ف یہ حکم ساقط اوس بچہ کا ہی کہ جس میں علامت حیات کی
پائی جاوے مانند آواز کرنے یا ہاتھ پانو ہلانے وغیرہ کے اور چاہیے کہ لڑکیکے پیدا ہونے
میں دو بکریاں اور لڑکی کے پیدا ہونے میں ایک بکری ذبح کرے اور اسکو عقیقہ کہتے ہیں اور یہ سنت کرنا
نہیں ہی اور اگر ایک ہی بکری لڑکے کی کرے تب بھی کچھ ہول نہیں تو بھی جائز ہی اور ہڈی بکری کی عقیقہ کی
جوڑے نہیں کہ سب لوگ ہی یہ اور یہ بھی سنت ہی کہ بالوں کی قدر سونا یا چاندی تصدق کرے
اور عقیقہ امام ابو حنیفہ کے مذہب میں سنت نہیں وہ کہتے ہیں کہ پہلے سنت تھا بعد اسکے منسوخ ہوا اور

آداب طلاق

آداب طلاق کے یہ ہیں کہ طلاق مباح ہی لیکن مبغوض ترین مباحوں کی ہی نزدیک خدا تعالیٰ کے اور چاہیے
کہ نہیں قصد عورت کی ایذا کا ہووے بغیر سبب شرعی کے کہ ایذا مومن کی حرام ہی لیکن چاہیے کہ
طلاق دیا وقت ضرورت کے ہو اور اسیلیے مکروہ ہی حالت حیض میں کہ اوسمیں وہم جاتا ہی اسکا کہ
سبب کراہت طبیعت کے دی ہو اور اگر بری ہووے بیوی خاوند کے ماں باپ کے نزدیک اور ارادہ عزم
کے تو چاہیے کہ طلاق دے اوسکو منقول ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا میری ایک بیوی تھی میں
چاہتا تھا اوسکو اور باپ میرے عمر مکروہ رکھتے تھے اوسکو اور حکم طلاق کا کرتے تھے پس میں نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فرمایا طلاق دیدے اوسے ابن عمر پس معلوم ہوا کہ حق ماں باپ کا
مقدم ہی اوپر رعایت خاطر عورت کے لیکن چاہیے کہ عوض فاسد ورسانی میں ہو بعضے ملا وغیرہ شرعی
بعضی برکتے ہوں اور جائز ہی طلاق اوس عورت کی کہ خاوند کو راضی نرکھتی ہو اور اوس عورت کی
کہ جس کے ... اوسکی کہ اوسکے دین میں فساد ہو اور اوسکی کہ ایذا دیتے خاوند کو اور چاہیے کہ ایک

طلاق دے کہ اسی قدر کافی ہی اور رجوع کرنا بھی اوسکی طرف اسمین آسان ہی اور تین طلاقیں دینی نہایت بُری ہین اور بُرائی اوسکی اوسکی جزا سے ظاہر ہی یعنے پہر بغیر اور خاوند کے نکاح مین نہین آسکے اور حکمت اسمین کہ جزا اوسکی اور نکاح کرنا ہی یہہ ہی کہ تا کوئی پہر ایسی حرکت نکرے اور جاننے کہ بیچ حالت نکاح اور طلاق کی بھید اور عیب عورت کا ظاہر نکرے کہ اسمین وعدہ عذاب کا ہی اور اگر بی انصافی خاوند کی طرف سے ہو تو جائز ہی عورت کو کہ طلاق چاہے اور چاہیے کہ بدل خلع زیادہ اوس چیز سے کہ مرد نے اوسکو دیا ہی نہو کہ یہہ تجارت ہی ستمگر ف خلع اوسکو کہتے ہین کہ عورت طلاق چاہے خاوند سے عوض مال کے اور اوس مال کو بدل خلع کہتے ہین پس اگر مرد زیادتی کرتا تھا اسلیے خلع واقع ہو تو مکروہ ہی مرد کو مال لینا یعنے اس صورت مین چاہیے کہ کچہ بھی نہ لے اور اگر عورت کی نافرمانی سے خلع ہوا تو مکروہ ہی زیادہ لینا اوس مال سے کہ مہر مین دیا ہی یہہ ملتقی الابحر مین لکہا ہی اور باقی تفصیل اسکی فقہ مین دیکہنی چاہیے

**فصل پانچوین** بیچ حقوق خاوند کے بیوی پر جان کہ نکاح بھی قسم بندگی سے ہی اور مرد مالک عورت کا ہی پس لازم ہی عورت پر کہ بہرحال فرمانبرداری خاوند کی کرے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر حکم کرتا مین کسیکو کہ سجدہ کرے سوا خدا کو تو حکم کرتا مین بیوی کو کہ سجدہ کرے مرد کو اور یہہ بھی فرمایا کہ جو عورت مرے اس حال مین کہ خاوند اوسکا اوس سے راضی ہو داخل ہوگی بہشت مین آیا ہی کہ ایک مرد سفر کو گیا تہا اور بیوی کو کوٹھی پر رکہہ گیا تہا اور کہہ گیا تہا کہ اوپر سے نیچے نہ اوترنا عورت کا باپ بیمار ہوا حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسنے عرض کیا کہ کیا فرماتے ہین آپ اوترون باپ اوترون فرمایا کہ نہ اوتر کہ اطاعت خاوند کی لازم ہی پس مر گیا عورت کا باپ اور دفن کیا گیا پس حضرت نے اوس عورت سے کہلا بہیجا کہ بلا شبہہ خدا تعالی نے بخشا تیرے باپکو بواسطہ اطاعت کرنے تیرے کے خاوند کی اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہی کہ جو عورت کہ پانچ وقت کی نماز پڑہے اور روزہ ماہ رمضان کا رکہے اور اپنے ستر کو محفوظ رکہے بدکاری سے اور اطاعت خاوند کی کرے داخل ہوگی بہشت مین پس اطاعت خاوند کو جملہ بنای مسلمانی عورت کے گنا اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہی کہ دوزخ مین نظر کی مینے دیکہا کہ اکثر رہنے والی وہاں کی عورتین ہین پس کہا عورتون نے یہہ کیون ہی یارسول اللہ فرمایا بسبب بُرا کہنے کے خاوندونکو اور ناشکری کرنی نعمتون کی اور منقول ہی حضرت عائشہ رضہ سے کہ ایک عورت آنحضرت پاس آئی اور کہا یارسول اللہ مین عورت جوان ہون چاہتی ہون کہ خاوند کرون پس کیا ہی حق خاوند کا بیوی پر فرمایا کہ حق خاوند کا بیوی پر یہہ ہی کہ اگر عورت اور مرد اونٹ کی پیٹہ پر ہون اور مرد چاہے کہ وہین اوس سے اپنا کام کرے تو انکار نکرے عورت اور حق مرد کا بیوی

نہیں کہ خاوند کے گھر سے کسی کو کچھ دیوے بیں مگر رضا اوسکی آور اور حق یہ ہی کہ روزہ نفل کے مگر اوسکی رضا سے اور اگر رکھے گی بغیر اوسکی مرضی کے تو قبول نہیں ہوگا اور اور حق یہ ہی کہ باہر نہ نکلے مگر باذن خاوند کے اور اگر نکلے گی بدون اذن کے تو لعنت کرینگے اوس پر فرشتے پھرنے کے وقت اور سوائے اسکے بہت حدیثیں آئی ہیں خاوند کے حقوق میں اور جو کہ ضروری حقوق خاوند کے دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ پردہ میں بیٹھی رہے اور بازاری نہ رہے حدیث میں آیا ہی کہ نماز عورت کی بیچ گھر میں افضل ہی مسجد کی نماز سے اور نماز گھر کے کونہ میں بہتر ہی نماز صحن کے سے اور دوسرا حق یہ ہی کہ طلب نکرے سوا زیادہ حاجت سے اور صبر کرے اوس کمائی خاوند کے سے کہ حرام کی اسیطرح ہی عادت اگلے زمانہ کی عورتوں کی کہتے ہیں کہ جب مرد گھر سے باہر آتا تو بیوی اور بیٹیاں اوسکی کہتے کہ دور رکھ اپنے تئیں کسب حرام سے کہ جو کچھ ہم سمجھیں گا حلال سے ہم اوس پر قناعت کرینگے اور صبر نہیں رکھتے ہم آگ دوزخ پر اور جاننا چاہیئے کہ ماں باپ عورت کے پہلے نکاح کے اوسکو آداب خانہ داری اور حقوق گذرانی کے سکھا دیں کہ یہ بھی ایک حق ہی بیٹی کا ماں باپ پر آیا ہی کہ ایک عورت نصیحت کرتی تھی اپنی بیٹی کو وقت نکاح کے کہ اے بیٹی میری تو باہر جاتی ہی اپنی عمر کی گھر سے اور داخل ہوتی ہی مرد بیگانہ پر اور حال یہ طرف ایسے مصاحب کے کہ ہرگز نہیں دیکھا ہی تو نے اوسکو لازم کرنا اپنے پر اطاعت اوسکی اور رضا اوسکی اور رہنا تو اوسکے پاس مانند فرش بچھی ہوئی کے یعنی عاجز و متواضع تا ہووے وہ غلام تیرا تاکہ نزدیک ہو اوستے مانند ہو وے تو وہ بچھے نہیں پر چپکے رہنے سے نظروں سے بیشک مرجاتی ہی اور بہت دور ہی رہنا اوستے تاکہ فراموش کرے تجکو اگر نزدیک نہ ہی جاوے نزدیک ہو اور اگر دور ہی جاوے دور رہنا ایسی بات نہ کرنا کہ اوسکی ناک میں بری معلوم ہو اور ایسی خبر کرنا کہ اوسکی آنکھ میں بری دکھائی دے اور جو کچھ کہ جانے وہ کرنا اور جیسا کہ چاہے ویسے ہی رہنا اگر یہ کیا تو نے چھٹکارا پایا تو سلے وگرنہ ہلاک خراب ہوگی اور یہ نصیحت جامع ہی سب آداب کے تئیں جیساکہ ذکر کی گئی ہیں

**باب تیسرا** بیچ آداب بیمار وغیرہ کے اور اس باب میں چار فصلیں ہیں

**فصل پہلی** بیچ بیان خلق اور نفس کے جاننا کہ الفت مردوں میں خلق کا ہی اور نیک خلقی بہتر ہیں اعمال ہی ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا چیز بہتر ہی اون چیزوں کہ اللہ تعالے نے آدمی کو دی ہیں فرمایا نیک خلقی اور حدیث میں آیا ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے صورت نیک اور خلق نیک دی ہی نہیں کھاویگی اوسکو آگ دوزخ کی اور بھی حدیث میں آیا ہی کہ سب ساری عمل میزان اعمال میں نیک خلقی ہوگی ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کو فرمایا کہ لازم پکڑ اپنی اوپر

نیک خلقی کہا ابو ہریرہ نے کیا چیز ہی نیک خلقی یا رسول اللہ فرمایا کہ جو کوئی انقطاع کرے تجھسے تو ملاپ کرے اوسسے اور جو کوئی ظلم کرے تجہپر عفو کرے تو اوسسے اور جو کوئی محروم کرے تجکو دیوے تو اوسکو اور جب نیک خلقی بہترین اعمال ہوئی تو ثمرہ اوسکا کہ محبت و الفت ہی وہ بہی بہتر ہوئی سب چیزوں سے خصوصًا وہ محبت و الفت کہ بسبب دین و تقوی کے ہووے اور بیچ فضیلت حُبّ لِلّٰہ کے حدیثین بہت آئی ہین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نے جسکے بہلائی کا ارادہ کیا ہی دیتا ہی اوسکو دوست اچھا کہ اگر فراموش کرتا ہی یہہ خدا کو تو یاد دلا دیتا ہی وہ اوسکو اور اگر یاد رکہتا ہی خدا کو تو مدد کرتا ہی اوسکی اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی بہائی چارہ کرتا ہی کسی سے لِلّٰہ اوسکی تئین بہشت مین ایسا درجہ ملتا ہی کہ کسی عمل سے وہ درجہ پا نہین سکتا اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ روز قیامت کے گرد عرش کے کرسیان رکہین ہونگی اور اوپر کتنی ایک لوگ بیٹہے ہونگے کہ منہ اونکے مانند چودہوین رات کے چاند کے ہونگے اور لباس اونکے نورانی ہونگے اور اور سب لوگ خوف و ہراس مین ہونگے اور اونکو کسی چیز کا ڈر نہین ہوگا اور یہہ وہ لوگ ہونگے کہ جنکی حقمین فرمایا ہی اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ یعنی آگاہ ہو دوست اللہ کے نہین ڈر ہوگا اوپر اور نہ وہ غمگین ہونگے صحابہ نے پوچہا کہ کون لوگ ہین وہ یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ کہ دوستی رکہتے ہین آپسمین اللہ کے لیے اور بیٹہتے ہین آپسمین اللہ کے لیے اور آپسمین ملاقات کرتے ہین اللہ کے لیے اور یہہ بہی فرمایا ہی کہ سات طرحکے لوگ ہین کہ روز قیامت کے اونکو حق تعالی اپنے سایۂ رحمت مین رکہیگا اور اوس روز نہین سایہ ہوگا مگر سایہ اللہ کا ایک امام عادل ہی دوسرا جوان صالح کہ ساتہہ صلاحیت کے نشو و نما پایا ہو اور تیسرا وہ کہ دل اوسکا مسجد ہی مین لگا رہتا ہی اور چوتہی وہ کہ اللہ ہی کے لیے دوستی رکہتا ہو اور پانچوین وہ کہ رو یا ہو یاد خدا پر اور چہٹے وہ کہ بلایا اوسکے تئین عورت صاحب جمال نے پس ڈرا وہ اللہ سے اور بار نہ لگا اور ساتوان وہ شخص کہ تصدق کرتا ہی ایسا پوشیدہ کہ داہنے ہاتہہ سے دیتا ہی تو بائین ہاتہہ کو خبر نہین ہوتی صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور منقول ہی کہ حقتعالی نے وحی بہیجی ایک پیغمبر کو کہ زہد تیرا دنیا مین واسطی راحت تیری کی ہی اور انقطاع تیرا سب سے اور رجوع کرنا میری طرف واسطی عزت تیری کے ہی ولیکن خاص میرے لیے یہہ ہی کہ دشمن رکہے تو میرے دشمنونکو اور دوست رکہے میرے دوستونکو یعنی یہہ بات خاص اللہ ہی کی محبت مین حاصل ہوتی ہی اسمین اپنے حظ النفس کو دخل نہین ہوتا اور حدیث مین آیا ہی کہ دعا کی حضرت نے خداوندا مت رکہہ فاسق کا مجہپر احسان اور نہ محبت دے مجکو اوسکی اور آیا ہی کہ حضرت حق سبحانہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ اگر تو عبادت کرے مجکو برابر عبادت آسمان و زمین والونکی

اور جب یہ اور بعض بدعتوں کے تو وہ عبادت کچھ کام نہیں آتی کیونکہ اصل کی خوبی کے لیے اچھے
لوگوں سے محبت رکھے اور بُروں سے بغض و دشمنی پس جب یہ بات حاصل ہوگی تو یہ سب کچھ ہو سکے گا
اسلیے اسکو ایسا رہنا کیونکہ اچھے کی محبت ہوگی تو اوسکی پیروی کریگا اور بُروں سے بغض ہوگا تو بُری
باتوں سے بھی بچیگا اور جہاد بھی کریگا اور بُری ہوگا خصلت بیعتوں سے اور حدیث میں آیا ہی کہ مثال نیک
ایک ورسہ سا کیا ہی کہ آدمی آگ کا ہی اور آدمی رب کا دسا اوسکی یہی کرتا آتی جیسا کہ ہو مددیا اوسے
اسی صورت سے درمیاں آگ و رب سکے ایسے ہی ہو مددی بیاسہ رحمت ہی سکے ایسے بدعتوں کے
کے دلوں میں آور حدیث میں اور اقوال صحابہ کے بیچ فضیلت جب لینی بہت آئی ہی اور حب فی اللہ ہی کہ محبت
بیری کسی سے اللہ میں اور بغض کسی سے ہوا رسول کے کہ وہ مدد کریگا دین کی باتوں میں اور محبت
بیری اوسے دسیلہ آخرت کا ہو محصور ہی میں پس اگر محبت سا کرو کی اوستاد سے اس سبب سے کی
کہ اوسکے علم سے حاصل کرونگا فائدہ دنیا کا تو حب للہ نہیں ہی اور محبت تیری اسے احسان کہ تیرے دل
سے ہے کہ صاحب ضروری اوسے کلی ہی اور مددگار عبادت پر اور فراغ دلی بھی محبت للہ ہوگی اگر
محبت بیری اوس بیوی سے کہ ہو اوسکا سبب فراغ خاطر اور محافظت اور حضور عبادت کا ہی واسطے
جانے کے ہی اور اگر یہ اور حب للہ کا یہ ہی کہ مسطور اوس وسیلہ نہیں ہی دنیا اور یہ آخرت اور یہ
اعلیٰ مرتبہ ہی کہ ممکن نہیں ہی دعوی اوسکا ہر کسیکو اور اسیطرح بغض للہ یہ ہی کہ دشمنی بیری کسی پر
بسبب گناہ اور مخالفت کرنے اوسکے امر حق میں اور پر تفاوت مراتب گناہ کے یعنے بعض کافر
و مشرک سے اشد ہو اور اسیطرح بدعتی سے کہ جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور باعث ہوتا ہی
میں چاہیے کہ اوسکو سلام نہ کرے اور اوسکی تعظیم نہ کرے اور جواب سلام کا نہ دے اور منکر اور مخالف
اوسکا ہووے اور اوسے بری اور سستی نہ کرے اور طریقہ زجر و توبیخ کا نہ چھوڑے لیکن بدعتی جاہل
اور وہ بدعتی کہ سبب لوگوں کی گمراہی کا نہیں ہی پس طریقہ اوسکا یہ ہی کہ ساتھ نرمی کے اوسکے پیش آوے
تو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے اور ترک ملاقات نہ کرے اوسکے آور اور گنہگار کہ تارک واجبات کا ہی
یا مرتکب افعال حرام کا اوسکو اگر عین گناہ کے وقت میں دیکھے تو منع کرے کہ منع کرنا بری چیز سے
واجب ہی بحسب تفاوت مراتب کے اور اگر گناہ کر چکا ہی تو اوسکی کئی صورتیں ہیں کہ اگر عادت
نہیں رکھتی ہی گناہ کی اور توبہ کر ڈالی تو چھڑ اچھا ہوا اور اگر عادت رکھی اور اصرار کیا گناہ پر تو نصیحت
کرے اگر جانے کہ نفع کریگی اوسکو نصیحت اور اگر جانے کہ نصیحت نہیں نفع کریگی اور زجر و سختی
نفع کریگی تو وہ ہی کرے والا اعراض کرے اور جو جبر کرنا سبب مددگاری ہی اوسکے گناہ میں وہ

نہ دیتے ہیں مثلاً رشوت وغیرہ نا حق عمل اور تعزیہ داری وغیرہ ہنانے کے لیے دنیا مدد و اعانت ہی انکے گناہ کا
دینا چاہیے اور جو کچھ کہ مدد کرنیوالا اسمین ہی کہانے مین یعنے مثلاً کپڑہ وغیرہ دیدینا یا روٹی کہلا دینی اگر
بسبب اسلام اوسکے دیوے تو مضایقہ نہین اور اگر جنایت اوسکے خاص میرے حق مین ہو تو اول
یہہ ہی کہ عفو اوسکو کرے یہہ مرتبہ صدیقون کا ہی اور بیچ ابتدا ر یارانہ اور بہائی چارے کے ہی اور اگر حق یارانہ
پہلے کا ہو اور بعد اوسکے گناہ کرے تو اوسمین دو طریق ہین مذہب بعضونکا عفو اور پردہ پوشی ہی اور
طریق بعضونکا انقطاع اور ترک ملاقات ہی اور مدار اسکا نیتون پر ہی یعنے فریق اول کو نیت یہ
ہوتی ہی کہ ملتے رہینگے تو اوسکو سمجھا دینگے اور فریق ثانی کی نیت میں یہہ ہی کہ وہ لائق ملاقات کے
نہ رہا کہ مخالف محبوب کا مخالف ہوا ہی امام احمد حنبل نے ترک کیا یارانہ یحییٰ بن معین کا اتنی ہی بات پر
کہ کہا انہون نے کہ مین سوال نہین کرتا ہون کسی سے لیکن اگر بادشاہ بطریق تحفہ کے کچھ بہیجے تو قبول
کرونگا مین اور ایسی ہی ترک کیا یارانہ حارث محاسبی کا بسبب تصنیف کرنے اوسکے رد معتزلہ کو اور
کہا کہ کیا نہین ہی کہ تو اول اوکے شبہ لکہتا ہی بعد اوسکے اونکو رد کرتا ہی اور ایسی ہی ایک اپنے
یار سے ترک ملاقات کی بسبب تاویل کرنے اوسکے اس حدیث مین اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ
لفظی ترجمہ اسکا یہہ ہی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور مراد صورت سے بہان
صفت ہی یعنے اپنی صفت پر پیدا کیا پس امام احمد کو تاویل اوسکے ناگوار گذری وہ کہتے تھے کہ معنے
اسکے لفظی کہو اور حوالہ جانے مراد کا اللہ تعالیٰ پر کرو اور یہہ امر ہی کہ مختلف ہوتی ہی نیت اسمین
بعضونکو مقصود شدت اور انکار سے یہہ ہوتا ہی کہ سبب گمراہی عوام کا نہو اور بعضونکو بسبب عنایت و دوستی کے
کہنے والے سے شدت و انکار ہوتا ہی اور بعضونکو خوف ہوتا ہی اسکا کہ مبادا ضرر کرے صحبت
اوسکی اور بعضونکی نظر پڑتی ہی اوپر خلق کے اور عاجز ہونے اونکے بیچ دست قدرت خدائی کے
اور وجہہ جباری اللہ تعالیٰ کے اس سبب سے وہ غصہ ہوتے ہین کہ یہہ عاجز ہو کر ایسے مالک جبار کی
نافرمانی کرتے ہین اور یہہ نظر مذکور کبہی بسبب تساہل اور مداہنت کے بہی ہوتی ہی کہ بعضے لوگ
یہہ سمجہتے ہین کہ یہہ بیچارے عاجز ہین اور اللہ مالک رحیم وہ انپر رحم ہی کریگا یہہ سمجہ کر وہ سستی کرتے ہین
بری بات کے منع کرنے سے پس یہہ اچہا نہین لیکن یہہ ایک امر ہی کہ اوسمین تحقیق وثبات کرنا شرط ہی اور
تکلف وتقلید اسمین خارج ہی دائرہ شرع سے یعنے فقط دیکہا دیکہی کسیکے کہ وہ لوگون پر بری بات
سے غصہ کرتا ہی مین بہی کرون یہہ نہ چاہیے بلکہ ثبات کرے اس بات کو اور نیت خالص اسمین کرے
بے تکلف بے تقلید اور کسوٹی اسکے یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص قصور کرے بیچ حق خاص اسکے اوسکو

معذور رکھے اور مدارا لوگوں سے وہ معمول ہی نہ وہ کہ بیچ محافظت حقوق انہی کے کوئی دقیقہ چھوڑتے اور
بیچ حقوق شرع کے اوس غریب ضعیف کو ساتھ تقلید کے ساتھ لا دے یعنی حقوق شرعیہ ادا اور کے تحمل
کرایا ہے مداہنت سے اور بہانہ تقلید کا کرتا ہی کہ میں فلانکو دیکھا دیکھی کیا ہی سو یہ کہ منصب سلطان کا
اور اکابر باعث کراہت مداہنت اور ساتھ کے بیچ امر معروف اور نہی منکر کے ہی رعایت دلوں کی اور ہونا
وحشت دلوں کے بیچ اوس بیچ درویش سلطان سے ہی اگر وہ درشتی اور تیزی اور تعزیر کے تو طریقہ اعراض اور
انکار کا یعنی توڑ دیے جانے کا چھوڑ دے آور جان کہ جو کچھ کہ کہا گیا بطریق احتمال کے ظاہر ہوا اوس سے یہ
کہ اولے درجہ اظہار بغض میں ترک اور اعراض اور قطع کرنا ہی اور تندی کا اظہار جا سکا جا سکے کہ یہ انسان
امر سہل ہی کہ درحملہ ظاہر عمل کے داخل ہوجاتا تکلف سے اور حکم کیا جاوے ساتھ واجب ہونے اوسکے
سب لوگوں پر مثل اور واجبات کے اسلیے کہ سب جوار اور مرتکب بدکاری کے بیچ زمانہ حضرت خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور صحابہ کے تھی سو یہ لیکن اونکو بالکل چھوڑ دے سب ہے بلکہ حال اونکا متفاوت تھا کہ بعضوں پر
تشدد کرتے تھے اور بعضوں سے اظہار بغض و عداوت اور بعضوں سے اصلا اعراض ہی نہ کرتے تھے اور بعضوں پر
رحمت و شفقت سے نظر کرتے تھے اور دوری نہیں کرتے تھے ایسے ہیں یہ دقیقی درس کے ہیں کہ مختلف ہیں
اوس احوال سالکان طریقت کے اور عمل ہر ایک کا اوس موافق حال اور وقت اوسکے ہی ایسی جس پر قدرت
رکھتے امر منشد کرتے اور اگر قدرت نہ رکھتے اور ایسے بغض و عداوت ظاہر کرتے اور جیسے خوف ضرر ہوا اوسکے
طرف سے ساں ہی کرتا اور جو کہ عرب ہوتے اور توقع اسکے اسلام کی ہوتی اوس پر رحم و شفقت کرتے اور بہانہ انکار
اوس میں کراہت اور استحباب ہی مانند تمام فضائل اعمال کے حرمت و وجوب یعنی ہر وسیلے بغض و عداوت کیا
مکروہ ہی نہ حرام اور کیا بغض عداوت کا ایسی قسم ہی نہ واجب اور بیچ جس ایسے امور کے واقع ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّاتِ یعنی ثمرہ اور جزا اعمال موقوف نیت پر ہی اسلیے کہ کبھی ہوتا ہی کہ بیچ نظر رحمت کرنے کے اور
نرمی کرنے کے طریقہ تواضع اور خلق کا رعایت کیا جاتا ہی اور بیچ غلبہ اور اعراض کرنے کے سوء تکبر و سختی کا لحاظ
کیا جاتا ہی اور حاکم و مفتی ان امور میں دل ہی بس طالب صادق کو چاہیے کہ ہر چند میں کہ موافق طبیعت
اور خواہش نفسانی کے ہو خلاف اوسکی کرے اسلیے کہ جیسا کہ بیچ اعراض اور انکار کے مقصود سختی اور عجب اور
اظہار صلاح کا ہو ایسی ہی متصور ہی کہ نرمی اور رحم میں ہی مداہنت اور دل جوئی واسطے ملنے کے ایک
غرض کو غرض حصول دنیا سے کہ مال ہی اور جاہ اور شہرت ساتھ حلم و تواضع کے اور قصد اجتماع لوگوں کا اور
تعریف کرنے اونکا اور مانند اسکے محض نفس ہی اسلیے اوس کسی پر کہ تلاش کرنے والا احوال نفس کا ہو
اور حکایتیں مشائخ کی بیچ زجر اور اعراض اور نرمی اور عفو کے بہت ہیں اور اختلاف

اعمال انکے کا بسبب اختلاف احوال کے ہی یعنی کوئی زھر کرتا تہا اور کوئی نہ کرتا تہا بس یہہ بسبب اختلاف
حالتون کے تہا جیسا کہ بیان مفصل اسکا اوپر ہو چکا ہی **فصل دوسری** بیچ بیان اون مضمون کے

کہ شرط ہین بیچ اختیار کرنے صحبت کے جان کہ اکثر یون ہی کہ کرنا یارانہ کا واسطی کسی غرض اور فائدہ کے
ہوتا ہی اگرچہ یہہ بہی متصور ہی کہ بسبب نری اتفاق اور موافقت طبیعت اور جنسیت کے ہو اور چونکہ اس
قسم مین اختیار کو دخل نہین ہی جگہ ثواب یا سبب عذاب کی نہین ہوینگی پس اکثر یہہ ہی کہ یارانہ واسطے
فائدہ کے ہو اور فائدہ منحصر ہی بیچ دینی اور دنیاوی کے مراد دنیاوی سے یہہ ہی کہ موقوف ہو اوپر
زندگانی دنیا کے اور ممد نہو اوپر حاصل ہونے فائدہ آخرت کے مانند جمع کرنے مال کے اور حاصل
کرنے جاہ کے یا بڑی اُنست حاصل کرنیکے ساتہہ دیکہنے کے اور ہمسایگی کے اور مناسب بحال عقل کے
یہہ ہی کہ غرض اوسکے یارانہ سے یہہ نہو بس چاہیے کہ غرض یارانہ سے محض حاصل کرنا فائدہ دینی کا ہو
مانند حاصل کرنے علم وعمل کے اور مانند حاصل کرنے اسقدر مال کے کہ کفایت کرے واسطے معیشت کے
اور حاصل ہووے بسبب اوسکے فراغ خاطر اور رجاتی رہی تشویش دل اور مانند مدد چاہنے کے بیچ
احوال اور مصیبتونکے کہ باعث فتور اوقات اور قصور عبادتون کے ہین اور مانند خلاص ہونیکے
کثرت مال سے اور قید جاہ سے کہ باعث تشویش خاطر ہی اور مانند برکت حاصل کرنیکے ساتہہ
نری دعا کے کہ سبب حصول مقاصد اور مطالب کے ہی اور مانند استظہار شفاعت کے قیامت مین
منقول ہی بعضے اگلے بزرگون سے کہ بہت پیدا کرو تم بہائی مسلمان جہانتک کہ ہو سکے تمسے اسلیے
کہ ہر مومن کو اپنے بہائی سے امید شفاعت ہی کہ جب بخشا جاویگا بندہ شفاعت کریگا اپنے بہائی
مسلمان کی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لازم پکڑو تم اپنے پر بہائی مقرر کرنا کہ
بہائی کام آتی ہین دنیا اور آخرت مین کیا نہین جانتا ہی تو حال اہل دوزخ کا کہ کہینگی فَمَا لَنَا
مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ یعنے نہین ہی ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنیوالا اور نہ یار
غمخوار اور جب معلوم ہوا کہ فائدی یارانہ کے یہہ ہین تو ضرور ہوا کہ لائق یارانہ کے وہ ہوگا کہ صحبت
اوسکی سبب حاصل ہونے ان فائدونکے ہو اور پہچاننا اسکا وقت تجربہ کے اور دیکہنے حال کے ظاہر ہو
لیکن کلام مجمل بیچ شرائط یارانہ کے یہہ ہی کہ یار عاقل ہو کہ احمق کی صحبت مین بہلائی نہین ہوتی
اور آخر کو نوبت انقطاع اور پریشانی کی پہنچتی ہی اور نفع اوسکا ضرر ہی اور دوستی
اوسکی دشمنی ہی اور اسی سبب سے کہا ہی بزرگون نے کہ دشمن دانا بہتر ہی
دوست نادان سے **بیت** دشمن دانا کہ بی جان بود ۔ بہتر از آن دوست کہ نادان بود

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ لطف کرنا احمق سے کے موسم پر بڑا گناہ ہی کہ کہا جاتا ہی تمام
اعمال میں اور بعضوں نے کہا ہی کہ انقطاع کرنا احمق سے وصل کرنا ہی ساتھ خدا کے اور مراد عاقل
سے وہ ہی کہ سمجھے اشیا کو موافق اون کے مقصود کے کہ مقصود ہے کہا ہی اور اوسے کہا ہی
اور معلوم کرے حقیقت طاعات کی اور وقعت گناہوں کی اور مراد ساتھ عقل کے جان کس کی تعریف
کی ہی یہی ہی حدیث میں آیا ہی کہ کوئی مخلوق عقل سے زیادہ شریف نہیں ہی خدا کے نزدیک
ایکبار روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص کی تعریف کی لوگوں نے اور مبالغہ کیا
اوسکی تعریف میں فرمایا کہ عقل اوسکی کیسی ہی عرض کیا لوگوں نے کہ یا رسول اللہ ہم تعریف
کرتے ہیں اوسکی کوشش کرنے کی عبادت میں اور بھلائیوں میں اور آپ اوسکی عقل کا حال پوچھتے ہیں
فرمایا کہ احمق بسبب حماقت اپنی کے کرتا ہی وہ گناہ کہ زیادہ ہوتا ہی گناہ فاسق سے اور تفاوت
درجوں عبادت کے قیامت کو موافق درجوں عقلوں کے ہونگے منقول ہی حضرت امیر المومنین عمر رضی سے
کہ فرمایا مرد کے تئیں کوئی چیز بہتر عقل سے نہیں ہی کہ ساتھ ہی آدمی کو راہ بتاتی ہی اور باز رکھتی ہی
اوسکو تمام گمراہیوں سے لاجرم کامل نہیں ہوتا ہی ایمان آدمی کا اور سیدھا نہیں ہوتا ہی دین
اوسکا مگر ساتھ کمال عقل کے منقول ہی ام المومنین حضرت عائشہ رض سے کہ پوچھا انہوں نے آنحضرت
سے کہ یا رسول اللہ کس چیز سے فضیلت ہوتی ہی مرد کے تئیں دنیا میں فرمایا کہ ساتھ عقل کے پھر پوچھا
عائشہ رض نے کہ آخرت میں کس چیز سے فضیلت ہوتی ہی فرمایا عقل سے کہا عائشہ رض نے کیا نہیں
ہی فضیلت ساتھ اعمال کے فرمایا اے عائشہ کوئی عمل نہیں ہوتا ہی مگر بقدر عقل کے کہ جو عقل رکھتا
ہی عمل بھی کرتا ہی اور حدیثیں اور اقوال صحابہ کے عقل کی فضیلت میں بیشمار آئی ہیں اور حجۃ
سر الطاہرانے لکھا ہی کہ بہتوں خلق کو اگر عاقل جانتے ہیں کہ اسی عقل سے بات امور کو
معلوم کرتے ہیں لیکن بسبب خواہش اور شہوت اور کاہلی اور بامداد ایک کے مطابعت خواہش نفسانی کے
کرتے ہیں اور خلاف معلوم اپنے کے عمل میں لاتے ہیں پس شرط حسن خلق تمام کرنے والی
شرط عقل کے ہی اور دونو شرطیں حقیقت میں ایک ہیں اور مقصود یہ ہی کہ عاقل ہووے عمل
کرے موافق اقتضای عقل پر اور اگر کبھو اوسی شرط کا خلل ہو کرے تو بھی روا ہی اور اور شرائط ایسے
بھی کہ ہووے فاسق کہ مصر ہو فسق و فجور پر اور فسق عادت اوسکی ہو اور صحبت فاسق سے نوع نوع کی
برکتیں جاتی ہیں کیونکہ جو کوئی خدا تعالی کے خوف سے نہیں ڈرتا ہی حق سے
کیا عجب رکھیگا اور نشانی کمال عقل کے ہی اور بعضے فاسقوں نے اگرچہ کبھی نفع مرد ہوتا ہی جیسکہ

سخاوت شرافت جوانمردی ولیکن جو ماضر کا اوسے زیادہ ہی بہ نسبت نفع کے اور نہایت مین پہنچاہی نفع اوسکا اور کبھی ہوتا ہی کہ زردیتا ہی اور کبھی ضرر کاٹتا ہی اور مجملہ شرائط یارانہ سے یہہ ہی کہ یار بدعتی نہو کہ اوسکی صحبت مین خوف سرایت کرنے بدعت کا اور تجاوز کرنے برائی اوسکی کا ہی نعوذ باللہ من ذلک راہ حق یہہ ہی کہ بدعتی سے انقطاع کرے اور اوس سے یارانہ نکرے اور نہ سلام کرے اگر جانے کہ نفع نہین کریگا مباحثہ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہی اور جملہ شرائط یارانہ سے یہہ ہی کہ حریص دنیا کا نہووے تا تو بہی حریص نہو جاوے کہ حریص دنیا دیوانہ ہی حقیقت مین اور غافل ہی ظاہر مین اور یہہ درد ہی پیدا کیا ہوا اوسکا جس صورت مین کہ عالم گرفتار ہون اسمین لیکن علمائے کہ چلنے والے ہین راہ آخرت کے اور مقصود اونکو علم سے عمل ہی ہے وہ البتہ پاک ہوتے ہین اس بلا سے اور دوا نفع دینے والی اس بیماری حرص کی محال ہی یہہ لوگ ہین لائق صحبت کے اگر خدا تعالی نصیب کرے والا مطالعہ کرنا اونکی کتابون ہی کا خوب ہی کہ البتہ اسکو بیچ توڑنے شورش نفس کے تاثیر ہی یقینی اور ادنی فائدہ اسمین یہہ ہی کہ خلاصی ہوتی ہی جہل مرکب سے اور اس مانہ مین جو فائدہ کہ طالب صادق کو اون بزرگونکی کتابون سے ہوتا ہی ہمنشینی شیوخ زمانہ ہمارے سے میسر نہین ہوتا اور حاصل یہہ کہ صحبت بد اخلاق لوگونکی سے احتراز کرے کہ سلامتی اسی مین ہی اور بیہودہ تضییع اوقات نکرے کہ عمر نفیس ہی اور اکثر ضرر آدمی کا بسبب صحبت بدکی ہی اور آخرت مین ثمرہ اوسکا سوا ندامت کے نہین ہی سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی پرہیز کرتین قسمو کی صحبت سے ظالمان غافل اور عالمان بی عمل اور صوفیان جاہل سے **فصل تیسری بیچ حقوق بہائی چارہ کے اور یارانہ کے** جان کہ بہائی چارہ ایک رابطہ ہی کہ حاصل ہوا ہی اتفاق سے مانند عقد نکاح کے پس ضرور ہی اوسمین رعایت کرنی حقوق کی تا وہ باقی رہے اور جملہ حقوق بہائی چارہ سے یہہ ہی کہ اوسکے لیے تیری مال مین کچہ حصہ ہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حال دو بہائیونکا مانند حال دونو ہاتہونکے ہی کہ دہوتا ہی ایک دوسرکو غرض یہہ ہی کہ ہر ایک مددگار دوسرکا ہو اور آپسمین شریک منافع مین اور نفع پہنچانا ساتہہ مال کے تین مرتبہ پر ہی ایک یہہ کہ جسکو دیا ہی وہ بمنزلہ خادم اور غلام تیرے کے ہووے کہ جو کچہ زیادہ تیری حاجت سے ہو اوسکو دیکر مدد کرے اور یہہ کمترین مراتب کا ہی اگر یہہ ہی نہو تو بہائی چارہ ہی نہین اور چاہیے کہ اس مرتبہ مین انتظار سوال کا نکرے کہ یہہ نہایت تقصیر ہی حاصل یہہ کہ جو کچہ کہ اپنی حاجت سے زائد ہو بہائی مسلمانکو دیکر مدد اوسکی کرے اور انتظار اوسکے مانگنے کا نکرے اور مرتبہ دوسرا یہہ ہی کہ اوسکو شریک اپنا کرے اور اوسکا

اسیے جانے اور مال کی آدہوں آدہ بانٹ دیوے آپسمیں اور یہ مرتبہ اوسط درجہ کا ہی اور اسطے
مراتب یہ ہی کہ یہ سب وہ ایثار کا احترام کری تو یہ ہے اونکی حاجت کو مقدم رکھے اپنی حاجت پر
اور یہ درجہ صدیقوں کا ہی جسکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درست کرنے سامان لشکر جہادکے
صحابہ رضی سے مال طلب کیا اوس وقت صحابہ آدہا آدہا مال لے آئے اور آدہا آدہا اپنے گہر والوں کے
واسطے چھوڑ آئے اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر سارا مال لے آئے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کیا چھوڑ آیا تو اے صدیق اپنے اہل وعیال کے سبب عرض کیا صدیق نے
کہ اَللهَ وَرَسُوْلَهٗ تِکَبْی یعنی اللہ اور رسول اوسکا بس ہی اس حضرت نے اور صحابہ کو فرمایا کہ فرق
تم میں اور ابوبکر میں ایسا ہی ہی کہ جیسا انکے فعل میں اور تمہارے فعل میں اور اسی مرتبہ میں داخل ہی
ایثار ساتہ نفس کے یعنے اوروں کی جانکو عزیز رکھے اپنی جان سے چنانچہ منقول ہی کہ ایک جلودنے
واسطے قتل کرنے ایک جماعت صوفیہ کے حکم کیا اور اوس میں شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تہا
جلاد نے چاہا کہ تلوار چلاوے شیخ ابو الحسن آگے آئے اور کہا کہ اول مجکو مار کہ میں دوست رکہتا ہوں
کہ ایثار کروں یعنی ترجیح دوں اپنے بہائیوں کو ساتہ زندہ رہنے کے جب یہ خبر خلیفہ کو پہنچی اونسبہو کو
چھوڑ دیا اور کہا ہی اگلے بزرگوں نے کہ جب کوئی یار کہے کہ اپنے مال میں سے کچہ مجکو دے اور
وہ مال والا پوچھے کہ کتنا مال چاہتا ہی تو وہ لائق دوستی کے نہیں یعنی چاہیے تہا کہ سب مال آگے
لے آتا اور آیا ہی کہ ایک اگلے بزرگوں میں سے ایک یار کے پاس آیا اور کہا کہ چار ہزار درہم کی احتیاج
رکہتا ہوں دیتو اوسنے کہا کہ اسمیں سے آدہی لیجاوے پہر اوس نے کہا کہ دنیا کو اختیار کیا تو نے خدا کے
لائق دوستی کے نہیں اور آیا ہی کہ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہ ولی اللہ کے تہے اوپر ایک مکان بہائی
مسلمان کے آئے اوسکو سامان صندوق اوسکا طلب کیا اور جو کچہ حاجت رکہتے تہے نکال لیا
وہ شخص آیا تو ایک خادم نے اوسکے اس واقعہ کی خبر دی اوسنے کہا اگر سچ کہتا ہی تو تو بسبب خبر کے
واسطے خدا تعالے کے آزاد کیا ہی کہ مجکو ساتہ ایسی خبر خوش کے شاد کیا تو نے اور ایک شخص ابوہریرہ کے
پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجہے بہائی چارہ کروں واسطے خدا کے کہا ابوہریرہ نے کہ بس
کریگے کا تو کہ حقوق برادری کے مشکل ہیں کہا اوس شخص نے کہ کیا ہیں وہ کہو تا جانوں میں کہا ابوہریرہ نے
کہ کوئی چیز نہیں ہی نزدیک دنیامیں دوست زیادہ مجہسے ہولیں کہا اوس شخص نے کہ واللہ میں نہی
اس مرتبہ کو نہیں پہنچا ہوں اور حرج کیا بہا ہوں میں تصدیق کرنے سے مقصر ہوں
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ اگر میں بیس درہم دوں اپنے یار دینی کو

تو بہتر ہی استے کہ تصدق کرون مین سو درہم فقیرون پر اور یہہ بہی فرمایا کہ اگر مین کہانا لاؤن کہ جمع ہون اسپر یار میرے تو بہتر ہی استے کہ آزاد کرون مین بردہ کو اور سب پیروا ایثار مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہے اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایثار کرتے سے یعنی ترجیح دیتے تہے اپنے صحابہ کو سب چیز دینے اپنے پر اور جملہ حقوق یارانہ سے یہہ ہی کہ جیسیکہ غمخواری اوسکی ساتہہ مال کے کرتا ہی مدد اوسکی جان سے ہی واجب جانی اور بیچ حاجتون اوسکی کے پہلے سوال کے مستعد ہوا اور اسمین ہی تین مرتبہ ہیں اعلی اور اوسط اور ادنی لکہا ہی علما نے کہ جیسے بیٹہ کی تو نی حاجت ہی کسی یار کے آگے اور سعی نکی اوسنی تیری حاجت روائی مین تو کہہ اوسپر چار تکبیرین اور گن اوسکو مردونمین اور حدیث مین آیا ہی کہ حقتعالی کے لیے ظروف ہین روی زمین پر اور وہ دل ہین اور بہترین ظرفون کا وہ ظرف ہی کہ صاف زیادہ اور سخت زیادہ اور نرم زیادہ ہو یعنی صاف ہو گناہون سے اور سخت ہو دین مین اور نرم ہو بہائی مسلمانون پر اور قرآن مجید مین اللہ تعالی نے بیچ وصف اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ہی رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ یعنی اصحاب حضرت کے رحیم تہے کہ آپسمین محبت الفت رکہتے تہے اور رحم کرتے تہے اور یہہ جامع ہی غمخواری کی سب قسمونکو یعنی رحم ہوگا تو سب حق اوس سے ادا ہونگی اور نہین تو نہین اور جملہ حقوق یارانہ سے یہہ ہی کہ ساکت ہووے یار کے عیبون سے حاضر و غائب مین بلکہ تغافل اور تجاہل کرے اور رد و کد نکرے اوس چیز مین کہ کہے اور کرے یار اور اگر اوسکو راہ مین دیکہے یا کسی کام مین پاوے تو نپوچہے کہ کہان تہا تو اور کیا کرتا تہا تو شاید کہ وہ ایسی جگہہ گیا ہو یا ایسے کام مین ہووے کہ اوسکے ظاہر کرنے سے حجاب کرتا ہو بسبب اوسکے دوزخ مین پڑیگے یعنی جہوٹہہ بول کر اور اوس بات کو کہ ساتہہ اوسکے مخصوص کیا ہی کسی اور سے نکہے اور بہید اوسکے ظاہر نکرے اگرچہ بعد انقطاع وجدائی کے ہو کہ یہہ علامت بدباطنی کی ہی اور ظاہر کرنے عیب دوستون اور اہل و اولاد اوسکی سے کہ جسمین ایذا اوسکو ہو دور رہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عیب کسیکا اوسکے مُنہہ پر نہین کہا آیا ہی کہ ایک شخص زعفرانی کپڑی پہنے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو آیا بعد اوسکے جانے کے فرمایا کہ اسکے تئین کہہ دینا کہ اگر یہہ رنگ کپڑے سے دور کرے تو بہتر ہی اور اگر کسی سے عیب یار کا سُنا ہووے تو اوسکے منہہ پر آنکر نہ کہے کہ حقیقت مین آپ عیب کرتا ہی اوسکو اور یہہ روش اکثر اہل حسد و نفاق کی ہی اور اگر کسی سے تعریف اوسکی سُنے تو اوسسے کہدے کہ چہپانا اوسکا قبیلہ حسد کے سے ہی اور اوسکی تعریف مین زیادتی نکرے خصوصًا جب کہ مبالغہ مشابہ جہوٹہہ کے ہو یا موجب عجب یا تکبر اوسکا ہو حاصل یہہ کہ جو کچہہ کہ اوسکو ناگوار ہو اوسسے خاموش رہے مگر اور

مریض کی تسلی سے بہتر معروف اور نہی منکر کے ہو اور سکوت کرنے میں اوسکے اجازت ہو کر سکوت
بیان مقرری ہو سکو اور کرامت اوسکی حقیقت میں احسان ہی اور اوسکے حق میں اگر جو ظاہر میں برے
معلوم ہو اور درامر سی من ہی طریقہ حلم و مہربانی کا جاری رکھے اوپر طرف التفریح اور کسی بعض کے
خطا کم کرے اور محبت کرے ماننے کیسے یہ ہی کر اپنی من لگا دکر بسے کہ کر عیب یا نقصان پاتا ہی
ناس سا ہا ہو منحال ہی حضرت یوسف علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہی وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ
النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنے پاک نہیں کرتا ہوں میں اپنے نفس کو یعنے نہیں کہتا ہوں کہ نفس
میرا میل کرنے سے طرف بدی کی پاک ہی تحقیق نفس البتہ حکم کرنے والا ہی برائی کا پس جسکو تو پاتا
ہو باعث نقصان سے تو معذور رکھ اپنے بھائی مسلمان کو اور خیال کر کہ جیسا کہ تو ہیچ دفع کرنے
اس خصلت کے عاجز ہی وہ بھی عاجز ہی اور جسکے تو خدا تعالیٰ کے حقوق میں تقصیر کرتا ہی اگر وہ
تیری حکمی قصور کرے تو کیا ہوا اور بڑا بکنا برائی کا صدلات جو اپنے ویسی ہی اسلیے دعا میں واقع ہوا ہی
یا من اظهر الجميل وستر القبيح یعنے ای وہ ذات پاک کہ ظاہر کیا خوبی کو اور چھپایا برائی کو اور
بحمل ظاہر کرنے خوبی کیسے اور چھپانے برائی کیسے یہ ہی کہ حضرت خدا وند سبحانہ و تعالیٰ نے صورت
ظاہری کو ایسا خوب و زیبا پیدا کیا ہی اور جو کچھ برائی اوسکو تھی بیچ پیٹ میں پوشیدہ رکھا ہی یعنے
پائخانہ و مثانہ محبوب ہر سہی ولکا نزدیک خدا تعالیٰ سے یہ سمجھی ہی کہ متخلق ہو ساتھ اخلاق اسکے
یعنے اسی ہیں اوسکے صفتیں مثل عفو وغیرہ سے کے حاصل کرے اور جسکے حضرت حق جل و علاء نے
ستاروں اور بخلوں کا عیب چھپاتا ہی اور گناہوں کو عفو کرتا ہی اگر تو اپنے رازِ نسبے یا بہتر سے
یہ معاملہ کرنیکا تو کیا ہوگا اور یہ ہی ہی کہ طلب کرنا ایسے مصاحب کا کہ پاک ہووے عیبوں سے
طلب کرنا محال کا ہی اور دور کرتا اوسکے عیب کا موجب ترک مصاحبت کا ہی اسلیے کہ کوئی ایسا نہیں ہی
کہ اوسکے بعض خصلتیں نیک اور بعضی خصلتیں بری ہوں نہایت کا یہ ہی کہ نیکیاں اوسکی غالب ہوں برائیوں پر
اور وہ جانتا کہ اوسمیں کوئی برائی ہو سکتی ہی ایسی لطف مسلمان کے عیب کی ہم سیکوں بری اور یہ عیب
محبت کی نظر سا اور بری العاقلوں کی ہمہ عیب بری جیسا کہ کہا ہی کسی شاعر نے ست وَعَيْنُ
الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ + وَلَكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا + یعنے آنکھ رضا کی عیب
سے تھکی ہوئی ہی و لیکن آنکھ غصہ کی ظاہر کرتی ہی برائیوں کو یعنے آدمی جسے راضی ہوتا ہی اوسکا عیب
نہیں دیکھتا اور جسپر غصہ ہوتا ہی اوسکی برائیاں ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالتا ہی بیت بعید مردم نہیں
مگر بد + اس مبارک نسبے فرماتا ہی کہ مومن ہمیشہ طلب عذر کرنے کے ہی اور منافق ہمیشہ تجسس کرنے عیب کے

ہی اور فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوانمردی یہہ ہی کہ اوپر لغزش بہائیونکے خطا نہ پکڑے تو
اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالی سے پناہ پکڑو بری ہمسایہ سے کہ جب بہلائی دیکہے ڈانک دے
اور جب برائی پاوے مشہور کرے اور جیسا کہ واجب ہی کہ زبان برا نہون یا بری کسیسے روکی اسطرح لازم ہی
کہ دل سے بہی سکوت کرے اور سکوت دل کا یہہ ہی کہ گمان بد نہ لیجاوے کہ گمان بد غیبت دلکی ہی پس اوسکے
فعل کو جب تک کہ ہوسکے بہلائی پر حمل کرے اور اگر یقین تجکو ہو ساتہہ دیکہنے عیب اسکے تو حمل اوپر سہو اور
نسیان کے کرے تو اوسکو سمجہہ کہ ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو معذور رکہے تو جان کہ منشا گمان بد کا یا تو ساتہ
تفرس کے ہی یعنے ساتہہ پائے جانے قرینہ اور علامتونکے کہ اسنے بے اختیار حقیقت اوسکے دلمین
بیٹہی ہی جیسیکہ ایک شخص کو دیکہی تو کہا ہمیشہ دنیا طلب کرنے صدر و بالا نشینی کے ہوتا ہی اور اگر کوئی
اوسکو منع کرتا ہی تو لڑتا ہی اور تمام اوقات اوسکی ساتہہ ذکر کرنے اس بات کے اور طلب کرے اسباب
اسکے گذرتی ہی بے اختیار گمان ہوتا ہی کہ یہہ متکبر ہی اور دفع اس گمان کا ساتہہ تکلف کے ممکن
نہین ہی اور جب تک ہوسکے قصور نکہ سے اس گمانکے دفع کرنے میں اور ایک قسم ہی کہ منشا اوسکا
بداعتقادی ہی اور یہہ ممنوع اور بری ہی ہر مسلمان کے حق مین مصاحب ہو یا غیر مصاحب حدیث میں
آیا ہی کہ حرام ہی مومن پر کہ گمان بد کرے اپنے بہائی مسلمان پر اور یہہ بہی فرمایا ہی کہ دور رکہو
اپنے تئین گمان بد سے کہ وہ ایک قسم ہی جہوٹ کی اور جو کوئی کہ بداعتقادی جو فعل کہ کسیسے دیکہتا ہی
اگرچہ دو وجہ رکہتا ہو البتہ اوسکے تئین بری ہی وجہ پر حمل کرتا ہی ۔ بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار + نامہ خود
خواند اندر حق یار + اور باعث بدگوئی اور عیب جوئی پر اکثر حسد ہی کہ حاسد کی نظر مین سوا برائی کے
کچہ نہین نظر آتا اور اگر نیکی دیکہی تو برا جانتا ہی اور بعضونکو باعث بدگوئی اور عیب جوئی کا یہہ ہوتا ہی کہ اگر
مین اظہار اعتقاد کا کرون تو مبادا مجکو برا جانین اور کم اوسے دیکہین یعنے ایک شخص اسکے نزدیک
واقع مین اچہا ہوتا ہی لیکن لحاظ مذکور سے اسکی بہلائی نہین کہتا بلکہ برا کہتا ہی اور درپی عیب
جوئی کے رہتا ہی اور یہہ ہیچ معنی اختیار نار کے ہی بسبب عار کے سبب سے آگ دوزخکو اختیار کرتا ہی
کمال نادان ہی اور بعضونکی اصل خلقت ہی بداعتقادی و بدباطنی پر ہوتی ہی اور اسکے کچہ دوا مین اور
سینہ حاسد کا ہمیشہ کینہ اور عداوت سے بہرا رہتا ہی جب تلک کہ مجال کلام کی نہین پاتا ہی پوشیدہ ہی
یعنے کینہ و عداوت اور علامت اوسکی یہہ ہی کہ وقت فرصت مین یعنے جہاں مجال کلام کی پائی
اوسکے ظاہر کرنے سے درگذر نہین کرتا ہی حاصل یہہ کہ بیچ عفو کرنے قصور لوگونکے تصور کرے اور
جس مجلس مین کہ بیٹہے جو کچہ سنا ہو نہ سنا جانے کہ یہہ بہی امانت ہی لکہا ہی علمانے صُدُورُ الاَبرار

ونو الاکمرادیمی سہ سکوت کے ذریں ہیں عیب دیکھی جیسی مردے قبر میں پوشیدہ ہیں کہ کوئی اُنکے حال سے واقف
نہیں پس جس نے عیب دیکھا حال ہی بائی سو پس اور بعضوں نے کہا ہی کہ دل احمق کا منہ میں ہی اور عاقل کی زبان بیچ اوسکے
دل کی جو کچھ آتا ہی جھٹ پٹ کہہ بیٹھتا ہی اور عقلمند اسے دل ہی میں رکھتا ہی اور بعضے اگلے بزرگوں سے
کہا ہی کہ جب چاہی تو کسی سے دوستی کرے تو اول غصہ دلا کر بعد اوسکے کسیکو اوسکے پاس بھیج کہ اوسے
میرا حال پوچھے پس اگر اچھا کہا اوسنے یا ساکت رہا تو لائق دوستی کے ہی ورنہ دور رہ اوسسے اور جانے
کہ ہر حال میں بات رہے ان امور پر کہ مذکور ہوئے آور یہ حسد اور ریا اور طمع اور حواس نفسانی کے
مسبب ہو کر بہ صحبت مذکور نکلی ہی اور جانیے کہ جو کچھ کہ دوست رد و قدح اور مناقشہ کرے تو الگ ہو جائے
کہ بہت برا اسباب ہی واسطے کینہ کے اور موجب انقطاع اور بغض کا ہی اور بہت مشتمل ہی اوپر مکر اور ایذا
اور برا کہنے اور حقیر جانے اور جاہل اور احمق سمجھنے کے اور بہت باعث عداوت و دشمنی کے ہیں
پس برا جانتا اور دوستی کر لی جمع نہیں ہوتی اور کیونکر جمع ہوں کہ انہیں منافات کلی ہی کہا ہی علماء نے
کہ جب کسی یار کو کہے تو اوٹھ پس وہ کہے کہاں چلنے کے لیے اوٹھوں تو وہ لائق دوستی کے نہیں بعد
ابو سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ میرا ایک یار تھا جب وہ مال مانگتا تھا میں تو تھیلی مال کی مری
آگے رکھ دیتا تھا ایک روز اوسنے کہا کہ کس قدر دو میں اوس دن سے حلاوت دوستی کی کدر کرتا تھا میں پری
سہ تمام حقوق یاران کے اوس قبیل سے ہی کہ متعلق ساتھ سکوت کے ہیں اور بعضی حقوق یاران کے وہ ہیں
کہ متعلق ہیں ساتھ کلام کرنیکے اسلیے کہ جسیکہ بھائی چارہ تقاضا کرتا ہی سکوت کرنیکو عیبوں سے ایسا ہی
تقاضا کرتا ہی سلائیوں کے بیان کرنیکو اسلیے کہ جو کوئی کہ ہمیشہ سکوت میں ہوتا ہی بیچ حکم مردوں کے ہی اور
اور غرض سکوت سے نکتا ایذا اور معاندہ بات سی ہی اور غرض بھائی چارہ سے برا دور کرنا ایذا ہی کا
بس ہی ملکہ پہنچانا منفعت کا بھی ہی پس جو کچھ کہ متعلق ہی ساتھ خبرگیری احوال کے اور راضی
کر لینے دلکے اوس سے سکوت کرے کہ سکوت یہاں نہ کرنا کلام کرنے کے ہی اور یہ بھی ہی کہ یہ باعث
زیادتی محبت کا ہی حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی دوست رکھے تم میں سے اپنے بھائی کو پس چاہیے
کہ اوسکو خبر دیوے اسلیے کہ محبت طبعی ہی پس خبر دینا محبت کا باعث زیادتی محبت ہوگا اور اسی
قبیل سے ہی یہ کہ اوسکو غائبانہ اور سامنے حاضر اسکے نام نیک کے ذکر کرے کہ وہ اوس نام کو
دوست رکھتا ہو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ تین چیزیں باعث زیادتی محبت کی ہیں
سلام علیک اول کرے اور مجلس میں جگہ دیوے اور اوسکو ساتھ بہتر نام کے ذکر کرنا اور اسی
قبیلہ سے یہ ہی کہ تعریف کرے تو اوسکی اون خوبیوں کی کہ جانتا ہی تو حضور غائبانہ اور مستحق اُنکا

کہ دوست رکہتا ہی وہ کہ اوسکی آگے تعریف اوسکی کیجا وے کہ یہ تراسبب ہی زیادتی محبت کا اور ایسی ہی
تعریف کرنی اوسکی اہل اولاد کی اور اوسکی صفت کی اور اوسکی فعل خلق کی اور اوسکی بیات اور تکت
اور شعر اور تصنیف کرنیکی اور اور تمام اون چیزونکی کہ خوش ہووی وہ تعریف کرے اور نکیسے ولیکن چاہیے
کہ اسکی آمیزش ریا اور جہوٹ کی نہو بلکہ جو کچہہ کہ لائق تعریف کرنیکے ہو تعریف کرے **ف** مراد تعریف
کرنے سے تعریف کرنی غائبانہ ہی اسلیے کہ سامنے تعریف کرنی منع ہی آیا ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسیکی تعریف کی اوسکی منہ پر حضرت نے فرمایا واسے تحکو کاٹی تونی گردن
بہائی اپنے کی تین بار فرمایا یہ استہے اور یہ منع اسلیے ہی کہ باعث عجب و تکبر کا ہوتا ہی اور فتاوی
عالمگیری مین لکہا ہی کہ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہی ایک تو یہہ ہی کہ تعریف کرے اوسکی اوسکے
منہ پر یہہ قسم تو وہ ہی کہ منع کیا گیا ہی اوس سے اور دوسری یہہ ہی کہ تعریف کرے اوسکی غائبانہ لیکن
جانتا ہی کہ خبر تعریف کی اوسکو پہنچیگی پس یہہ بہی ممنوع ہی اور تیسرے یہہ ہی کہ تعریف کرے اوسکی
غائبانہ اس حال مین کہ نہ پروا ہوا اوسکے پہنچنے نہ پہنچنے کی اور تعریف کرے اوسکی ساتہ اوس چیز کے
کہ اوسمین ہی پس اس تعریف کا مضایقہ نہین استہے پس مراد حضرت شیخ کی تعریف کرنے سے تعریف
کرنی تیسری قسم کی ہی اگرچہ وہ سن لے اور خوش ہو لیکن اسکو وقت تعریف کرنیکے یہہ خیال نہو واللہ اعلم
بالصواب اور اسی قبیلہ سے ہی یہہ کہ جس کسی سے غیبت اور مذمت اوسکی سنے صریحاً یا اشارةً حمایت
اور رعایت اوسکی کر کر حق یاریکا بجالاوے کہ سکوت یہان شیوۂ محبت سے دور ہی اور اگر خوف شر
و فساد کا ہو تو خاموش رہے تو ولیکن چاہیے کہ راضی نہو وے نہو اور اگر اوس مجلس سے باہر نکل سکے
تو بہتر ہی حاصل یہہ کہ یار کو ہمیشہ پیش نظر رکہے تو بلکہ اوسکو مثل اپنے جانے اور مدار تمام حقوق آداب کا
اسی پر ہی حدیث مین آیا ہی کہ تمام نہین ہوتا ایمان ایک کا تم مین سے جبتک کہ دوست رکہے اپنے
بہائی مسلمان کے سلیے اوس چیز کو کہ دوست رکہتا ہی اپنے سلیے اور اسی قبیلہ سے ہی نصیحت کرنی اوس چیز
کہ متعلق ہی اسکے دین کی اور نافع ہی امور دنیا مین کہ احتیاج اچہی بات سیکہنے کی زیادہ ہی احتیاج مال سے
اور طریقہ نصیحت کا یہہ ہی کہ آگاہ کر یتو اوسکو اوپر فوائد فعل کے اور آفتون اوسکیکے اور فعل کی آفتون سے
ڈراویتو اور اوسکے فائدون پر مطلع کریتو تاکہ وہ متنبہ ہو وے اور نصیحت یہہ ہی کہ خلوت مین کریتو
کہ جہان کوئی اور نہو کہ اوسکے عیب پر مطلع ہو اور برملا سکے تو اور لوگون پر ظاہر کرے تو
کہ یہہ فضیحت کرنی ہی نہ نصیحت اور ایسا ہی طریقہ تہا اگلے علما کا کتاب وعظ اخوان مین لکہا ہی
کہ ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ آیا دوست رکہتے ہو تم اوسکو کہ خبر کرے تمہارے عیبونکی

اور دوں نے کہا کہ اگر محض واسطے حسد کے کرے کہا لوگوں نے کہ وہ کیونکر ہی کہا کہ نصیحت
برے تنہائی نصیحت کرے برملا اور فرق درمیان توبیخ اور نصیحت کرنیکے ساتھ اظہار اور پوشیدہ
کرنیکے ہی یعنے اگر ظاہر کہا سمجھا سکو توبیخ کہیں گے اور اگر پوشیدہ کہا نصیحت کہیں گے جیسے کہ فرق
درمیان مدارات اور مداہنت کے ساتھ عوض کے ہی کہ باعث ہی تغافل پر اگر غرض چشم پوشی
اور تغافل سے اصلاح دین اپنے کی اور اصلاح دین بھائی مسلمان کی ہی تو وہ مدارات ہی اور
سوا دین دار رہیگا اور اگر باعث واسطے حظ نفس اور حاصل کرنا خواہشوں نفس کا ہی تو وہ مداہنت ہی
اور حرام نصیحت سے بسبب محض حسد اور حاصل کرنے ہی سوال اسکی یہ ہی کہ کوئی شخص کسیکو خبر دے
کہ تیرے کپڑے میں بچھو اور سانپ چھپا ہی نکال ڈال کہ ایذا پہنچا دیگا اور وہ غصہ میں آجاوے تو شک
نہیں ہی اس کہنے میں محض اسکی حماقت سے ہی اور تمام بری خصلتیں بمنزلہ سانپ اور بچھو کے ہیں کہ ارواح اور
دلونکو کاٹینگی اور گور میں بصورت سانپ اور بچھو کے ہوں گی اور اطلاع عیوب پر ایک فائدہ ہی
صحبت کے فائدوں میں سے یعنے اچھی صحبت کا ایک یہ بھی فائدہ ہی کہ اپنے عیبوں پر آدمی مطلع
ہو جاتا ہی بسبب مطلع کرنے صاحب نیک کے اور اگر یہ فائدے صحبت میں حاصل ہوں تو گوشہ
نشینی ہی بہتر ہی اور اسی سبب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المؤمن مرآۃ المؤمن
یعنے مومن آئینہ مومن کا ہی یعنے جیسے آئینہ میں عیب چہرہ کا معلوم ہو جاتا ہی ایسی مسلمانکو چاہیے
کہ مسلمان بھائیکو اوسکے عیب پر مطلع کر دیوے لیکن اسطرح کہ کسی اور کو خبر نہو آیا ہی کہ جب
سلمان فارسی صحابی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر نے اونسے پوچھا
کہ آیا کوئی بات میری ایسی سنی ہی تو نے کہ مکروہ رکھتا ہو اونہوں نے کہا جانے دو کلا بہ اصرار
کیا حضرت عمر نے اور کہا کہ ضرور کہو تو تحقیق کہ سنا ہو تمنے سلمان نے کہا کہ سنا ہی میں نے کہ دو
جوڑے رکھتا ہی تو ایک دن میں پہنتا ہی اور ایک رات میں اور کہانے پر تیرے دو سالن جمع
ہوتے ہیں یعنے یہ بات مجھے ناگوار معلوم ہوئی اونہوں نے کہا کہ کچھ اور بھی سنا ہی پر سلمان نے
کہا نہیں اور یہ بھی آیا ہی کہ حذیفہ مرعشی نے یوسف بن اسباط کو کہا کہ میں سنا ہی کہ تمنے اسا دس
دکوڑیکو بیچ ڈالا یعنے سنا ہی میں نے کہ دودھ والے کے پاس گیا تو اور کہا کہ کسی کو بیچتا ہی تو یہ
دودھ اوسنے کہا آٹھ کوڑیکو تو نے کہا چھ کوڑیکو دے اور وہ سمجھا تھا اوسی چھ کوڑیکو
دیدیا یعنے دو کوڑیوں کی رعایت کروالے گویا مانگا ہوا اسکا اور یہ نقصان ہی دین کا اسمار ہو
تا ملاپ ہو وے تو اور نصیحت اوس عیب میں مقصد ہی کہ وہ غافل ہو اوستے اور بد درت

رکہتا ہو اوسکے دفع پر اور اوس عیب مین کہ طبعی ہو اور تابعدار نفس کا ہو نصیحت فائدہ نہین کرتی
پس اگر پوشیدہ رکہتا ہی تجسے وہ عیب تو چاہیے کہ زبان پر نہ لاوے تو اور تجاہل اور تغافل کرے
اور اگر ظاہر کرے نصیحت مین مبالغہ کر اور اگر یقین ہو کہ فائدہ نہین کرتا ہی نصیحت کرنا تو سکوت
اولی ہی اور طریقے صحابہ کرام کے آپسمین مختلف تہے مذہب ابو درداء اور حضرت عمر اور بعضی
اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہہ تہا کہ جب یقین ہو کہ نصیحت اوسکو فائدہ نہین کرتی ہی اور مصر گناہ پر
ہی تو انقطاع اوسے اولی ہی اسلیے کہ جب وہ رضاء خدا مین نہوا تو تو اوسکی رضا مین کیونکر ہوگا
یعنے جب اوسنے اللہ تعالی کی رضامندی نکی تو تجکو بہی اوسے راضی رہنا نچاہیے اور مذہب
ابو درداء اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعضی صحابہ رضی اللہ عنہم کا برخلاف اسکے تہا وہ
کرتے تہے کہ جب متغیر ہووے حال تیرے بہائیکا تو ترک اوسکو مت کر شاید کہ اصلاح پذیر ہو اور
اسی سبب سے کہا ہی علمانے کہ اوپر لغزش قدم عالم کے گرفت نکرے کہ وہ اپہی ترک کر دیگا
اور حکایتین بزرگونکی اس باب مین بہت ہین حاصل یہہ ہی کہ طریق اول اہم یعنے ضروری ہی اور
طریقہ دوسرا اوہر پانیکا یہہ تمام ہیچ اون امور کے ہی کہ متعلق ہی ساتہہ آراستگی دین یا دنیا بہائی
مسلمانکے اور جو کچہ کہ متعلق ہی ساتہہ تقصیر کرنے اوسکے تیرے حق مین تو واجب اوسمین تحمل اور عفو
اور تغافل اور تجاہل ہی ہی لیکن اگر ایسی تقصیر ہو کہ ہمیشگی اسکی باعث انقطاع کی ہو تو اوسکا ظاہر کر دینا
بہتر ہی اور اولی یہہ ہی کہ کنایہ یا رقعہ لکہہ کر مطلع کرے صریح و بالمشافہہ نکہے اور چاہیے کہ بہرحال غرض
تیرے یارانہ اور بہائی چارے سے نفع پہنچانا اوسکو رعایت کرنی یا نفع لینا ہو باوجود اسکے کہ تیرے
حق مین تقصیر واقع ہو ابو علی رباطی کہ اولیا مین سے ہین کہتے ہین کہ مین چاہتا تہا کہ ساتہہ عبد اللہ
رازی کے کہ وہ بہی اولیا مین سے تہے یارانہ اور ارتباط پیدا کرون اور وہ ارادہ سفر کا رکہتے
تہے پس کہا عبد اللہ نے کہ اے ابو علی تو امیر بنے گا یا مین مینے کہا کہ تم ہی بنو کہا عبد اللہ نے
چاہیے کہ بہرحال تابع اور مطیع میرا رہے تو اور جو کچہ کہو مین وہی کرنا پس باہر نکلے ہم اتفاقاً ایک
رات مینہ برسا عبد اللہ نے ایک چادر لی اور مجکو اور اسباب کو اسکے اندر لے لیا اور تمام شب میرے
سر پر تانے ہوئے کہڑے رہے مینے کہا کہ تہوڑی دیر مجکو بہی دیجیے کہ خدمت کرون کہا عبد اللہ نے
کہ مینے نہ کہا تہا کہ میری اطاعت لازم رکہنا اور مجکو امیر اپنا جاننا یعنے یہہ بہی اطاعت مین داخل ہی
کہ جو کچہ مین کرون اسمین چون و چرا نکر اور اقتضا میری سرداریکا یہی ہی کہ جو مین کرتا ہون اور جملہ
حقوق یارانہ مین یہہ بہی ہی کہ دعا کرنی اسکے لیے حالت زندگانی اور موت مین لازم گنے تو اور جیسا کہ

اپنے لیے اور اسے اُس کے لیے دعا کرنا ایسی ہی اپنے بھائی مسلمان کے لیے دعا کرنا اور حقیقت میں دعا کرنی اسکے لیے رجوع میری طرف کرنی ہی یعنی مجکو بھی اوسے فائدہ ہوتا ہی حدیث شریف میں آیا کہ جو کوئی دعا کرتا ہی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ فرماتا ہی اللہ تعالی کہ اول تجہی سے شروع کرتا ہوں یعنی اول تیری مراد بر لاؤنگا پہر اوسکی اور ایک حدیث میں آیا ہی کہ دعا مسلمان کی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ رد نہیں کیجاتی ہی یعنی مقبول ہوتی ہی ف اور ایک حدیث میں آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مرد مسلمان کی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ مقبول کیجاتی ہی اور دعا کرنیوالے کے سر کے پاس فرشتہ موکل ہوتا ہی کہ وہ شخص جب یہ دعا کرتا ہی اپنے بھائی کے لیے مسلمان کی کہتا ہی وہ فرشتہ کہ معنی ہی آمین وَلَكَ بِمِثْلٍ یعنی یا اللہ قبول کر اور تیرے لیے بھی مثل اسکے ہوئیے وہ فرشتہ دعا کرنیوالے کی طرف خطاب کرکے یہ کہتا ہی اور ایک روایت میں آیا ہی دو مثل اوسکے ہو یہ حدیث صحیح مسلم میں ہی حاصل یہہ کہ فرشتہ اسکے لیے دعا کرتا ہی پہر دیکھا چاہیے کہ کیا فضیلت ہی کسیکے لیے غائبانہ دعا کرنی کہ فرشتہ اسکے لیے دعا کرتا ہی ابو دردا صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دعا کرتا ہوں اپنی سجدہ میں ستر آدمیوں کے لیے اپنے یاروں میں سے نام بنام اور بعضے سلف سے منقول ہی کہ دعا کرنی مُردوں کے لیے مانند تحفہ کے ہی زندوں کے لیے اور جو کوئی دعا کرتا ہی مُردوں کے لیے فرشتے اوس دعا کو نور کے طباقوں پر رکھکر آگے میت کے لیجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ تحفہ ہی تیرے لیے تیری بھائی کی طرف سے پس خوش ہوتا ہی دوست جیسا کہ خوش ہوتا ہی زندہ تحفہ سے اور جملہ حقوق یاری کے یہہ بھی ہی کہ ساتھہ یار کے وفا اور اخلاص رکھے تو آدمی وفا کے یہ ہیں کہ ہمیشہ محبت پر ثابت رہے اور بعد اسکے مرنیکے اسکے لیے دعا خیر کرے اور ساتھہ اولاد و متعلقوں اسکے احسان دریغ نکرے کیونکہ محبت اصلی آخرت کے ہی پس اگر پہلی موت کے منقطع ہوجاوے تو بے فائدہ ہی حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک بڑہیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی حضرت نے توقیر و خاطرداری اوسکی کی اور احوال پرسی کی صحابہ نے پوچھا کہ یہہ کون ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ خدیجہ کے دنوں یعنی جب وہ زندہ تہیں تو یہہ آتی تہی پس اچھی معلوم ہوتی ہی یہہ مجکو کہ خدیجہ کو یاد دلاتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ عہد نیک ایمان سے ہی اور جملہ وفا سے ہی رعایت کرنی متعلقان دوست کی کہ یہہ دوست کے نزدیک پسندیدہ تر ہوتی ہی بہ نسبت رعایت کرنے اسکے اور کمال محبت واتحاد کا یہہ ہی کہ محبت محبوب سے گذر کر پہنچے اوس تک کہ متعلق ہو اوسکا تا اگر کتا اوسکا ہو تو نزدیک ممتاز اور گنو ہے اور اسیلیے کہا ہی علماء نے کہ ہر وہ محبت حق کا یہ ہی کہ ہر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھیں اسلیے کہ

کہ محبت خداتعالیٰ کی بسبب انعام واحسان اوسکے ہو اور یہہ آمیزش رکہتی ہی ساتہہ غرض کے لیکن محبت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سبب سے کہ محبوب حق کے ہین ثمرہ صدق محبت کا ہی ساتہہ حق کے اور ثمرہ محبت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ہی کہ محبت رکہین اونکی آل کی اور جملۂ وفا سے یہہ ہی کہ کسی امر مین امور دینی
اور دنیوی سے حسد آپسمین درمیان مین نہو کہ فائدہ دوست کا عین فائدہ اسکا ہی اور جملۂ وفا سے
یہہ ہی کہ متغیر نہو لطف و تواضع اسکا ساتہہ بہائی کے اگرچہ نہایت جاہ و مرتبہ کو پہنچے ہرچند کہ یہہ نہایت مشکل ہی
بعضی حکمانے کہا ہی کہ حب بہائی پر احکومت و مرتبہ پاوے اگر آدہی محبت بہی باقی رہے اوسکی تیرے
ساتہہ تو وہ پوری ہی ہی یعنی اسلیے کہ اس صورت مین اسقدر رعایت کرنی ہی غنیمت ہی مرتبہ کو پہنچ کر محبت پہلی سی
توکہان باقی رہتی ہی لیکن چاہیے کہ خلاف شرع چیزونمین موافقت دوست کی نکرے کہ یہہ وفا سی نہین ہی
بلکہ وفا اسکے ترک ہی مین ہی اور جملۂ وفا سے یہہ ہی کہ بعد از مفارقت دوست کے بہت غمگین رہیے تو
اور اوسکی یاد مین رہے اور ایکبارگی فراموش نکر تو کہ یہہ شیوہ منافقونکا ہی اور جملۂ وفا سے یہہ ہی
کہ بات صاحب غرض کی اوسکی حق مین نسنے تو خصوصًا اوس کیسی کہ اپنے کو لباس دوستی مین ظاہر کر کر
کہی ہو اسکی بات ہرگز قبول نکرنا اور جملۂ وفا سے یہی کہ دوست کے بدخواہون سے یارانہ نرکہے تو
اور جملۂ وفا سے یہی کہ دوست کی جفا پر صابر رہے تو کہ ہمیشگی محبت کی بدون اسکے مشکل ہی اسلیے
کہ صاحب محبت غرض کی ہمیشگی نہین رکہتی اور جملۂ حقوق یارانہ سے یہہ ہی کہ تکلف یارونکے درمیان مین نہو اور
یہہ تکلف مین سے ہی کہ ایسی چیز کا بوجہہ اوسپر رکہے کہ اوسپر گران ہووے قسم حاجت یا ہم سے
بلکہ قصد یاری سے یہہ ہو کہ تو بوجہہ اوسکا اوٹہاوے اور خدمت کرنا اور جملۂ تکلف سے ہی معتقد
ہونا تواضع کا اور انتظار کرنا تعظیم کا دوست سے یعنی متوقع اور منتظر رہنا تواضع و تعظیم کا اسکی جانب سے
کہ یہہ طریق محبت سے دور ہی اور جملۂ تکلف سے ہی کہ دوست سے شرم رکہے تو اون چیزونمین
کہ تجکو خوش آوین قسم کہانے اور سونے اور بیٹہنے اور اوٹہنے اور تمام امور سے کہ یہہ طریق اتحاد سے
دور ہی اور حکایات سلف کی اس مقدمہ مین بہت ہین اور تکلف سبب انقطاع محبت کا ہی اور تکلف کرنیوالی سے
ہمیشگی محبت کی متصور نہین اور بے تکلفی سے ہی یہہ کہ محب بر سبب ترک کرنے نوافل عبادات کے اعتراض نکرے بعضی
صوفی شرط کرتے تھے چار چیزونکی بعد اسکی دوستی کرتے تھے اول یہہ کہ اگر یار تمام سال یعنی سوای رمضان مبارک کے
افطار کرے تو نکہے کہ روزہ رکہہ دوم اور اگر تمام سال یعنی سوای عیدین اور ایام تشریق کے روزہ رکہے تو نکہے کہ افطار کر سوم اگر
تمام شب سووے یعنی بعد نماز عشا کی تو نکہے کہ اوٹہہ اور اگر تمام شب نماز پڑہتا رہے تو نکہے کہ سو رہ اور محبت تمام حالتونمین
یکسان رہے بعضے صحابہ نے فرمایا ہی کہ خداتعالیٰ لعنت کرتا ہی تکلف کرنیوالونکو اور اہل تکلف اکثر ریاکار ہوتے ہین

اور کہاں علما سے کہ ظاہر کیا ہر دو ح کا آپس کے بہانہ کے رہا اس ہی کہ یہاں اتحاد ہی جیسے
جہاں اتحاد دو سے نکلی ہوئی ہی تو وہاں بیان کرے اسے اعمال کیسے ہو وہیں سطور پر
ہوئی بلکہ مقصود بیان واقع اور رحمت ڈالا دوست کا ہوتا ہی اور بعض بیان کرتے حقوق ادا کر
اور آداب محبت کی دشوار ہی اور مثل یہ ہی کہ تمام حالتوں میں تمام اعسار اور جو اس سوال ہم
صدیث اور صفت دوست کے رکھے اور ظاہر و باطن میں مخلص اور محبت سے جسکو جمال سے
ازل سے ہوتی و محبت پیدا کیا ہی سے تکلف او سے تمام آداب سرزد ہوتے ہیں اور جسکو کہ اگر
میں مرحلی پیدا کیا ہی بر حسد تکلف کرتا ہی آداب میسر نہیں ہو سکتے ہوں جیسے دیر بواسطہ پیلا در حقا
تکلف اسے تنگی لگا دو کہتا ہی پھر اس وقت بمقتضای طبعت پر چلنے لگتا ہی واللہ الموفق والمعین

فصل چوتھی بیچ بیعنے آداب صحبت اور ہمنشینی کے ساتھ اقسام خلق کے منتخب چند کلام حکمائے
جانا جائے کہ اس کاموں میں توسط یعنے میانہ روی محمود ہی اور کمی زیادتی دونوں بری ہیں تمام
رہ دیکھکر کے تو آمیز کر دوں بدلت سکے محصول برکات از دیسے جو مجمع کہ گیا و معائنہ ہوں جیسے
جلسے کہ اسکے مجمع بار بار دیکھے مجمع او جو مجمع کہ باعث ثواب ہیں واسطے مجمع درس و وعظ کے انکی
شرکت بھی حیلے وسعت ثواب کیا ہی حق مجلس میں سے بیٹھے مرطرب دیکھے جیسے امیر اکیلے ہر
اور بیچ جگا میں ہی آورد رو او جیسا اور جنگ ہو سکے رو بعض عشرہ کلام سب ست کرا دے بالکل خاموش
ہی نہ رہ اور نکلنا نہیں چیخنا اڑسی اور انگوٹھی سے نہ کھیل سکے نہ دوڑ دانہ میں خلال کر لیے
پیاسے پر لوگ دیکھے کر دہ دیکھکر کس کیا و بیگے ناک میں انگلی بکثرت کہنا کس سمیں آور تھوک میں اور
بھی ہو سیر یہ سب ہے سب نہ او ترا احوال سامنے لوگوں کے نہ لے آور ہمیشہ انگڑائی نہ لیا رہ آور پیر دم نکیہ
نہ لگا آور باؤں دراز نکر آور کلام منقفا اور مسجع مت کر کہ علامت بیہودیوں اور مسکر دیکی ہی اور کلام
بساتھ ترتیب و اطمینان کے کہ جو کوئی بات کرے کان رکھے سنے اور سکو اچھی طرح سمجھ سب سکر
یعنے اسلیے کہ سنے تمیری ہی اور لوگ کبیر اسے ہیں ارستے اور طلب بات کے دو ہر اسکی بکر میں کی اور
اور قصے کہانیوں سے جاہوں سے جو ہم بیٹھے اور شعرا ور تصیدا ہی کے اور ساتھ ہادس جیسے کے کہ کم
ہی ساتھ اپنے تجھ کر گھر گئے ہیں ہم لیلے اور جس میں ہر سکو آپ سے بیل حاسد عورتوں کے
از اسنے نکر آور حاسد علاج سیکھے خوار ہی بر کہہ جاجتو سمیں الحاج لیسے مبالعہ مکر ظلم ہر دل سب ہرہ
آور اور کسیکو بطلم بر دلیر نکر اسی ایل لذلاذ کو جیسو ساحبی کو مہد اور مال بطلع نکر اسلیے کہ اگر
کری پوا اسباب کر مے اور اگر بہت ہی ہو مارا قہ ہی شے ایسے اور راہ حسب کے تحقیق منت سب کر

اور نرمی بھی حد سے زیادہ نکر لونڈی اور غلام سے ٹھٹھا نکر کہ وقار تیرا جاتا رہیگا جلدی نکر یعنے امور مین
جو کچھ سکے سوچ کر کہہ دشمنی مین یا و فا رہ اشارت نا تہذیب بہت نکر یعنے جیسے عادت ہی بعضے بے تمیزونکی
کر یا یہ بیجا کر بات کرتے ہین بادشاہونکے نزدیک نہو اور اگر ہو وے بھی تو ہشیار رہ اُنکے قرب پر
مغرور نہو اُنکے انقلاب یعنے اُلٹ پلٹ کر ڈالنے سے نڈر نرہ آور مخالف اُنکے نکہہ آور اُنکے
اہل و اولاد کی بات مین دخل نہ دے اور کسیکی اولاد کو اُسکے سامنے بُرا نکہہ کہ کسیکو اپنی اولاد کی
اولاد کی خوشی نہین آتی ہی اور اگرچہ وہ آپ بھی کہے تو تو موافقت اوسکی نکر اور دوستی نعمت
کیسے دور رہ اور مال کو بہتر آبرو سے نکر یعنے جیسے عادت ہوتی ہی طامعونکی کہ آبرو کھو کر مال
کماتے ہین اور جب مجلس مین آوے پہلے السلام علیک کہے اور جہان کہ جگہ پاوے
بیٹھ جا اور جسکے پاس سے بیٹھے خاص اوسی سے سلام علیک نکرے بلکہ سب سے کرے بے ہمراہ
نہ بیٹھ اور اگر بیٹھے تو چاہیے کہ نظر کو بند کرے یعنے نامحرم کو نہ دیکھے اور مظلوم و ضعیف کی
مدد کرے اور راہ بھولے کو راہ بتاوے سلام کا جواب دے سائل کو دے اچھی بات سناوے
اور بُری بات سے منع کرے راہ مین مصاحبون سے سبقت نکر جانب قبلہ کے اور داہنی طرف کے
تھوک نہین بلکہ بائین طرف یا پانوں کے نیچے راہ مین اکڑتا اور اتراتا نہ چل اور آواز بلند نکر یا دنیا کے
ساتھ ہمنشین نہو اور اگر ہو وے تو غیبت نکر یعنے کسی اور کی اوسکے آگے اور نہ اوسکی اوروں کے
آگے اور جھوٹ نہ بول اُسکے آگے اور بھید اوسکا ظاہر نکر ہر وقت اوسکے آگے حاجت نہ لیجا اور
زبان آراستہ کر اور بات واضح کہہ اور مذاکرہ بادشاہونکے اخلاق کا کر اور خوش طبعی کم کر اور
اونکے غصے سے پرحذر رہ اعتماد اور دوستی دنیا دارونکے نکر اور اونسے بے تکلفی نکر اور بعد
کہانیکے کی انکے خلال نکر رد و قدح انکا نکر اور اونکے حرم یعنے ناموس مین خیانت نکر اور عوام کے
ساتھ نہ بیٹھ اور اگر بیٹھے بھی تو اونکی باتو نمین شریک نرہ اور اونکی واہی باتون پر کان نرکہہ
اور انکی سختیون سے تغافل کر اور خوش طبعی بہت نکر کہ اوس سے آبرو جاتی ہی اور کینہ پیدا ہوتا ہے
اور دوستی جاتی رہتی ہی اور خوش طبعی فقہا کو عیب دار کرتی ہی اور حکیم کو بے اعتبار اور دلکو
مردہ کرتی ہی اور خدا سے دور کرتی ہی اور غفلت پیدا کرتی ہی اور خواری ظاہر کرتی ہے
اور جس مجلس مین کہ خوش طبعی اور لہو و لعب ہو وقت اوٹھنے کے یہ دعا پڑھے تاکہ جو کچھ کہ اس
مجلس مین سرزد ہوا ہو عفو ہو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ف اس دعا کو کفارۃ المجلس کہتے ہین ابو ہریرہ رض

روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بیٹھے کسی مجلس میں اور بہت ہووے اوس میں لغو پس کہے
پہلے اٹھنے کے یہ دعا تو بخشا جاتا ہی جو کچھ کہ ہوا ہی اوس مجلس میں اور ایک روایت میں منقول ہی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں یا نماز پڑھتے تو پڑھتے چند کلمات یعنی جو کہ آگے مذکور ہوتے ہیں پس
پوچھا میں نے اون کلمات کا فائدہ حضرت سے پس فرمایا حضرت نے کہ اگر بولے اوس نے بڑی خوبی کی بات یعنی ثواب کی تو
ہوویں گے یہ کلمات چھاپ اوس پر قیامت تک یعنی وہ بات محفوظ رہیگی محو ہونے سے اور اگر بولا ہے
بیہودہ بات ہی تو ہوتے ہیں یہ کلمات کفارہ اسکا اور وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ختم ہوئی اس روایت میں لفظ اللہم کا نہیں ہی

اور یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ شریف میں ہیں **باب چوتھا** بیچ حقوق مسلمان و رعایت رحم اور ہمسایہ
اور ملک یعنی بردہ وغیرہ کے جان کہ انسان مدنی الطبع ہی یعنی محتاج ہی بیچ حاصل کرنے اسباب
زندگانی کے ساتھ اجتماع اور مخالطت کے ساتھ ہم جنس اپنے کے پس ضروری سیکھنا آداب رعایت
مخالطت اور ہمسایگی کا اور آداب بقدر حق کے ہی یعنی جیسا حق ہوگا ویسا ہی اوسکا ادب ہوگا اور حق بقدر
رابطہ کے ہی اور عام تر رابطوں کا رابطہ اسلام کا ہی کہ سب مسلمان شریک ہیں اسمیں بعد اسکے رابطہ
معرفت کا بحسب تفاوت کے یعنی کسی سے رابطہ معرفت کا کم ہی اور کسی سے زیادہ پس ہر ہی حق
اسکا کہ جو اسکی شناسی کی مانند حق اوسکے کے جو اسکو دیکھا ہی اور اسیطرح بعد اسکے رابطہ مصاحبت کا اور درجے
اسکے بھی متفاوت ہیں پس ہی حق مصاحبت سفر کا مانند حق مصاحبت درس و مکتب کے اور اسیطرح رابطہ
ہمسایگی کا بقدر قرب کے مختلف ہوتا ہی اور بعد اسکے حق بھائی چارہ کا اور یارانہ کا ہی بعد اسکی تحقق رابطہ کا
موافق تفاوت کے اور حق قرابت رحم کا موکد ہی اور حق ماں باپ کا موکد تر اور بیان سارا ہر ایک کا ان
حقوق میں سے کیا جاتا ہی دو فصلوں میں **فصل پہلی** بیچ حقوق مسلمان کے اور جامع اکثر حقوق کا ذکر تمام
حقوق کا یہ ہی کہ مسلمانوں کو دوست رکھے جیسا کہ اپنے تئیں دوست رکھتا ہی اور بیچ کمال دوستداری
اور محبت مسلمانوں کی حدیث شریف میں آیا ہی کہ حکم مسلمانوں کا اتفاق میں مانند جسد کے ہی کہ اگر
ایک عضو دردناک ہو تو تمام اعضا کو قرار نہیں ہوتا یعنی اسیطرح مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے
مسلمان کی امداد کرے کہ مقرر ہو جاوے اور تدبیر اسکے دفع کی کرے سعدی بنی آدم اعضای یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند + چو عضوی بدرد آورد روزگار + دگر عضوها را نماند قرار + اور حرام
حقوق مسلمان سے یہ ہی کہ کسی مسلمان کو ترسیے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے لہذا بیچ حدیث کے
میں آیا ہی کہ بھلائی کر مسلمانوں سے اور اگر بھلائی نہ کرے تو بھی برائی نہ پہنچا کہ یہ بھی

جملہ نیکیون سے ہی ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو کچھ
تعلیم کیجیے کہ نفع کرے مجکو فرمایا کہ دور کر مسلمانون کی راہ مین سے اوس چیز کو کہ ایذا دے اونکو جیسے
جیسے پتھر کنکر یا آدمی موذی یا جانور موذی وغیر ذلک اور ثواب بہت وارد ہوا ہی دور کرنے پتھر اور کانٹے
اور نجاسات کا راہ مین سے اور ایذا مسلمانون کی بے جہت شرعی بدترین اعمال کی ہی اور مراتب ایذا کے
متفاوت ہین اور ادنی مرتبہ اسکا یہہ ہی کہ مسلمان کی طرف اسطرح نظر کرے کہ وہ اوس نظر سے
ایذا پاوے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ روا نہین ہی مسلمان کو کہ اشارت کرے طرف کسی
مسلمان کے ساتہ ایسی نظر کے کہ اوسکو ایذا دے حاصل یہہ کہ جو کچھ کہ ناگوار اور برا معلوم ہو اوسکو
وہ ایذا ہی اور جملہ حقوق مسلمان کے سے یہہ ہی کہ تواضع کرے ساتہ ہر مسلمان کے اور تکبر نہ کرے
کہ خدا تعالی شخص متکبر کو دوست نہین رکہتا اور اگر دوسرا اوس پر تکبر کرے تو تحمل کرے اور اگر بدلہ اسکا
لے تو بہی جائز ہی ولیکن سے بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی احسن الی من اسا + اور بہترین
بدلا این تکبر کا یہہ ہی کہ اوکی صحبت سے کنارہ کشی کرے نہ یہہ کہ یہہ بہی تکبر کرے اسلیے کہ جس بات پر دوسرے کو
عیب کرے آپ وہ کام کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تواضع اور شفقت رکہتے تہے
آیا ہی کہ ایک روز آپ ساتہ جماعت صحابہ کے راہ مین چلے جاتے تہے کہ ناگہان ایک عورت سامنے
آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمسے ایک حاجت رکہتی ہون سو بیٹھیے فرمایا کہ جہان چاہے تو بیٹھ جا کہ مین
تابع تیرا ہون پس بیٹھے آپ اور حاجت برآری اوسکی کی ابو ہریرہ رض کہتے ہین کہ ہرگز دست مبارک آنحضرت کا
کسی سے نہ پکڑا کہ آپ نے ہاتہ کہینچا ہو یہان تک کہ وہ کہینچتا اور ہرگز کلام کسی سے نہ کیا مگر یہہ کہ تمام
منہ اپنا اسکی طرف پہیرتے تہے اور پہر اودہر سے منہ پہیرتے نتہے مگر کہ تمام کرتے کلام کو صلی اللہ
علیہ وسلم اور جملہ حقوق مسلمان کے سے یہہ ہی کہ سخن چینی نکرے اور بات کسیکی کسیکو
نہ پہنچاوے اور اگر کوئی مسلمان کی حق مین کچہ کہے تو نہ سنے اور جو کوئی کہ خبر اورون کی تیرے
پاس لاوے اسکے آگے کچہ نہ کہہ کہ خبر تیری بہی اورون کے آگے لیجاویگا کہ آزمائی ہوئی ہی
یہہ بات **بیت** ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد + لاجرم عیب تو پیش دگران خواہد برد +
حدیث شریف مین آیا ہی کہ سخن چین بہشت مین نہین داخل ہوگا **ف** سخن چین وہ ہی
کہ دو شخصون مین عداوت ہی یہہ ایک کی بات دوسرے کو پہنچایا کرتا ہی تا عداوت بڑہے
یا حاکم کے آگے چغلیان کہایا کرتا ہی تا وہ زیر و زبر کرے اور اکثر فساد و فتنہ مسلمانون مین
بسبب سخن چینی کے پیدا ہوتا ہی اور کار منافقون کا عہد ہمایون عہد آنحضرت کے مین یہی تہا اور

ایک یہ بھی اعراض انکی میں سے بیان میں یہی ہی کہ حرص مسلمانوں کی کاوش کو بھی اپنا کر ا
قدر انکی کریں اور یہیں جیسی آدمی کو خوار اور بے اعتبار کر دیتی ہے اور فضول کرے دلوں کے
دور ڈالتی ہی جیسے لوگ اوسکے مصروف ہیں نعوذ باللہ منہا اور حقوق مسلمان کے سے یہ بھی
کہ جب کسی مسلمان سے لڑے تو زیادہ تین روز سے بیزار ہو اور ترک ملاقات اسکی کرے حدیث
شریف میں آیا ہی کہ حلال نہیں ہی مسلمان کو کہ ترک ملاقات کرے اپنے بھائی مسلمان سے
زیادہ تین روز سے اور جب ملیں تو اچھا ہیں وہ جو کہ پہل کرے سلام علیک کرنے میں
اور یہ بھی حدیث میں آیا ہی جو کوئی کہ عفو کرے مسلمان سے عفو کریگا خدا تعالی اوسے روز قیامت کے
اور اگلے انبیا علیہم الصلوۃ کے احوال میں آیا ہی کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو
وحی بھیجی کہ یہ تمام مرتبہ تمہارا اونچا کیا ہی سبب عفو کرنے تمہارے کے ہی بھائیوں کو
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہرگز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حق
اپنے کے بدلہ لیتے تھے مگر یہ کہ اہین ہتک حرمت دین کی ہوتی اور طریق عفو کا جاننا
آداب بزرگوں کے سے ہی اور نادانوں وکمینوں سے ہرگز عفو نہیں ظاہر ہوتا کہ عفو علامت بزرگی
اور عنایت بردباری کی ہی ولیکن جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ مشہور ہی کہ زیادہ تین روز سے
ہیچ ترک کے یہ مطلق نہیں ہی بلکہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ سلامتی دین و دنیا کی اسکی آسانی کے
ترک ہی کرنے میں ہو تو اگر زیادہ مدت مذکورہ سے بلکہ تمام عمر اوسکو نہ دیکھے تو جائز ہی اور
اسیطرح منقول ہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور بعضوں نے اونمیں سے ترک کیا تھا
بار اپنے بعضوں کا بسبب سے کہ حاصل تہی اونکو اوسمیں بیچ سلامتی دین کی ولیکن چاہیے
کہ بعض ونگاہ دیکھیں کہ یہ جائز نہیں ف یعنے جس صورت میں کہ یقین ہو دنیا کی مضرت کا
اور اوسکے لیے ترک ملاقات کرے تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نسبت دین کی اوسکے ترک ملاقات کی ہو
تو بعض وکینہ پر رکھا جاتا ہے کہ آنحضرت نے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کو اسلام کی ساتھ سے
فرمایا ہی اور حقوق مسلمان کے سے یہ بھی ہی کہ احسان کریں تو جتنے کہ ہو سکے اور تمیز نکریں تو درمیان
اہل و نااہل کے منقول ہی کہ ایک شخص حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
پاس آیا اور کہا کہ کچھ مال رکھتا ہوں میں سوا مال زکوۃ کے اور اوسکے اہل یعنی لائق کو ڈھونڈ
رہا ہوں کہ کون ہی بس کس پر تصدق کروں فرمایا کہ تصدق کر جسپر کہ رحم کرے تو خواہ اہل ہو
یا نااہل تاکہ ہی حق تعالی دیوے دیجیو کہ اہل ہی تو اوسکا اور جو وہ جو کہ اہل نہیں تو اوسکا اور

حدیث مین آیا ہی کہ احسان کر ساتھ اہل و نا اہل کے اسلیے کہ اگر وہ اہل اسکا نہین ہی تو تو خود اہل ہی
یعنے تیرا دینا تو ضائع نہین ہوسکتا اور یہہ طریق کمال صدق و ایمان کا اور ثمرہ کمال جود و عرفان کا ہی
اور جہان کہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق اور مددگار گناہ کا ہی تو نہ دے اوسکو اور اسمین
شک نہین ہی کہ یہہ جملہ حب للہ اور بغض للہ سے ہوگا اور مدار اسکا نیت پر ہی ف حاصل کلام
حضرت شیخ رح کا یہہ ہی کہ عدم علم مین دینا ہر کسیکا روا ہی اور تفتیش و تمیز نکرنا اسکا قبیلہ عالی ہمتی اور
کمال ایمان و عرفان سے ہی اور درصورتیکہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق و گناہ کا ہوگا
جیسے شرابی بھنگی کو دیگا تو وہ اور کثرت اسکی کریگا اوسکو ندینا چاہیے انتہی کہتا ہی مترجم
ہیچمدان اس کتاب کا کہ بعضونکو یہہ نیت ہوتی ہی کہ زیادہ محتاج کو دینگے تو اوسکی بہت حاجت
روائی ہوگی یا نیک کو دینگے تو قوت عبادت پر حاصل کریگا اس نیت سے تلاش کر کر اہل کو دیتا ہی
تو امید ہی کہ یہہ نیت اسکی ہی باعث زیادتی ثواب کی ہوگی پس پہلے کو اور باعتبار فضیلت ہی
اور اسکو اور باعتبار یہہ بات ہی بعضی روایتون ہی سے معلوم ہوتی ہی غرضکہ مدار نیت پر ہی
جیسیکہ حضرت شیخ رح نے کہا واللہ اعلم بالصواب اور حقوق مسلمان سے یہہ بھی ہی کہ ہر کسی سے
بطریق اسکے معاملہ کرے اور بطور اسکے پیش آوے کہ یہہ بھی جملہ احسان اور حسن خلق سے ہی
بیان اس اجمال کا یہہ ہی کہ جاہلونسے اظہار علم نکرنا چاہیے اور کم سخنون نادان سے ساتھ
فصاحت و بیان کے پیش نہ آوے کہ یہہ سبب ایذا دینے کا ہی یعنے بسبب کم فہمی کے وہ ایذا اوٹھاتا ہی
اسکے سمجھنے مین بلکہ اپنے مرتبہ سے تنزل کرے اور موافق انکے ہو کہ اسمین ترحم و محبت کرنا ہی لیکن
جب تک کہ نوبت ترک دین اور ناشروع کی نہ پہنچے کہ یہہ حسن خلق سے نہین ہی یعنی مثلا اوسکی بولی
بولنے مین ہتک اسلام کی یا بے ادبی بہ نسبت اسم مبارک اللہ تعالی کے یا آنحضرت کے وغیر ذلک
لازم آتی ہی تو موافقت اسکی نکرے اور حقوق مسلمان سے یہہ بھی ہی کہ تمام لوگون سے کشادہ روئی
اور نرمی سے پیش آوے اور ترش رو نہووے اور سختی نکرے حدیث شریف مین آیا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ السَّهْلَ الطَّلِقَ یعنے خدا تعالی دوست رکھتا ہی آدمی نرمی کرنے والے کشادہ رو کو اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کس پر حرام ہی آگ دوزخ کی عرض
کیا صحابہ نے کہ خدا تعالے اور رسول اوسکا دانا تر ہی ہمسے فرمایا کہ اوپر آدمی نرم گوئی سہل کے
اور اور حدیث مین آیا ہی کہ جنت مین بالاخانے ہین کہ بسبب صفائی کے ظاہر انکا اندر سے اور
اندر انکا ظاہر سے معلوم ہوتا ہی ایک اعرابی نے عرض کیا کہ کسکے لیے ہونگے وہ یا رسول اللہ

فرمایا کہ اوسکے سلیے کہ رحم سکے ساتھ اور کھلاوے لوگوں کو کھانا اور نماز پڑھے رات میں اوس حال میں
کہ لوگ سوتے ہوں بیسبب نماز تہجد کی اور مسلمان کے حقوق سے یہہ ہی کہ وعدہ کو وفا کرے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ قرض ہی اور یہہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ تین چیزیں علامت میں
منافقوں کی جھوٹ بولنا و وعدہ خلافی کرنی اور امانت میں خیانت کرنی فرمایا کہ جسمیں یہ تین خصلتیں ہوں
وہ منافق ہی اگرچہ نماز پڑھے روزہ رکھے اور وعدہ کو وفا کرنا کریمونکی خصلتوں سے ہی اور مکسر آدمی میں
نور اگر بار زیادہ کا کم ہوتا ہی اور مسلمان کے حقوق میں سے یہہ ہی کہ نہ داخل ہووے کسیکے گھر میں مگر اذن
اوسکی کہ بے اذن داخل ہونے میں ایذا و تکلیف اسکی ہی اور ساتھ اذن چاہنے کی تین بار تک ہی
اسمیں اگر اذن دے تو جاوے ورنہ پھر آوے اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ اذن چاہنا تین بار ہی
اول بار اسلیے ہی کہ چپ ہوں وہ آواز اوسکی سنیں اور دوسری بار اسلیے کہ صلاح و تامل کریں کہ آنا
ہمارا اسکے دیں اور تیسری بار اسلیے کہ اذن دیں اسکا یا پھیر دیں اور حقوق مسلمان سے یہہ ہی کہ
بزرگوں کا ادب کرے اور چھوٹوں پر رحم وشفقت حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی بزرگوں کا ادب ملحوظ نرکھے
اور چھوٹوں پر رحم نکرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہی یعنی ہمارے طریق پر نہیں اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بچوں پر مہربانی و شفقت بہت رکھتے تھے اور کبھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے پھر آتے
اور لڑکے سامنے آتے اوٹھا لیتے اونکو اور بعضوں کو آگے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیتے اور بعضوں کو
پیچھے اور اصحاب کو فرماتے کہ تم بھی اوٹھا لو بعضوں کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور بعضوں کے لیے
صحابہ کو حکم فرماتے کہ اوٹھا لو بھی گھوڑوں پر بٹھا لو یا گود میں اوٹھا لو اور جب فخر کرتے تو لڑکے آپس میں فخر کرتے کہ ہمکو
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو آگے اپنے بٹھایا اور تمکو پیچھے اور جبکہ لڑکونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لاتے تا آپ دعا کریں انکو گود میں بٹھا لیتے اور کبھی کوئی لڑکا پیشاب کر دیتا تو آپ اوسکو
اپنی گود میں سے اوتار دیتے اور کوئی اوٹھانے لگتا تو آپ منع فرماتے پھر دعا و شفقت کرتے تا اوس
لڑکے کے بڑے خوش ہووں اور نہ کہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوئی اور جب وہ چلے جاتے
تو آپ کپڑا دھوتے اور اگر پانی آتا تو اول لڑکوں کو دیتے اور یہہ سنت ہی کہ پانی آوے تو اول
چھوٹوں کو دیوے بعد ازاں آپ کھاوے پیوے اسلیے کہ وہ خوش ہو جاتے ہیں اور بیچ تعظیم
و توقیر بڑوں کے حدیثیں بہت آئی ہیں اور تعظیم بڑوں کی سبب بزرگواری اور عمر و داری کی
بس یہہ منحصر نہیں ہوتی مگر اوسکو کہ خدا تعالی نے چاہا ہی کہ عمر اوسکی دراز ہو اور بزرگوار ہو
اور حقوق مسلمان سے یہ ہی کہ جسکی ہیئت ظاہر اور لباس اسکا دلالت کرے اسکے عالی مرتبہ ہونے پر

اور رعایت [illegible] نیکی کرے اور محافظت اوسکے مرتبہ کی کرے کہ رعایت منزلتو کی اسمین ہی پس نوقیر
واحترام اشراف و اکابر کا ایسی ہو کہ جیسے شفقت ارزال واد نے پر جیسے یہہ لازم ہی ویسے ہی اوسکو
لازم سے سمجھے اسلیئے کہ رعایت ہر ایک کی لائق مرتبہ اسکیکے ہی اور اسکے خلاف مین ایذا دینی ہی
اسلیئے کہ اگر آدمی معزز و مکرم کی تعظیم نکرے تو وہ ایذا پاتا ہی اور اگر مرد فقیر پر تہوڑا سا التفات کرے
تو وہ اوسمین خوش ہو جاتا ہی آیا ہی کہ آگے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہانا رکہا ہوا
کہ ایک سائل آیا فرمایا کہ دیدو ٹکڑا اس فقیر کو بعد اسکے ایک سواری اوس راہ سے گذرا فرمایا کہ بلاؤ
اس سوار کو کہانیکے لیے لوگون نے کہا کہ یا ام المؤمنین مسکینونکو دور سے دیدینی ہو اور اغنیا
اپنی سامنی بلاتی ہو فرمایا کہ حقتعالے نے ہر ایک کو مرتبہ اور منزلت دی ہی پس لازم ہی ہمپر کہ حفظ اون منازل کا کرین ہم
مسکین راضی ہی ساتہہ ایک ٹکڑے کے اور طمع نہین کرتا زیادتی کی اور یہہ غنی ایذا کہینچے اگر اسکو بطریق گدا اوسکے
ٹکڑا دون پس خوب نہین ہی ایذا مسلمان کی اور منقول ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
گہر کے اندر تہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جمع تہے ناگہان جریر بن عبد اللہ بجلی آئے
چونکہ جگہہ نپائی تو گہر کے دروازی پر بیٹہہ گئی پس آنحضرت نے اپنا کپڑا لپیٹ کر اونکی طرف پہینکا کہ اسپر
بیٹہہ جا پس جریر نے اوس کپڑیکو آنکہون پر رکہہ لیا اور روئے اور کہا کہ یا رسول اللہ سر انکار نہی کہ آپکے
کپڑی پر بیٹہون اکرمک اللہ کما اکرمتنی پس دیکہا آنحضرت نے قوم کی طرف اور فرمایا کہ جب
آوے تمہارے پاس کوئی بزرگ کسی قوم کا تو تعظیم و توقیر کرو اوسکی آور جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آتا اور آنحضرت تکیہ پر بیٹہے ہوتے اور اوسکو گنجایش ہوتی کہ وہ بہی بیٹہے آپکے ساتہہ تو
آنحضرت تکیہ اپنے نیچے سے کہینچکر اوسکے نیچے بچہا دیتے اور اگر وہ نہ بیٹہتا تو آپ مبالغہ کرتے یہان
تک کہ وہ بیٹہتا صلے اللہ علیہ وسلم آور حقوق مسلمان سے یہہ بہی ہی کہ صلح کروادے مسلمانون مین
اگر ہو سکے حدیث مین آیا ہی کہ بہترین صدقات اور حسنات اصلاح کروا دینی ہی مسلمانون مین ایکروز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ آیا خبر دو نہین تمکو اس عمل کی کہ بہتری درجہ نماز اور
روزہ اور صدقہ سے عرض کیا صحابہ نے کہ ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا صلح کروانی درمیان مسلمانونکے
آور کئی جگہہ کہ جہوٹ بولنا جائز ہی اونمین سے ایک جگہہ یہہ بہی ہی لیعنے دو مسلمانونکے
صلح کروانے مین بہی جہوٹ بولنا جائز ہی آور اسی جہت سے کہا ہی بعضے علما نے کہ دروغ
مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز **ف** کئی جگہہ جہوٹ بولنا جو جائز ہی وہ یہہ
ہین جو اس حدیث مین مذکور ہین کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین درست

جھوٹ بولنا مگر تین میں جبر دے ایک تو جھوٹ بولنا مرد کا اپنی بیوی سے تاکہ راضی کرے
اوسکو یعنی مثلاً بیوی نے محبت سیں رکھا اور اوسکے خوش کرنیکے لیے کہدے کہ میں
تجھے بہت چاہتا ہوں اور اسیطرح اور روایت میں سو کہو یہی جاہے ہدیہ سے جھوٹ بولنا جائز
آتاہی یعنی اونکو اظہار محبت کرنا جائز ہی اگرچہ خلاف واقع ہو یا محبت والفت سے زاہد
اور دوسرے جھوٹ بولنا لڑائی میں یعنی جہاد میں مثلاً یہ کہے کہ لشکر اور چلا آتا ہی ہماری
مدد کے لیے یا دشمن سے کہے کہ دیکھنا تمکو پیچھے سے کوئی شخص مارنیکو آتا اگرچہ خلاف
واقع ہو سو کہنا جائز ہی اور تیسرے جھوٹ بولنا آپس کی صلح کروا دینے کے لیے یعنی مثلا
دو شخصوں میں عداوت ہی اور ہر ایک سے کہتا ہی دوسرے کی طرف سے کہ وہ تو تمہاری تعریف
کیا کرتا ہی اور جیسے بعض بعض رکھا تاکہ وہ ملجاویں یہ حدیث مشکوۃ میں ہی اور ان تینوں میں
جھوٹ بولنا جائز اسلیے ہوا کہ اگر یہاں واقعی کرتا ہی تو فتنہ برپا ہوتا ہی اور جھوٹ بولنے میں ضرر د
ہوتا ہی اور حقوق مسلمان سے یہ ہی کہ مسلمانوں کے عیب کا پردہ پوشی ہو کہ کسیکا عیب
ظاہر کرے اگرچہ یقینا جانتا ہو اوسکے عیب کو حدیث شریف میں آتا ہی کہ جو کوئی عیب
کسی مسلمان کا ڈھانکے حق تعالی عیب ڈھانکا دیا اور آخرت میں ڈھانکتا ہی اور جو کہ خبر دی زنا کی
ماعز نے کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زنا میں مبتلا ہوا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر ڈھانکتا اس عیب کو تو بہتر ہوتا اور اسی پردہ پوشی کے لیے کہا ہی علماء نے کہ توبہ
گناہ پوشیدہ کی پوشیدہ کرلی جاتی ہے اور توبہ گناہ آشکارا کی آشکارا اور جب لازم ہوا ہر کسی پر
ڈھانکنا عیوب امت کا واسطے حق اسلام کے تو ڈھانکنا عیوب مسلمانوں کا بھی لازم ہوگا بسبب
حق اسلام اپنے کے بلکہ لازم تر ہوگا اور یہ بھی ہی کہ گناہ کے ظاہر کرنے میں فاسد کرنا دین کا
اور ہتک حرمت شرع کی ہی اور واسطے مبالغہ پردہ پوشی ہی کے یہ بات ٹہری کہ ثبوت زنا میں
اسی احتیاط کی ہی کہ چار گواہ ہونے بات ہو اور اگر بات ہو مدعی کو حد قذف یعنی بہتان زنا کی
ماری جاوے اور صفت غفاری اور ستاری کی خاصہ باری تعالی کا ہی پس پردہ میں
مسلمانی مدد+ بیمان پردہ پوشنا لای خود+ حدیث شریف میں آتا ہی کہ جب دردار قیامت کو
حق تعالی حساب ایک بندہ کا کریگا اوسکو نزدیک اپنے کریگا اور دامن ستاری میں ڈھانکیگا
اور خلق کی آنکھوں سے پوشیدہ کر کے اوسے فرماویگا کیا جانتا ہی تو کہ فلانا گناہ کیا تھا تو نے اور فلانا
گناہ کیا تہا تو نے پس بندہ کہیگا ہاں ای رب میرے بیشک ہیں ... گناہ جب بندہ اقرار کریگا

ہو خوف سے نزدیک ہلاکت کے پہنچے گا کہ دیکھیے کیا کریگا اللہ تعالی پس فرماویگا حق جل وعلا
اے بندے مین جیسیکہ تیرے گناہونکو دنیا مین بہت ڈہانکتا تہا آخرت مین بہی غفاری کرونگا
یعنے بہت بخشونگا گناہ تیرے اور یہہ معاملہ مسلمانونکے ساتہہ ہوگا اور کافرونکو رسوا کریگا اور ہر طرح
ملائکہ اواز کرینگے هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ
یعنے یہہ وہ لوگ ہین کہ جہوٹ بولے اپنے پروردگار پر آگاہ ہو کہ لعنت ہی اللہ کی ظالمون پر
نعوذ باللہ منہا اور حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی کان رکہے مسلمانونکی خبرون پر یعنی جیسے جاسوس
تجسس خبرونکے کرتے پہرتے ہین اور اونکو خوش نہ آوے یہہ فردا ے قیامت کو اوسکے کان مین
سیسہ ڈالینگے اور ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو لائے پس
حکم فرمایا ساتہہ ہاتہہ کاٹنے اوسکیکے جیسکہ حکم شریعت کا ہی چورونکے لیے اور چہرہ مبارک
حضرت کا متغیر ہوا پوچہا لوگون نے کہ کیا مکروہ جانا آپ نے یارسول اللہ اوسکے ہاتہہ کاٹنے کو
فرمایا کہ مجکو قائم کرنے حدود شرع سے چارہ نہین ہی لیکن تم بیچ حق بہائی اپنے کے مددگار
شیطان کے ہوئے اور عفو اور پردہ پوشی کیا کرو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے تحقیق اللہ
بہت بخشنے والا مہربان ہی حدیث مین آیا ہی کہ ایکروز آنحضرت نے فرمایا کہ اے وہ گروہ کہ ایمان
لائے ہو تم زبان سے اور نہین داخل ہوا ہی ایمان تمہارے دلونمین غیبت نکیا کرو لوگونکی
اور نہ پڑو درپے گناہون انکیکے تا خدا تعالی درپے تمہارے گناہون کے نہ پڑے اور جسکے گناہونکے
درپے خدا تعالی پڑیگا فضیحت کریگا اوسکو اگرچہ سو پردونمین ہوگا منقول ہی کہ امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ کے کان مین ایک شب ایک شخص کے گہر مین سے آواز گانیکی آئی آپ دیوار پر
کود کر اوس گہر مین گئے ایک شخص کو دیکہا کہ شراب پی رہا ہی اور ایک عورت اوسکے سامنے
بیٹہی ہی پس فرمایا حضرت عمر نے اے دشمن خدا یہہ کیا گناہ ہی کہا اوسنے اے امیر المومنین مینے
اگر ایک گناہ کیا ہی تو آپ نے تین چیزین کین ہین ایک تو جاسوسے کی آپ نے حالانکہ قرآن ہی
وَلَا تَجَسَّسُوْا اور دوسرے یہہ کہ آپ گہر کے پچہواڑے سے آئے حالانکہ قرآن مین ہی لَیْسَ الْبِرُّ
اَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا اور تیسرے یہہ کہ بے اذن وبے سلام گہر بیگانہ مین
آپ چلے آئے حالانکہ قرآن مین ہی وَلَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا پس حضرت عمر رضہ ساکت ہوئے پہر فرمایا کہ توبہ کریگا تو اگر معاف کرومین
تجکو کہا اوسنے قسم ہی اللہ کی یا امیر المومنین اگر معاف کردوگے تو پہر مین گرد اس گناہ کے نہ

پھر نکالیں آپ نے صاف کہا اور باہر نکالا آپ نے رضی اللہ عنہ اور حضور مسلمانوں سے یعنی کہ تنگ
حکموں کے ماننے سے پرہیز کرنے والوں کے بدگمانی میں پڑیں اور درست کہ بیت کہ انہیں پھر انکی نگر
اور جو کہ یہ سبب انکا ہوگا یہ بھی گناہ میں شریک ہوگا کیونکہ جو کوئی سبب گناہ کا بنا ہی وہ بھی
اوس شریک ہوا ہی چنانچہ اسی سبب سے قرآن مجید میں منع فرمایا اللہ تعالیٰ نے بتوں کے برا
کہنے سے سامنے کفار کے تاوہ برا نہ کہنے لگیں خدا تعالیٰ جل جلالہ کو اس آیت میں وَلَا تَسُبُّوا
الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنے اور برا نکہو تم اونکو
کہ پکارتے ہیں اونکو کفار سوائے اللہ کے یعنی بتوں کو پس برا کہیں گے وہ اللہ کو بڑھ کر ازراہ نادانی
اور ایکبار آنحضرت نے فرمایا کہ کبائر سے ہی گالی دینا آدمی کا اپنے ماں باپ کو عرض کیا صحابہ نے
کہ یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہی آدمی اپنے ماں باپ کو فرمایا ہاں گالی دیتا ہی یہ کسی اور کے باپ کو
پس وہ گالی دیتا ہی اسکے باپ کو اور گالی دیتا ہی یہ کسیکی ماں کو پس وہ گالی دیتا ہی اسکی ماں کو یہ حدیث
بخاری مسلم میں ہی پس جو کہ یہ سبب ہوا ماں باپ کی گالی دینے کا گویا اسنے گالی دی اور
بچ وہ کرنے لعن سے کہ سبب خوف بدگمانی لوگوں کے حدیث میں آئی ہی آیا ہی کہ ایکبار آنحضرت
ساتھ ایک بیوی کے اپنی بیویوں سے باتیں کر رہے تھے اور ایک آدمی وہاں سے گذرا اس
حضرت نے اوسکو بلایا اور فرمایا کہ ای فلانے یہ بیوی میری ہی صفیہ اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپکے حق میں کسکو گمان بد ہی کہ آپ ایسا فرماتے ہیں فرمایا کہ وسواس شیطان سے بے خبر ہونا نہ چاہئے
کہ وہ بنی آدم کے بدن میں مانند خون کے جاری اور سرایت کئے ہوئے ہی اور حضرت عمر رض ایک
شخص پر گذرے کہ وہ سر راہ ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا پس اٹھایا حضرت عمر نے اوسپر درہ
اوسنے کہا یا امیر المومنین یہ بیوی میری ہی فرمایا کہ کیوں نہ ایسی جگہ باتیں کیں تو نے کہ کوئی
دیکھتا اور گمان بد لیجاتا اور حقوق مسلمان سے یہ ہی کہ سفارش کرے محتاج کی اوس
شخص سے کہ وہ اوسکے نزدیک کچھ قدر و مرتبہ رکھتا ہو اور سعی کرے بیچ حاجت روائی مسلمانوں کے
حدیث شریف میں آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میرے پاس لوگ حاجتوں کے
طلب کرنے کے لئے آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں اور تم میرے پاس ہوتے ہو پس سفارش کیا کرو تو اجر
پاؤ اور فرماتے کہ میں تاخیر کرتا ہوں کام کو یعنی تا تم سفارش کرو اور ثواب اسکا پاؤ اور بادشاہوں کی صحبت میں
جو کچھ ہوا ہی ازانجملہ ایک یہ بھی فائدہ ہی کہ کسیکی سفارش کر دیا کریگا کہ بیچ راہ خدا دینے کا ثواب
آتا ہی ف آیا ہی کہ جو کوئی رہنمائی کرتا ہی کسیکو اچھی بات کی تو اوسکو بھی ثواب

ویسا ہی ہوتا ہی جیسا کرنیوالیکو ہوتا ہی مثلا ایک شخص نے کسی سے کسیکو کچھ دلوا دیا یا قصور کسیکا معاف
کروا دیا یا ظلم سے اور خلاف شرع باتون سے باز رکہا کسیکو تو اوسکو بہی ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا
اسکے کرنیوالیکو ہوگا اور اور روایت مین آیا ہی کہ اللہ بندیکی مدد کرتا رہتا ہی جبتک بندہ اپنے بہائی مسلمانکی
مدد کرتا رہتا ہی اسطرح اور بہت روایتین آئی ہین پس یہہ عجب نعمت ثواب کی ہی اور بلا مشقت حاصل
ہوتی ہی ذراسی زبان ہلا دینے مین افسوس ہی کہ اتنے لوگ ایسے غافل ہین کہ خیال ہی نہین کرتے
اسکا لیکن چاہیے کہ قصد و نیت بادشاہون کی صحبت سے یہی ہو کہ لوگون کے کام مین سعی کرتا
رہو نخانہ یہہ کہ اسکو بہانہ انکی صحبت کا کرے اور لوگون کے آگے دلیل اسکو لاوے **ف** یعنی انکی صحبت مین
آفات بہی بہت ہین پس اگر خالص نیت مذکورہ رکہے تو جائز ہوگا اور اگر فقط بہانہ اسکا کرتا ہی اور لوگون سے
یہہ اظہار کرتا ہی کہ مین انکی صحبت مین اسلیے آتا ہون اور مقصود فقط خواہش نفسانی ہی تو اچہا
نہین اللہ تعالی علام الغیوب ہی ہر ایک کی نیت کو وہ جانتا ہی وہان بہانہ بازی کچہہ کام نہین
آتی اور حقوق مسلمان سے یہہ ہی کہ ابتدا کرے ساتہہ سلام علیک کے پہلے بات کرنیکے
اور داخل ہونیکے مجلس مین حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب سلام علیک کرتا ہی مسلمان اپنے
بہائی مسلمان سے اور وہ جواب دیتا ہی اسکو تو صلوات بہیجتے ہین اوپر ستر فرشتے اور یہہ
حدیث مین آیا ہی کہ ملائکہ تعجب کرتے ہین اوس مسلمان سے کہ ملاقات کرتا ہی ایک مسلمانسے
اور سلام علیک نہین کرتا اوسے یعنی اسلیے تعجب کرتے ہین کہ بڑا نادان ہی کہ ذراسی
زبان ہلانے مین ثواب بہت سا پاتا اوسے محروم رہا اور لکہا ہی علما نے کہ بجائی سلام کے
اگلی امتون مین سجدہ تہا اور سلام مخصوص ہمارے ہی پیغمبر کی امت کے لیے ہی
صلی اللہ علیہ وسلم اور سلام اہل جنت کا یہی سلام علیک ہوگی اور جسکو جانے کہ جواب نہین دیگا
اوسے سلام علیک نکرے کہ منقول ہی بعضے اگلے بزرگون سے کہ وہ ایک قوم پر
گذرے اور سلام نکیا اور کہا کہ کوئی چیز مانع نہین ہی مجکو سلام کرنے سے مگر خوف اسکا
کہ مبادا یہہ جواب ندیوین اور لعنت کرین انپر ملائکہ اور چاہیے کہ جب اپنے گہر مین آوے
تو سلام علیک کرے اگرچہ وہ گہر لوگون سے خالی ہو کہ وہان ملائکہ موجود ہوتے ہین
حدیث مین آیا ہی کہ اس فعل سے برکت ہوتی ہی گہر مین **ف** اور ایک روایت
بیہقی کی مین آیا ہی کہ جب آؤ تم گہر مین تو سلام کرو اپنے اہل پر اور جب نکلو گہر سے
تو رخصت کرو انکو سانتہہ سلام کے اور بعضون نے لکہا ہی کہ جس گہر مین کوئی ہو وے

میں تو یوں کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین بہ نیت ملائکہ کے مراد کر یعنی القاری
اور روایت ہی سہل بن سعد سے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر
شکوہ اپنی محتاجگی اور تنگدستی کا کیا آپ نے فرمایا کہ جب جاوے تو گھر میں سلام علیک کر خواہ
گھر میں کوئی ہووے یا نہ ہووے بعد اسکے سلام مجھ پر بھیجے صلے اللہ علی محمد یا مانند اسکے
کہہ اور قل ہو اللہ ایکبار پڑھ لے اس شخص نے یہی کیا اسکے سبب دیا اللہ تعالیٰ نے اوسکو رزق
یہاں تلک کہ بانٹتا تھا وہ اپنے ہمسایوں اور قرابتوں کو یہ حصن حصین کے مصنف نے
بیچ مفتاح حصن حصین کے نقل کیا ہی اور مستحب ہی کہ جواب سلام میں کچھ زیادہ کرے یعنی اگر وہ کہیں
السلام علیکم تو جواب میں یہ کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسلئے کہ قرآن مجید میں آیا ہی
وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا یعنے جب تمسے کوئی سلام علیک کرے
ساتھ سلام علیک کے تو جواب دو ساتھ اوس سے بہتر یعنی کچھ زیادہ کر یا پھیر دو یعنی جواب دو اوسکا
ف ملک سلام علیک کرنے میں بھی جتنے لفظ زیادہ کریگا ثواب زیادہ پاویگا حدیث شریف میں
آیا ہی کہ ایک شخص حضرت کے پاس حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم حضرت نے اوسکے سلام کا جواب
دیا پھر وہ بیٹھ گیا فرمایا آپ نے کہ اسکو دس نیکیاں حاصل ہوئیں پھر ایک اور شخص آیا اور کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا بیٹھ گیا وہ پس فرمایا اسکو بیس نیکیاں
ملیں پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضرت نے اوسکے سلام کا جواب
دیا بیٹھ گیا پس فرمایا اسکو تیس نیکیاں ملیں یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد میں ہی اور ابو داؤد
کی ایک اور روایت میں ایسی حدیث آئی ہی اور اسمیں یہ زیادہ آیا ہی کہ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ پس فرمایا حضرت نے اسکو چالیس نیکیاں ملیں اور فرمایا اسی طرح
ہوتی جاتی ہیں زیادتیاں یعنی جتنے لفظ پڑھتے جائیں گے ویسا ہی ثواب بڑھتا جاویگا اور اگر
ایک شخص جماعت میں سے سلام علیک کرے تو کفایت کریگا سب کی طرف سے یعنے سنت ادا ہو جاتی ہی
سب کی طرف سے اور اسیطرح جواب میں اگر ایک شخص جواب دیگا کافی ہی یعنی واجب ادا ہو جاویگا سب کی
طرف سے اور سوار کو چاہیے کہ پیادے سے سلام علیک کرے اور پیادہ بیٹھے والے سے اور تھوڑے
لوگ بہت سے اور چھوٹا بڑے سے کہ حدیث میں اسیطرح آیا ہی اور جب مجلس میں آوے چاہیے
کہ سلام کرکے بیٹھے اور جب اٹھے تو بھی سلام کرکے اٹھے اور سوئے سے سلام علیک نکرے اور اگر وہ
سلام کریں تو جواب میں مثل اسکے اور زیادہ اسکے کہے اور کافر کے سلام کے جواب میں علیکم کہے

فقط **ف** کتاب منتہی المطالب مین لکھاہی کہ ابتدا کرنی ساتہہ سلام کے سنت ہی اور جواب دینا
اوسکا فرض ہی اور ادب سلام کا یہہ ہی کہ اعلی درجہ والا اپنے سے کم درجہ والے پر ابتدا ساتہہ سلام کے کرے
جیسے سوار پیادہ اور بیٹھے ہوئے پر اور چلنے والا بیٹھے ہوئے پر اور استاد شاگرد پر اور آقا اپنے
تابع پر ابتدا کرے اور سلام ایک کا جماعت مین سے اور اسیطرح جواب دینا اسکا سبکی طرف سے
کافی ہوگا اور امام ابو اللیث سے آیا ہی کہ آنے والا مسجد کا السلام علینا من ربنا کہے اگر کوئی مسجد
مین نہو اور اگر لوگ نماز پڑہتے ہون تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور اگر نماز مین نہون
تو السلام علیکم کہے اور قبرونمین جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یعنی سلام ہو
تمپر ای قبر والو کہ مومنین اور مسلمین ہو اور انشاءاللہ ہم بہی تمہارے ساتہہ ملنے والے ہین مانگتے ہین
ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیئے عافیت اور سلام حقوق اسلام سے ہی آشنائی اور معرفت پر
موقوف نہین جب مسلمان مسلمان سے ملے سلام علیک کرے اگرچہ ملاقات کو حائل ہونے دیوار
یا درخت یا مانند انکیکے ہو منقول ہی کہ ایک جماعت یہود کی آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوئے
اور کہا السام علیک اور سام بغیر لام کے معنے ہین موت پس معنے السام علیک کے ہوئے موت ہو
تجہپر پس فرمایا حضرت نے علیکم پس ام المومنین عائشہ رض نے کہا علیکم السام ولعنۃ اللہ آنحضرت نے
فرمایا کہ ای عائشہ خدا دوست رکہتا ہی نرمی کو ہر چیز مین عائشہ نے کہا کہ آپ نے سنا کہ کیا کہا انہون نے
یارسول اللہ یعنے آپکو کوسا فرمایا کہ مینے ہی تو کہا علیکم یعنی انکا کوسنا اونہین پر رد کر دیا اور انگلی اور ہاتہہ سے
سلام نکرے کہ یہہ سلام نصاری اور یہود کا ہی اور وقت سلام کرنیکے جہکے نہین کہ حدیث مین اسسے منع
آیا ہی **ف** طیبی نے محی السنہ سے نقل کیا ہی کہ جہکنا پیٹہہ کا مکروہ ہی بسبب وارد ہونے حدیث صحیح
بیچ منع ہونیکے اسسے اگرچہ بہت وہ لوگ کہ منسوب ساتہہ علم وصلاح کے ہین اسکو کرتے ہین لیکن اعتبار
واعتماد اسپر نکرنا چاہیے اور مطالب المومنین مین شیخ ابو منصور سے نقل کیا ہی کہ کہا اگر بوسہ دیوے
کوئی آگے کسیکے زمین کو یا پیٹہہ ٹیڑہی کرے یا سر جہکاوے کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار ہی اسلیے کہ مقصود تعظیم
ہی نہ عبادت انتہی اور بعضے مشائخ نے بیچ منع کرنیکے اسسے تشدید وتغلیظ بہت کی ہی کہ کہا ہی کَادَ
الْاِنْحِنَاءُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنے جہکنا قریب کفر کے ہی واللہ اعلم یہہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ
نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا ہی اور جو کوئی پیشاب کرتا ہو اوسے سلام علیک نکرے اور اگر کوئی کرے بہی
تو اوسکو چاہیے کہ جواب ندے آیا ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت سے سلام علیک کی اس حال مین

آپ ملاقات کرتے تھے آپ نے جواب اوسکو دیا اور مکروہ ہی پہلے کہنا علیک کا یعنی یوں نہ کہے
علیک السلام ایک شخص نے اسطرح حضرت سے سلام علیک کی فرمایا کہ یہ سلام میت کا ہی یعنی قبر پر جاکر
یوں سلام کیا کرتے ہیں بیچ بارے اسبات فرمائی بعد اسکے فرمایا کہ اگر ملے کوئی تم میں سے اپنے
بھائی مسلمان سے تو چاہیے کہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ف اور جواب دینا سلام کا اور
چھینک کا فی الفور واجب ہی تاخیر نہیں جائز اور جس خط میں سلام ہو تو واجب ہی جواب لکھنا
اوسکا مانند جواب دینے سلام کے اور اگر کسی نے کہا کہ میری طرف سے فلانے کو سلام کہہ دینا تو واجب ہی
سلام کہہ دینا اور مکروہ ہی سلام کرنا فاسق پر اگر نہیں ہے اعلان کرتا فسق پر مسائل در المختار سے لکھے گئے
اور کتاب معدن الجواہر میں مسائل سلام کے خوب مفصل لکھے ہیں جسکو دیکھنا منظور ہو اوس میں دیکھے
اور سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی سنت ہی حدیث میں آیا ہی کہ جب ملاقات کریں دو مسلمان
اور مصافحہ کریں ایسی نعمت کہ حال ہی درمیان اونکے تشریف فرما ہوں اور تھوڑ ہووے اون کے لیے
کتنا رنگی اور کشادہ روئی اونکی زیادہ ہوتی جو کوئی بہت کشادہ پیشانی اور خوش خوئی سے کریگا اوسکو
اسقدر ثواب حاصل ہوگا اور ایک باقی کی دوسرے کے لیے ہوگی اور اوسکو بڑا ثواب اسلیے ملا کہ اوس
اپنی خوشی سے مومن کا دل خوش کیا اور مومن کے دل خوش کرنیکا بڑا درجہ ہی آیا اور حدیث میں
آیا ہی کہ مارے جاویں ہی مغفرت سو درجہ نوے تو اوسکے لیے کہ ابتدا کی ہی اور دس دوسرے کے لیے
اور منقول ہی کہ ایک صحابی حضرت کے پاس آئے اور سلام کیا آنحضرت وضو کرنے میں مشغول تھے پس
جواب نکر دیا جب فارغ ہوئے تو جواب دیا اور مصافحہ کیا اون صحابی نے کہا یا رسول اللہ میں اس مصافحہ
کرنیکو اخلاق عجم سے جانتا تھا فرمایا جبکہ دو مسلمان ملاقات کریں اور مصافحہ کریں جھڑتے ہیں گناہ اونکے
جیسے کہ جھڑتے ہیں پتے درخت کے اور مضایقہ نہیں ہی اوس شخص کے ہاتھ چومنے کا کہ بزرگ ہی دین میں یا
نسب تو قدر تعظیم دین کے منقول ہی ابن عمر سے کہ ہم بوسہ دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
مبارک پر اور روایت کیا گیا ہی کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اذن دیجیے مجھکو کہ بوسہ دوں
آپکے سر اور دست مبارک کو پس اذن دیا اونکو اور یہ بھی منقول ہی کہ جب ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ
عنہما کو دیکھا مصافحہ کیا اور بوسہ دیا اونکے ہاتھ کو اور رو رو کر رقت ہوئی اور بعضی حدیثوں میں بوسہ دینے
ممانعت بھی آئی ہی منقول ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ہمنے یا رسول اللہ کیا جھکا کریں ہم وقت سلام
کے فرمایا کہ نہیں پھر کہا ہمنے یا رسول اللہ کیا بوسہ دیا کریں ہم آپس میں فرمایا نہ کہا ہمنے کیا مصافحہ کیا کریں ہم
فرمایا ہاں اور ممکن ہی کہ مراد اس بوسہ سے حرام ہو یہ اور واللہ اعلم ف کتابوں میں ہی کہ مصافحہ میں

مرد عالم اور پرہیزگار کے ہاتہ چومنے کا بطریق تبرک کے اور بزازیہ مین ہی کہ چومنا عالم کے سر کا اچھا ہی
اسکے اور نہین رخصت بیچ چومنے ہاتہ غیر عالم و عادل کے ہوا لمختار اور محیط مین ہی کہ واسطی تعظیم
اسلام اور اکرام اوسکیکے جائز ہی اور واسطی حاصل ہونے دنیا کے مکروہ ہی اور یہہ جو کرتے ہین جاہل
کہ چومتے ہین ہاتہ اپنا جسوقت کہ ملتے ہین کسی سے پس یہہ مکروہ ہی نہین اجازت ہی اسمین اور اسیطرح
جو جاہل مین بوسی کرتے ہین آگے امرا و علما کے پس یہہ حرام ہی اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا اساتہ اوسکے
دونون گنہگار ہوتے ہین اسلیے کہ مشابہ ہوتا ہی بت پرستی کے اور کافر ہوتا ہی زمین بوسی سے اگر ہو بطور
عبادت و تعظیم کے اور اگر بطور تحیت کے یعنے بجائے سلام کے ہو تو کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار مرتکب
کبیرہ کا ہوتا ہی اور کتاب ملتقط مین ہی کہ تواضع واسطے غیر خدا کے حرام ہی جیسے تواضع غنی کی واسطے
غنا اوسکیکے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے تواضع کی غنی کی اسکی غنا کے لیے جاتا رہا دو تہائی
دین اوسکا اسنے اور تواضع اہل شرف و اہل علم دینی کی تواضع واسطے اللہ کے اور واسطے رضا
اسکیکے ہی نہ واسطی غیر اللہ تعالی کے یہہ مسائل در المختار اور قرۃ الانظار مین سے لکہی ہین اور زمین بوسی کرنیکو
جو منع کیا اسنے معلوم ہوا کہ یہہ جو جہلا قبرونکے آگے یا مزار ونکی چوکہٹون پر بوسہ دیتے ہین بہت برا ہی
اسلیے کہ علت جو بیان کی اسمین مشابہت بت پرستی کی وہ یہان بہی پائی جاتی ہی بلکہ زیادہ ہی اور ستے
اور ایسا ہی بوسہ دینا قبر پر منع ہی چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق رح نے مدارج النبوۃ مین لکہا ہی کہ بوسہ دینا
قبر کو اور سجدہ کرنا اوسکو اور سر رکہنا اوسپر حرام و ممنوع ہی اور بیچ بوسہ دینے قبر والدین کے روایتین نقل کی
نقل کرتے ہین لیکن صحیح یہی ہی کہ نہین جائز ہی تمام ہوا کلام حضرت شیخ کا اور سجدہ کرنیکو جو حرام و ممنوع کہا تفصیل
اسکی مائۃ المسائل مین خوب لکہی ہی کہ سجدہ کرنا غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر حرام اور کبیرہ ہی اور اگر واسطے عبادت کے
غیر خدا کو سجدہ کرے موجب کفر و شرک کا ہی اور اگر غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر سجدہ کرے بدون حضور نیت کے
وہ بہی موجب کفر ہی چنانچہ یہہ بات فقہ کی کتابون سے معلوم ہوتی ہی انتہے اور اکرام یعنی خاطرداری کرنی اور گلے لگنا اور بوسہ
لینا وقت آنیکے سفر سے وارد ہوا ہی اور گلے لگنا مکروہ ہی وقت خوف فتنہ کے اور اوٹہنا تعظیم کے لیے نہی مکروہ ہی
اگر ہو بطریق عظمت دنیا کے نہ بطریق عظمت دین کے یعنے بلحاظ امارت اور ثروت کے نہین درست ہی اور بلحاظ بزرگی علم وغیرہ
درست ہی اور مسجد مین اوٹہنا تعظیم کے لیے بہت مکروہ ہی کہ مسجد جگہہ عبادت حق کی ہی پس شریک نکرے دوسرے کو
یعنے وہان اللہ ہی کی عبادت و تعظیم ہوتی ہی اور کسی کی وہان تعظیم کرنی نچاہیے اور صحابہ آنحضرت کے تعظیم کے لیے نہ اوٹہا
کرتے تہے اسلیے کہ حضرت کو خوش نہ آتا تہا اوٹہنا اور فرماتے تہے کہ یہہ عجمیونکی تکلفات مین سے ہی اور جو کچہ کہ مسنون ہی
بہہ ہی فراخی کردینی جگہہ مین اور ظاہر کرنا خلق کا اور تازہ روئی اور دعا کرنی لیکن چونکہ اس زمانہ مین تکلفات

لوگوں میں زیادہ ہو گئے ہیں اور تعصبات انکی شیخوں میں حمل ہو گئی ہیں انبیاء الصلوٰۃ اکرام اسلام کے واسطے
دیع امداد کے مصالحہ میں اور اگر بازار میں ہم ہم ہو تو بہتری کر دان تکلف میں ہو **ف** کتاب
مدخل الطالب میں لکھا ہی کہ قیام یعنے اوٹھنا واسطے تعظیم بادشاہ عادل اور والدین اور دیندار اور پرہیزگار
اور بزرگوں کے مستحب ہی اور فاسق اور فاجر کے لیے مکروہ و ممنوع ہی اور علما کی رکاب پکڑنی بھی داخل ہو
تعظیم کے ہی اور اقوال صحابہ کے اسکے حق میں وارد ہوئے ہیں آیا ہی کہ ابن عباس اور زید بن ثابت ہم
ایک مجلس میں بیٹھے تھے جب زید بن ثابت سوار ہوئے تو ابن عباس نے رکاب انکی پکڑی زید نے
کہا چھوڑ دو رکاب کو اے چچا کے بیٹے رسول خدا کے ابن عباس نے کہا اسطرح حکم کیے گئے ہیں ہم
یہ کہ کریں ہم ساتھ علما اپنے کے پس زید نے ہاتھ ابن عباس کا پکڑا اور چوما اور کہا اسیطرح حکم کیے
گئے ہیں ہم کہ کریں ساتھ اہل بیت نبی کے اور حقوق مسلمانوں سے یہ بھی کہ جان اور مال اور آبرو مسلمانوں کی
حتی الوسع ظالم کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور مظلوموں کی فریاد کو پہنچے اور مددگار اونکا رہے کہ حدیث میں آیا
کہ جسکے آگے فریاد کرے بھائی مسلمان اوسکا اور وہ قادر ہو اوسکی مدد کرنے پر اور پھر مدد نکرے
تو رسوا کریگا اوسکو حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اور جو کوئی مدد کریگا بھائی مسلمان کی مدد کریگا اوسکی
حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی نگاہ رکھے آبرو مسلمانوں کی دنیا میں تو
حق تعالیٰ روز قیامت کے فرشتہ کو اوٹھاویگا کہ اوسکو آگ دوزخ سے نگاہ رکھیگا اور حقوق مسلمان سے
یہ بھی کہ جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب دے ساتھ یرحمک اللہ کے اور حدیث میں ہی کہ جب
چھینکے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور جب وہ یہ کہے تو کہے وہ شخص
کہ اوسکے پاس ہو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اور جب وہ یہ کہے تو چھینکنے والا پھر کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ **ف**
کتاب مدخل الطالب میں لکھا ہی کہ چھینکنے والیکو مستحب ہی کہ چھینکنے میں آواز بلند کرے اور بعد چھینکنے کے
الحمد للہ آواز بلند سے کہے اور سننے والیکو واجب ہی کہ اوسکے جواب میں یرحمک اللہ کہے اور چھینکنے والا
پھر جواب دے والیکو کہے یغفر اللہ لنا ولکم یا کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور یہ حمد کرنی اور جواب
دینا تین چھینکوں تک ہی اور بعد اسکے چھینکنے والا ہر بار حمد کہے اور سننے والا چاہے جواب دے چاہے
نہ دے اور یہ جواب دینا اوس حالت میں ہی کہ چھینکنے والا الحمد للہ آواز بلند سے کہے ورنہ جواب نہیں واجب
اور اگر وقت قضاء حاجت کے یعنی پاخانہ میں یا جماع کے وقت چھینکے تو دل میں حمد کہے آیا ہی کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا یا رب العزت ہم کبھی ایسے حالمیں ہوتے ہیں کہ تیرا ذکر اوس حالمیں کرتے ادب
جانتے ہیں یعنی حاجت اور پاخانہ کے حکم ہوا اُذْکُرُوْنِیْ عَلٰی کُلِّ حَالٍ یعنی یاد کرو مجھکو ہر حال اور

ایسے وقت دل ہی مین یاد کیا کرو اور حدیث مین آیا ہی کہ جواب دینا مین چھینکون تک ہی اور زیادہ ات رکھا ہی
اور یہہ بہی منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ایک چہینکنے والیکا پہر اوسنے ایک چہینک
اور لی فرمایا کہ تو زکامی ہی اور منقول ہی کہ جب آنحضرت چہینکتے تو آواز کو پست کرتے تہے اور موہنہ کو ہاتہہ
یا کپڑے سے ڈہانک لیتے آیا ہی کہ یہو د حضرت کے سامنے قصداً چہینکتے تہے بامید اسکے کہ یرحمکم اللہ کہین
لیکن آنحضرت یہدیکم اللہ کہتے تہے اور حدیث مین آیا ہی کہ چہینک رحمٰن سے ہی اور جمائی شیطان سے یعنے
چہینک سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہی اور عبادت بہ نشاط ادا ہوتی ہی اسلیے اسکو رحمٰن کی طرف نسبت کیا
اور جمائی علامت کسل و ثقالت کی ہی اوسے شیطان خوش ہوتا ہی کہ مین اب خوب اسپر قادر ہونگا اسلیے
اسکو شیطان کی طرف نسبت کیا والا واقع مین پیدا کرنیوالا دونونکا اللہ تعالیٰ ہی ہی اور فرمایا جب کہے
آہ آہ جمائی لینے مین جیسیکہ جمائی لینے مین عادت ہی اسطرح آواز کرنیکی تو ہنستا ہی شیطان اوسکے
پیٹ مین سے صَدَقَ یارسول اللہ **ف** تحفۃ الطالب مین لکہا ہی کہ جمائی شیطان سے ہی جبکہ جمائی
آوے تو ہاتہہ اپنا موہنہ پر رکہہ لے اور آواز بلند نکرے بلکہ تامقدور مطلقاً آواز نکرے اور حقوق مسلمانونکے
یہہ ہی کہ شریرونسے پرہیز کرے اور ساتہہ خلق اور مدارات کے اپنے تئین انکے شر سے نگاہ رکہے اور اونکی برائی موہنہ پر
نہ لاوے کہ یہہ موجب فتنہ اور فساد کا ہی اور یہہ نفاق نہین ہی بلکہ یہہ دفع کرنا شر کا ہی نفاق وہ ہی کہ اہل خیر کی
طرف سے دلمین برائی رکہے اور زبان سے نرمی کرے ابو درداء نے کہا کہ ہم انکسار کرتے ہین ایک قوم کے
موہنہ پر اور دل ہمارے لعنت کرتے ہین اونپر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر اس آیت کے لائے
ہین وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ یعنے مسلمان دور کرتے ہین فحش اور ایذا کو ساتہہ سلام و مدارات
کے ام المؤمنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ ایک شخص نے اذن چاہا آنے کا آنحضرت کے پاس پس فرمایا
آپ نے آنے دو کہ وہ مرد بد ہی اور جب وہ آیا تو آپ نے اس سے اتنا نرم کلام کیا کہ جانا مینے کہ اسکو
دوست رکہتے ہین پس جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رض نے پوچہا کہ یارسول اللہ یہہ کیا حال تہا کہ اول
آپ نے اوسکو مکروہ رکہا اور جب وہ آیا تو اسطرح آپ پیش آئے فرمایا ای عائشہ بدترین لوگونکا خدا تعالیٰ
کے نزدیک وہ شخص ہی کہ چہوڑین اوسکو لوگ بسبب فحش گوئی اوسکیکے نعوذ باللہ منہا اور حقوق مسلمانونسے
یہہ ہی کہ فقیرون اور مسکینون سے اختلاط کرے اور یتیمون پر شفقت و احسان اور ہمنشینی اور مصاحبت
خاص اغنیاء ہی کی اختیار نکرے کہ دعا آنحضرت کی یہہ تہی اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا
وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ اور حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام جب مسجد مین آتے اور کسی
مسکین کو بیٹہا دیکہتے تو اوسکے ساتہہ بیٹہتے اور کہتے ایک مسکین ہمراہ مسکین کے بیٹہا اور کہتے ہین

کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو کوئی امت پیارا نہ تھا مگر کیا جاتا تا مسکین یعنی اس مسکین کے کو دوست
رکھتے تھے کتنے آثار نقل کرتے ہیں کہ جہاں قرآن میں یا ایہا الذین آمنوا واقع ہی بجائی اسکے توریت
میں یا ایہا المساکین واقع ہی اور حضرت موسی علیہ السلام نے سوال کیا کہ ای رب العزت تجھکو کہاں طلب کروں
فرمایا کہ شکستہ دلوں کے پاس اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور رہو تم مردوں سے عرض کیا صحابہ
نے کہ یا رسول اللہ مردے کون ہیں فرمایا کہ اغنیا اور بیچ خبرگیری یتیم کے اور شفقت کرنیکے اسپر ثواب بسیار
آیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور غمخوار یتیم کا بہشت میں ہم ہونگے اور یہہ بھی حدیث میں
آیا ہی کہ جو کوئی رکھے ہاتھ اپنا یتیم کے سر پر از راہ رحم کرنیکے ہوگی اوسکے لیے بعدد شمار ہر بال کے نیکی اور
فرمایا کہ بہتر گھروں کا وہ گھر ہی کہ اوس میں احسان کریں ساتھ یتیم کے اور حقوق مسلمان سے
یہہ ہی کہ ہمیشہ خیرخواہ مسلمانوں کا ہو اور انکی حاجت روائیوں میں سعی کرے اور ہمیشہ درپی اسکے رہے
کہ کسی مسلمان کا دل شاد کرے حدیث میں آیا ہی کہ مومن وہ ہی کہ مسلمانوں کو مانند اپنے جانے اور
اور یہہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی کہ ایک ساعت رات یا دن سے کسی مسلمان کی حاجت میں
صرف کرے خواہ وہ حاجت بر آوے یا بر نہ آوے بہتر ہی اسکے لیے دو مہینے کے اعتکاف سے
اور یہہ بھی فرمایا ہی کہ جو کوئی خوش کرے دل کسی مسلمان کا یا مدد کرے کسی مظلوم کی تو بخشے
گا اسکے لیے حق تعالی اور حدیث میں آیا ہی کہ دو خصلتیں ہیں کہ اونسے بالاتر کوئی نیکی نہیں ہی ایمان
لانا ساتھ اللہ کے اور نفع پہنچانا اللہ کے بندوں کو اور یہہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ بہترین اعمال سے ہی
شاد کرنا کسی مسلمان کی خاطر کا اور یہہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم
یا مظلوم عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مدد کرنا ظالم کا کیونکر ہوگا فرمایا ساتھ منع کرنیکے ظلم سے
یعنی اوسکی مدد یہی ہی کہ اوسکو ظلم سے باز رکھے اور منقول ہی معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے
کہ جو کوئی ہر روز یہہ دعا میں بار پڑھے اوسکو ابدالوں میں لکھتے ہیں اللھم اصلح امۃ
محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد ف
امام غزالی احیاء العلوم میں لاتے ہیں کہ جو کوئی یہہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اللھم اغفر
لامۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم تجاوز عن امۃ محمد
اوسکو ابدال کے درجہ میں لکھتے ہیں یہہ حضرت شیخ عبد الحق نے مشکوۃ کے ترجمہ میں لکھا ہی از حقوق
مسلمان سے یہی کہ عیادت کو جاوے بیمار کی کہ بیچ عیادت مریض کے ثواب بسیار ہی حدیث
میں آیا ہی کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی اول روز میں تو جا ساتھ رحمت و مغفرت کے کرتے ہیں اوسکے

ستر ہزار فرشتے شام تک اور اگر عیادت کرے اوسکی آخر روز میں یا اول شب مین تو دعای مغفرت و رحمت کی کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح تک اور ہوتا ہی اوسکے لیے باغ جنت مین اور بیہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی ہمیشہ بہتا جاتا ہی دریائی رحمت میں یہانتک کہ بیٹھتا ہی پس جب بیٹھتا ہی غوطہ مارتا ہی دریای رحمت مین **ف** اور روایت میں آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور عیادت کرے اپنے بہائی مسلمان کی واسطے طلب ثواب کے دور کیا جاتا ہی دوزخ سے بقدر مسیرت ساٹھہ برس کے اور آداب عیادت سے یہہ ہی کہ دست نہ بیٹھے بیمار کے پاس مگر یہہ کہ راضی ہو بیمار ست بیٹھنے سے اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے اور اظہار رقت کا کرے اور دعا کرے اوسکے لیے اور اوسکے عیبوں کے طرف نظر نکرے یعنی جیسے آنکہ سوجی ہو یا سر اور مانند اوسکے تو اوسکو دیکھے نہیں اسلیے کہ اوسکو شرمندگی اور ملال ہم پہنچیگا اور حدیث مین ہی کہ پوری عیادت مریض کی یہہ ہی کہ اپنا ہاتہہ بیمار کی پیشانی یا ہاتہہ پر رکہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عیادت ایکبار سنت ہی اور زیادہ اسکے نفل ہی اور بعضون نے کہا کہ عیادت بعد تین دن کے کرے **ف** لیکن یہہ قول قابل اعتماد کے نہین اور سنت نزدیک محدثین کے عیادت اول مرض میں ہی نہ بعد گذرنے تین دن کے اور اکثر علما اسپر ہین کہ عیادت مقید کسی وقت پر نہیں جب چاہے کرے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے آئے اور کئی بار فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ **ف** ابن عباس سے ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان کہ عیادت کرے مسلمان کی اور کہے سات بار أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ شفا پاویگا وہ بیمار مگر یہہ کہ آئی ہو موت اوسکی کہ یہہ مرض لاعلاج ہی یہہ روایت مشکوۃ میں ہی اور آداب مریض کا یہہ ہی کہ ساتہہ ادب نیک کے رہے کہ مرض سے شکایت نکرے اور جزع فزع نکرے اور صبر کرے اور دوا کرے اور بعد دوا کے توکل خدائی تعالے پر رکہے اور دوا کرنی منافی توکل کے نہین ہی اسلیے کہ دوا بہی پیدا کی ہوئی خدائے تعالے کی ہی اور منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے آئے اور فرمایا کہ کہہ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَعْجِيلَ عَافِيَتِكَ أَوْ صَبْرًا عَلَى بَلِيَّتِكَ أَوْ خُرُوجًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَى رَحْمَتِكَ وَإِنَّكَ سَتُعْطِي إِحْدَاهُنَّ

اور مستحب ہے بیمار کے لیے کہ کہے أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ ف عثمان بن
ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ شکوہ لائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک درد کا کہ تھا اونکے بدن میں پس
فرمایا اونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رکھ تو ہاتھ اپنا اوس جگہ پر کہ دکھتی ہے تیرے بدن سے اور کہہ
بسم اللہ تین بار اور کہہ سات بار أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ کہتے ہیں
عثمان کہ پس کیا میں نے اسطرح پس دفع کیا اللہ نے اوس درد کو کہ تھا میرے بدن میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے اوپر
قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکے اور پھونکتے ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنی پھونککے بعض جسم
پر پھیرتے ہاتھ اپنے اوس دم کی جگہ سے لیکر تمام اعضا پر جہانتک کہ پہنچ سکے پس جبکہ وہ بیماری ہوئی آنکو کہ
جس میں وفات پائی ہے میں کہ دم کرتی اوپر انہی دو سورتوں کہ حضرت دم کیا کرتے تھے اسطرح کہ پڑھتی میں
اور لیتی ہاتھ حضرت کے دست مبارک اور اوس میں پھونکتی اور دونوں ہاتھ بدن مبارک پر پھیرتی اور حضرت کے
امت میں سے کوئی بیمار ہو تو اوسیطرح جیسے حضرت دم کرتے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ
روایس مشکوۃ میں ہے اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ تعزیت کرے بھائی مسلمان کی اور اوسکے جنازہ پر
حاضر ہو حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاضر ہو مسلمان کے جنازہ پر اوسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے
حدیث میں آیا ہے کہ قیراط مانند کوہ احد کے ہے اور جانے کہ مقصود جنازہ پر حاضر ہونے سے ادا کرنا حق میت کا
اور عبرت پکڑنی ساتھ موت کے ہے منقول ہے کہ مالک بن دینار رضی اللہ عنہ جنازہ کے پیچھے جاتے تھے اور
روتے تھے اور کہتے تھے قسم خدا کی نہیں جانتا میں کہ ساتھ کس چیز کے جلوگا پہالے اور کب تک ہونگا پہان
اور حدیث میں ہے کہ میت کی تین چیزیں رہتی ہیں دو لوٹ آتی ہیں اوس سے بہائی میں اور ایک ہمراہ جاتی ہے دو چیزیں
بہائی میں وہ اہل و مال ہیں اور وہ جو ساتھ جاتی ہے عمل ہے اور آداب تعزیت کے یہ ہیں کہ غمگین ہو وے
اور ماتم کرے اور تبسم نکرے اور مصیبت زدہ کو تسلی دے اور اگر وہ جاہل ہو تو ملامت سے بے صبری پر
صبر دینے میں مبالغہ کرے کہ بعضے جاہل اسکے مقابلہ میں کفر بکنے لگتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک اور حقوق مسلمانوں
سے ہے کہ زیارت اونکی قبروں کی کرے اور جانے کہ مقصود زیارت سے دعا اور عبرت دل کی ہے منقول ہے
امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب زیارت کرتے قبر کی تو اسقدر روتے کہ محاسن شریف اونکی تر
ہو جاتی اور کہتے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قبر اول منزل ہے منزلوں آخرت کے سے
اگر اوس سے نجات ہوئی تو کار بعد اسکے آسان ہے اور اگر اوس سے نجات نہوئی تو دشوار ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ
قبروں میں بیٹھتے تھے پس اونسے پوچھا لوگوں نے سبب اسکا کہا کہ کیونکر نہ بیٹھوں ساتھ ایسی قوم کے کہ

دلاتی ہی مجھے آخرت کو اور رجب وشعبان ہونا ہی نے تو امن میں ہو گئے ہین مجکو غلیت سے بعنے جب
مریا اپنا یاد آیا تو غریب غیبت کی کمان آور حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی کہ گذرے
قبرون پر اور اپنے حال مین تفکر نکرے تو خیانت کی اوسنے اپنے حق مین ہی اور اوسکے حق مین ہی
یعنے اونکی زیارت سے جو سوچ ہوتا اپنے حال مین اور موت یاد آتی جب وہ نہوئی تو گویا خیانت کی
اونکے حق مین ہی اور اپنے حق مین ہی آور حدیث مین آیا ہی کہ ایکروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوار
گذرے ایک جگہہ پر پس کود امرکب ونکا پوچھا کہ یہان مقبرہ کفار کا ہی عرض کیا صحابہ نے کہ ہان یارسول
اللہ ہی فرمایا کہ جو کچھہ کہ مین سنتا ہون کہ کیا عذاب ہوتا ہی اہل قبور کو اگر تم سنو تو ترک کرو کہانے پینے کو
اور منقول ہی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایکروز ہم ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کی طرف
باہر نکلے پس بیٹھے آپ ایک قبر پر اور روئے اور ہم ہی روئے پس فرمایا کہ کس چیز نے رولایا تمکو کہا ہمنے
کہ آپ کے رونے نے رولایا ہمکو یارسول اللہ فرمایا کہ یہہ قبر ہی آمنہ وہب کی بیٹی کی کہ یہہ نام آنحضرت کی
والدہ کا ہی اذن چاہا مینے خدا تعالی سے کہ زیارت کرون اسکی پس اذن دیا مجکو اور بعد اسکے اوسکی
مغفرت مانگنے کا اذن چاہا مینے پس اذن ندیا مجکو پس رولایا مجکو شفقت مادری نے اور یہی کلام ہی متقدمین کا
کہ آپکے والدین کی مغفرت نہین ہوئی بسبب کفر کے لیکن بعضے متاخرین نے ملاحظہ کیا ہی آنحضرت کے
والدین کے کافر کہنے سے اور کہتے ہین کہ تمام باپ دادا آنسرور کے باایمان گئے ہین اور بعضون نے
توقف کیا ہی اس مسئلہ مین آور آداب زیارت قبور کے یہہ ہین کہ اول کہر مین دو رکعت نماز کی ادا کرے
اور ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑہے اور ثواب اسکا میت کو بخشے
بعد اسکے راہ مین لایعنی بات مین مشغول نہووے اور جب مقبرہ مین پہنچے تو جوتہ آتارے کہ حدیث مین
اسیطرح ہی اور جب قبر پر پہنچے تو سامنے میت کے مونہہ کے کہڑا ہووے اور سلام کرے جیسا کہ زندہ کو
کرتا ہی بعد اسکے قبلہ کی طرف مونہہ کرکر کہڑا رہے اور کہڑا ہونا بیست جگہہ مین اولی ہی کہرے ہونے سے
بلند جگہہ پر اور قرآن پڑہے اور دعا کرے اللہ تعالی سے اور تضرع کرے اور قبر کو بوسہ ندے اور نہ ہاتہہ
اوسپر رکہے کہ یہہ نصاری کی عادات سے ہی اور یہہ دعا پڑہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ وَالْمُتَقَدِّمِیْنَ مِنْکُمْ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ اور اگر مقبرہ شہدا کا ہو تو یہہ کلمات ہی کہے سَلَامٌ
عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ بعد اسکے بیٹھے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
بعد اسکے کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ

لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر بعد اسکے سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے بعد
اسکے قل ہو اللہ احد سات بار پڑھے یا دس بار کہ حدیث میں آیا ہی کہ فضیلت اسکی ایک تہائی قرآن کے برابر ہی
سب کی قبریں اور مقابر زیارت کرنے والے کے ہمسایہ اور مردوں کے لیے دعا کرے اور کہے اللّٰہم
آنس وحشتهم وامن روعتهم ولقن حجتهم ونفس عن ذنبهم ونور قبورهم
وارحم غربتهم وتقبل حسناتهم وکفر سیئاتهم وصلی اللّٰه
علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین
اور بہتر ہیں اوقات زیارت کا دن پیر کا اور جمعہ رات کا اور جمعہ اور بعضے ہیں اور زیارت کرلی دن
جمعہ کے بعد چار جمعہ کے اول ہی اور رات میں شب برات ہی اول میں زیارت کے لیے خصوصاً شب برات
اور بعضے وقت میں زیارت کے سبب جب جانے کرے یہ ہی بیان آداب جو ہیں گذرا اسکا خاتمہ تمام
خلائق کے اور مرجع تمام اخلاق کا یہ ہی کہ جسکو اپنے پسند رکھے سب مسلمانوں کو دوست رکھے
کہ کمال ایمان کا یہ ہی ہی اور چاہیے کہ کسیکو زندہ اور مردہ سے بطور حقارت نہ دیکھے اگرچہ فاسق ہو
کہ خاتمہ کار اوسکا بھلائی پر ہو اور خاتمہ کار اپنا برائی پر کہ اعتبار خاتمہ پر ہی ہی حکم مستوری و مستی
ہمہ بر خاتمہ است + کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد + اور دوسرے کو بدلے دنیا کے اہل سے بد
نہیں ہوا اور بہ دنیا اور دنیادار کو معظم و مکرم مت رکھے کہ دنیا خدا تعالیٰ کے آگے کچھ قدر نہیں رکھتی
حدیث میں آیا ہی کہ اگر دنیا کو خدا تعالیٰ کے آگے بقدر پر مچھر کے کچھ قدر ہوتی تو کسی کافر کو اوس میں سے
گھونٹ پانی کا نہ دیتا اور دنیادار کے سامنے عاجزی نہ کرے کہ ظاہر ہونا اسکا سر میں اسکا اور دین اسکا ضائع ہوگا اور اگر ایسا
بنظر رحمت سے دیکھے تو بہتری کہ خدا تعالیٰ کا غضب اوپر کافر ہی اور اوپر محبت دنیا کے لوگ کے
اعتماد نکر اور ساتھ اون کے جھوٹ مت بول کہ تیرے منہ پر کہیں معذرت ہر کہ وجود ایسے شخص کا کرنا ہو جاے
یکساں ہو حکم عصا کا رکھتا ہی اور جسکے ہو سکے آپ نیک رہ اور مت کہہ کہ برائی کرتا ہی میں کیا
بھلائی کروں کہ پرکوں بسبب عمل اسکے گروہ ہوگا اور بسبب احتیاج کے کر دکھانا ہو طمع مت کر کہ بعد ہیچ کے
عرض کو خوار ہوگا اور بسبب بے احتیاجی کے بھی تکبر مت کر کہ ساتھ محتاج ہو جائی تو اور اگر کسی سے کچھ
چاہیے تو اور مدد پاوے تو تم اوسکا مت رہ کہ رنج دشمنی کا بدتری رنج نہ پانے سے اور جسکو
جانے کہ نصیحت میں مانے گا اوسکو نصیحت کر کہ تمہیں ہو ویگا اور بہتر یہ ہی کہ نصیحت کا پیرا علی العموم
یہ شخص معین کو تا کہ جو استعداد قبول کی رکھے نصیحت کا رکھتا ہوگا وہ آپ مان لیگا اور غرض اوسے حاصل
ہوجائیگی اور کوشش اس میں کر کہ غرض تیری زمانے کے لوگوں سے کم پڑے کہ عزت اسی میں ہی اور بسلامت ہوا

قناعت کے میسر نہیں ہوتی اور اگر وہ تیری غیبت کریں یا کچھ برائی پہنچاویں تو صبر کر اور کام اپنا خدائے جل وعلی کو
سونپ کہ صبر کو بڑی ہی تاثیر ہی قرآن مجید مین فرمایا ہی اللہ تعالی نے وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور برائی کے بدلہ لینے مین مشغول نہو کہ عمر ضائع ہوگی اور حسرت زیادہ ہوگی اور
(اور چھوڑ انکو چھوڑنا اچھا)
اپنی ریاست لئے اپنی تعریف نکر اسلیے کہ اگر وہ بات لائق تعریف کے واقع مین ہی تو آپ ظاہر ہو جاویگی
اور اگر ظاہر نہو تو بھی غم نہین ہی کہ اچھی بات اچھی ہی ہی ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو اور جبکہ لوگ تجھکو دوست رکھیں
تو جان کہ تجھ مین کچھ نقصان ہی اسلیے کہ حب و بغض لوگونکا خدا کے ہاتھ ہی ف یعنی اللہ کے نزدیک
اگر تو اچھا ہو تو وہ لوگونکے دلونکو آپ ہی مائل کرتا تیری طرف اور مراد لوگوں سے نیک لوگ ہیں بدوں کا
اسمین کچھ اعتبار نہین کہ وہ اچھونکو برا جانتے ہیں اور بدوں کو اچھا یہ بات حدیثوں سے سمجھی جاتی ہی اور
اگر لوگونکی صحبت سے بھاگتا رہ کہ جو کہ قابل صحبت کے ہین سب ہی کم ہین قول ہی حضرت امیر المومنین
شاہ مردان رضی اللہ عنہ کا کہ اِخْوَانُ الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ اور جسکا تو امتحان نکرے
(زمانے کے لوگ جاسوس ہیں عیبونکے)
اسپر اعتماد نکر اور تھوڑی سی ملاقات و ہمنشینی پر مغرور نہو جبتک کہ معاملہ نکر اسپر پڑے اور جو امتحان کا یہ ہی
کہ سب حالتوں مین اوسکو آزماوے تو حالت معزولی مین بھی اور حکومت میں بھی اور محتاجگی میں بھی اور غنا مین بھی
اور غضب مین بھی اور رضا مین بھی اور حاضر مین بھی اور غائب مین اور عیش مین بھی اور سختی مین بھی جب
حالتونمین یکسان ہو تو وہ قابل مصاحبت کے ہی پس اگر ایسا آدمی پاوے تو اگر بڑا ہی تو اسکو بجای باپکے
جان اور اگر چھوٹا ہی تو بجای بیٹے کے جان اور اگر برابر ہی تو بھائی ٹھہرا اوسکو ورنہ کنارہ کر اوسسے
نہ بھائی کسیکا ہو اور نہ باپ اور نہ بیٹا **فصل دوسری** بیچ حقوق ہمسایہ کے اور ماں باپ کے اور اولاد
اور بزرگونکے پس حقوق ہمسایہ کے اول جاننا چاہیے کہ ہمسایہ کا حق ہی اگرچہ مشرک ہو اور بیچ ماکسہ علیہ
کرنے حقوق ہمسایہ کے حدیثین بہت آئی ہیں آیا ہی حدیث مین کہ اَحْسِنْ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَكَ
تَكُنْ مُسْلِمًا یعنے نیکی کر ہمسایہ سے تا مسلمان ہووے تو ہمسایہ کی ساتھ نیکی کر جسکو سنت اسلام کا کیا نا چاہتے تو
کہ مسلمانی بیچ رعایت حق ہمسایہ کے ہی حدیث مین آیا ہی کہ جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آتے تو ادا کرنے حق ہمسائگی کے وصیت کرتے اور حدیث مین آیا ہی کہ پھر مارنا ہمسایہ کے کتے کو
ایذا اوسکی ہی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا صحابہ نے کہ فلانا شخص ہمیشہ روزہ
رکھتا ہی اور شب بیدار رہتا ہی لیکن ہمسایہ کو ایذا دیتا ہی فرمایا کہ وہ آگ دوزخ میں ہی اور آیا ہی
کہ ایک بزرگ نے لوگونکے آگے بہتات چوہوں کی شکایت کی لوگوں نے کہا کہ بلی کیوں
نہین رکھتے تم کہ چوہے جاتے رہین کہا کہ مین ڈرتا ہوں کہ بلی کی آواز سنکر ہمسایہ کے گھر میں چلے

چاہیے پس جو کچھ کہ اپنے لیے پسند کروں دوسرے کے لیے کیونکر پسند کروں اور حق ہمسایہ کا مرتبع کر لینا
ہی کا ہے یہی ہے کہ اپنے مقدار جو واجب کیا جائے کہ رحمت وسعت سے کرے اور اوسکی ایذا کا تحمل کرے کہ آیا ہے
کہ وہ اور اپ کہ ہمسایہ فقیر سا وعدہ ہے کہ جھگڑے گا کہ کیوں اوسکے ساتھ احسان کیا اور جملہ حقوق ہمسایہ سے
یہ ہے کہ ابتدا کرے اوسے ساتھ سلام کے اور لڑے نہیں اوسے اور تھوڑی سی خبر دریافت کرے اوسکے
اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے خصوصاً اوس وقت کہ مدد نکر سکے اوسکی اور اگر وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اوسکی
مصیبت میں تسلی دے اور غم و شادی میں شریک ہو اور اوسکی خطا سے درگذر کرے اور اوسکے قصور معاف
کرے اور کوٹھی پر سے اوسکے گھر میں نظر نکرے اور اگر اوسکی دیوار پر کڑی رکھے تو مانع ہو اور اگر اوسکے پرنالے کا
پانی آوے تو لڑے نہیں اوسے اور اوسکی راہ تنگ نکرے اور جو کچھ کہ اوسکے گھر میں آوے اوسکو دیکھے
نہیں یعنی اسلیے کہ شاید اوسکو ناگوار ہو اور عیب اوسکا ڈھانکے اور اوسکے گھر کے لوگوں کو نہ دیکھے اور اوسکی طرف
نظر بد نکرے اور اگر ہمسایہ کہیں جاوے تو اوسکے گھر کی محافظت سے غافل نرہے اور اوسکی اولاد پر مہربانی
کرے اور جو کچھ کہ دین و دنیا میں اوسکے کام آوے بتا دیوے اور اگر محتاج ہووے تو قرض دیوے اور
مکان اپنا اسا لمبا نکرے کہ اوسکے گھر کی ہوا رکے مگر اوسکے اذن سے مضایقہ نہیں اور اگر میوہ کھاوے
[illegible] کہ اوسکے گھر بھی بھیجے اور اگر یہ میسر نہو تو پوشیدہ کھاوے اور اپنے بچے کو میوہ لیکر باہر
نہ نکلنے دے تا کہ ہمسایہ کا بچہ دیکھے اور اپنے باپ سے ضد کرے اور اوسکے لیے کہ حکم ہی دے حاصل یہ
کہ تمام حقوق اسلام کے سو حقوق ہمسائگی کے بجالاوے مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے
پاس تھا اور اونکا غلام ایک بکری ذبح کر رہا تھا عبداللہ نے کہا اے غلام اول اس بکری میں سے یہودی کو
دیجیو کہ ہمسایہ ہمارا ہی اور یہ بات مکرر کہی عبداللہ نے اور منقول ہی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے
آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں دو ہمسائے رکھتی ہوں کہ ایک میرے دروازے کے
سامنے رہتا ہی اور ایک دور سے رہتا ہی اور کبھی میرے پاس ایک چیز ہوتی ہی کہ دونوں کو نہیں پہنچ
سکتی کس کو دوں [illegible] فرمایا اوسکو کہ گھر اوسکا سامنے دروازہ کے ہی اور منقول ہی
کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول کیونکر معلوم ہووے کہ میں نکو ہوں
یا بد فرمایا کہ اگر تیرے ہمسائے تجکو نیک کہیں تو نیک ہی تو اور اگر بد کہیں تو بد ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ
جبرائیل سلامی کو ہمیشہ ماننا چاہیے تو سمجھ کر ای اوسکو عرض کیا صحابہ نے کہ کیونکر ہوتا ہی یا رسول اللہ
فرمایا اسطرح کہ دو حق رکھتی ہمسائے اور حقوق ماں باپ اور اولاد کے پس چاہیے کہ صلہ رحم ایک
واجبات دینی سے ہے اگر اقربا اوسکے محتاج ہوں اور اوسکو دسترس ہو تو واجب ہی کہ خبرگیری اوسکی ہم

ونفقہ سے کرتا ہے آور رحم اوس قرابت کو کہتے ہیں کہ بواسطہ بیٹ کے ہو اگرچہ دور ہو اور اگر باوجود اسکے
قرابت اسطرحکی ہو کہ حرام ہووے نکاح تو اوسکو ذی رحم محرم کہتے ہیں پس ہوسکتا ہی کہ ایک شخص ذی رحم بہی ہو
اور محرم بہی مانند باپ اور ماں اور بہائی اور بہن اور مانند انکے اور یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ ایک شخص محرم ہو لیکن
ذی رحم نہو مانند دودہ شریک بہن بہائی کے اور یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ ذی رحم ہو اور محرم نہو مانند بیٹے چچا اور خالہ کے
مثلاً اور بیچ رعایت حقوق اقربا اور رحم کے حدیثیں بہت وارد ہوئی ہیں حدیث قدسی میں آیا ہی کہ حقتعالے
فرماتا ہی کہ رحم مشتق ہی میرے نام سے کہ رحمن ہی جو کوئی ملاوے رحم سے یعنے سلوک کرے ناتے دار سے
ملاؤنگا میں ساتہہ اوسکے یعنے رحمت کرونگا اوسپر اور جو کوئی کاٹے ناتا کاٹونگا میں اوسے یعنے اپنی رحمت سے
محروم کرونگا اوسکو آور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ عمر میری دراز ہو اور رزق وسیع
تو چاہیے کہ ڈرے خدا سے اور ملاوے ناتا یعنے سلوک کرے ناتے داروں سے آور ابو ذر کہتے ہیں
کہ وصیت کی مجکو خلیل میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ سلوک کرنیکے اقربا سے اگرچہ فقیر ہو جاوین اور
وصیت کی یہہ کہ حق کہے تو اگرچہ تلخ ہو اور یہہ بہی حدیث میں ہی کہ صدقہ دینا مسکینوں کو ایک صدقہ ہی اور
ذی رحم کو دینا دو صدقے ہیں یعنے دگنا ثواب ہوتا ہی اور یہہ بہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
بہترین خیرات خیرات کرنی ہی اون اقربا پر کہ دشمنی رکہتے ہوں اسے اور یہہ داخل حسن خلق کے ہی اور خصلت
صدیقون کا ہی آور چونکہ ماں باپ اور اولاد قریب تر اقربا کے ہیں ضرور ہوا کہ حق قرابت اور رحم انکے باب میں
زیادہ سے زیادہ ہو آور حدیث میں ہی کہ نیکی کرنی والدین سے افضل ہی نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ
اور جہاد سے آور یہہ بہی حدیث میں ہی کہ بو بہشت کی پانسو برس کی راہ سے آتی ہی اور نہین پاویگا اوس
بو کو نافرمان ماں باپ کا اور کاٹنے والا ناتے کا آور ایک روز آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتہہ
بیٹہے ہوئے تہے کہ ایک شخص پہونچا اور کہا یا رسول اللہ آیا کچہ حق ہی ماں باپ کا کہ باقی رہتا ہی بعد مرنے
انکے فرمایا کہ ہاں دعا اور بخشش مانگنی ہی انکے لیے اور بجالانا انکے عہد کا اور اکرام کرنا انکے دوستوں کا
آور حدیث میں ہی کہ نیکترین نیکوں کا وہ ہی کہ باپ کے دوستوں سے نیک ہو آور یہہ بہی حدیث میں ہی کہ جب
ملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتہہ زمین پر آتے ہیں تو اول مکہ میں اوترتے ہیں بعد ازآن ہر جانب
متفرق ہوتے ہیں پہر مکہ ہی میں جمع ہوتے ہیں پس پوچہتے ہیں جبرئیل علیہ السلام اونسے کہ جانتے ہو تم
کہ کیا معاملہ کیا حق سبحانہ وتعالی نے امت محمد علیہ السلام کے ساتہہ اس شب میں ملائکہ کہتے ہیں کہ سبکو
بخشا مگر تین جماعت کو ماں باپ کے ایذا دینے والونکو اور شراب خوارونکو اور اونکو کہ کینہ رکہتے ہیں مسلمانسے
آور حقوق ماں کے زیادہ ہیں باپ کے حقوق سے بیچ مہربانی اور خبرگیری کرنیکے حدیث میں آیا ہی کہ بہہ

اس سبب سے ہی کہ والدہ زیادہ مہربان ہی باپ سے اور دوسری مہربانی کی رو سے مربی بھی اسلیے
سبب سے اسکا حق زیادہ ہی اور اگر ورا ساتھی امیر المؤمنین حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں آئی ہی لیکن ہی وہ مشرکہ آیا احسان کروں میں
اوسکے اور حق صلہ رحم کا بجا لاؤں فرمایا کہ ہاں اور جسکے بیچ رعایت کرے حقوق والدین کے حدیث میں
آئی ہی بیچ حقوق اولاد کے ہی آئی ہی ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی
نیکی بہتری یا رسول اللہ فرمایا کہ نیکی کر اپنی ماں باپ سے کہا اوسنے کہ ماں باپ نہیں رکھتا ہوں فرمایا کہ نیکی
کر اپنی ساتھ اولاد کے اسلیے کہ جسطرح تیری ماں باپ کا حق ہی تجھپر اسیطرح تیری اولاد کا بھی تجھپر حق ہی
اور حدیث میں آیا ہی کہ رحمت کرے حق تعالی اوس باپ پر کہ مدد کرے اپنے بیٹے کی نیکی پر یعنے
اعانت ہو اسکو فرمانبرداری پر اگر مدد ہو اور حدیث میں ہی کہ جب بیٹا چھ برس کا ہو تو ادب دے اوسکو
اور جب نو برس کا ہو تو بچھونا اوسکا جدا کر اور جب تیرہ برس کا ہو تو نماز پڑھنے پر مار اوسکو اور
جب سولہ برس کا ہو تو نکاح کر دے اوسکا بعد اوسکے اوسکو بیٹھ کر کہے کہ جو کچھ حق تھا ادا ہوا
آیندہ جو کچھ اوسکے نصیب میں ہو اور بعضی حدیثوں میں آیا ہی کہ جب سات برس کو پہنچے فرزند تو حکم کر
اوسکو نماز کا اور جب دس برس کو پہنچے تو مار اوسکو اگر نماز نہ پڑھے اور اقرع بن حابس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بوسہ لیتے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں
میں نے ہرگز نہیں بوسہ لیا کسیکا فرمایا مَن لَّا یَرحَم لَا یُرحَم یعنی جو کوئی رحم نہ کرے رحم
نہ کیا جاوے اوسپر یعنے اللہ تعالی اوسپر رحم نہیں کرتا اور یہ بھی حدیث میں ہی کہ اَکرِمُوا الاَولَادَ
بحمر الحسنۃ یعنی تو فرزند کی توقیر کی ہی اور ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے
اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے تھے پس اوتر آئے حضرت منبر سے اور اوٹھا لیا اونکو اور پڑھا
آیت شریف اِنَّمَا اَموَالُکُم وَاَولَادُکُم فِتنَۃٌ اور حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور سجدے میں تھے کہ حسن رض آئے اور اوپر گردن مبارک
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراز کیا
سجدہ کو یہاں تک کہ لوگوں نے سبب درازی سجدہ کے خیال کیا کہ کوئی امر حادث ہوا ہی
جب تمام کیا نماز کو تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیوں دراز کیا آپ نے سجدہ کو یا رسول اللہ فرمایا کہ میرے
بیٹے نے مجھکو سواری اپنی کیا تھا مکروہ جانا میں نے کہ جلدی کروں میں تا وہ حاجت اپنی ادا کرے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجمل حقوق والدین کے وہ ہیں کہ بیچ حقوق بارہ اور بھائی چارہ کے

مذکور ہوسے بلکہ یہہ رابطہ موکد تر اور قوی تر ہی رابطہ ہمسائی جوارہ سے اور یہان دو امر زیادہ ہین کہ ہیچ رابطۂ ہمسائی جوارہ کے رعایت انکی واجب نہین ہی ایک تو یہہ کہ اکثر علما اسپر ہین کہ فرمان برداری مان باپ کی واجب ہی شبہات مین اگرچہ حرام محض مین واجب نہین پس اگر طعام شبہہ کا ہو اور مان باپ نیر سے نہ کہانے سے اوسکو ایذا پاتے ہون تو واجب ہی کہ اطاعت کرے تو اسلیے کہ ترک کرنا شبہہ کا ورع کے قبیلہ سے ہی اور رضا مان باپ کی اصل واجب ہی پس ترجیح رکہنی ہی رعایت انکی رضا کی رعایت ورع پر اور دوسرے یہہ کہ جائز نہین ہی سفر کرنا واسطے حج نفل کے مگر اونکے اذن سے اور بموجب قول بعض کے واجب نہین ہی جلدی کرنی حج فرض مین یعنی سال اول مین کرنا واجب نہین ہی بدون انکے اذن کے اور نکلنا واسطے طلب کرنے علم نفل کے بہی جائز نہین ہی مگر یہہ کہ علم فرض ہو قسم علم نماز و روزہ کے سے اور شہر مین کوئی ہووے نہین کہ تعلیم کرے تو جائز ہی منقول ہی کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور قصد جہاد کا کیا آپ نے اوسکو فرمایا کہ آیا زندہ ہین مان باپ تیرے یمن مین اوسنے کہا کہ ہان فرمایا کہ کیا اذن دیا ہی انہون نے تجکو جہاد کرنیکا اوسنے کہا کہ نہین فرمایا کہ پہر جا اور اذن طلب کر اگر اذن دین وہ تو جہاد کر ورنہ جا اور جہانتک ہوسکے نیکی کر اونسے کہ یہہ بہتر ہی اون چیزونسے کہ حکم کیا گیا ہی ہمکو انکا بعد توحید کے اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تا مشورت کرے آنحضرت سے جہاد مین جانیکی فرمایا کیا آیا ہی تیری مان اوسنے کہا ہان فرمایا جا اور اوسکے پاس رہ کہ بہشت اوسکے پانو نیچے ہی اور حدیث مین ہی کہ حق بڑے بہائیکا مانند حق باپ کے ہی ف کتاب شرعۃ الاسلام مین لکہا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ نہین اوترتے ملائکہ یعنی رحمت کے اوس قوم پر کہ اونمین کاٹنے والا ناتے کا ہی اور لکہا ہی علمانے کہ سلوک کرنے والا ناتے دارونسے وہ ہی کہ ناتے دار اوسے انقطاع کرتے جاوین اور یہہ سلوک کرتا رہے اونسے پس صلہ رحم یعنے سلوک کرنا ناتے دارون سے واجب ہی اگرچہ ساتہہ سلام اور دعا اور ہدیہ کے ہو اور مکروہ رکہی ہے بعضے بزرگون نے ہمسائگی اقربا کی اسلیے کہ انسے حرمت اور ہیبت نہین رہتی پس باعث ہوتا ہی یہہ انقطاع کا اور ملاقات کرتا رہے قرابتیون سے کبہی کبہی اسلیے کہ یہہ زیادہ کرتا ہی الفت و محبت کو بلکہ ملاقات کیا کرے اسلیے کہ یہ یقینا باہم مضبوط ہین اور ہوتی ہین ہر قبیلہ کے لوگ اور ہم جدی یکدیگر مددگاری مین غیر سے اور یہہ رد کرے بعضا انکا حاجت بعضے کی اسلیے کہ یہہ قبیلہ کا ٹوٹنا ہے ناتے کے ساتہہ اور انہین پہنچا اور بڑے بہائی کو اور

ماں باپ کے اور محسن جانا ہوں کو بعد ایمان کے تعظیم اور خدمت اور اطاعت میں تو رہنا چاہیے کیونکہ
کل ماں باپ سے افضل حرب اولاد خیر وصی ہے کہ نزدیک کل ہیں اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ نے
اونکے احسان کر نیکو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہی پس شکر ہو سپاس انکیلئے اس آیہ میں اور قضی
وَرَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور حدیث میں آیا ہی کہ نیکی کرنا ماں باپ سے نیکی ہے
اور حکم کیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو سوا اسکے اور ماں باپ سے احسان کرو
سب نیکیوں سے بہتر ماں کا ... ماں باپ سے ہی پس نیکی کرنا ماں باپ سے واجب ہی اور حدیث میں آیا ہی اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ
الْاُمَّهَاتِ پس ماں باپ کے حقوق میں سے یہ ہی کہ نیکی کرے اونسے اور خدمت کرے اونکی جسک
درمیان تک کہ راضی ہوں بیٹے ور ... اونکو رنج میں اگرچہ تھوڑا سا ہو اور نہ بلند کرے آواز
اپنی آواز پر کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ اور اونسے پکار کر کلام نہ کرے اور اطاعت کرے
اونکی ساتھ حرمت اسلئے کہ رضا رب جل جلالہ کی اونکی رضا میں ہی اور غصہ اللہ تعالیٰ کا اونکی غصہ میں ہی
پست کرے کو طرف غیر ماں باپ کے اونکو حقیر جانکر جیسے بعضے ارذل اپنے کو ... بزرگ کی اونکی
ساتھ ... سے میں ہی کسکی اولاد میں مشہور کر دیا ہے کہ کسکی اولاد میں ... باعث لعنت کی ہی
اور خرچ کرے اپنے مال میں سے کہ بے حساب ... حج کرنے سے مال ... اگرچہ
کھانا ... اور بعض بزرگ ماں باپ کے ساتھ کھانے میں خوف واقع ہو جانے سے اول کے ...
باپ ... ہی اولاد کا کہ باعث ہوں اولاد کی زبان کے ... اور ظلم کریں کے امداد مدد کریں
اولاد کی بھلائی پر اور فرزند کو چاہیے کہ دیکھے طرف ماں باپ کے ساتھ محبت اور مہربانی و شفقت کے تا حاصل ہو
اوسکو عوض ہر نظر کے ثواب حج مقبول کا سبب حدیث شریف میں آیا ہی کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کی طرف
دیکھتا ہی نظر شفقت و محبت سے تو اوسکو ثواب حج مقبول کا بدلے ہر نظر کے ملتا ہی اور یہ جو ... مال کم
... باطل ... کے اسلئے کہ حدیث کی اصل ہی ... بیان تک کہ ...
کیا ... ابو ہریرہ رض سے ... کہ میری ماں اونکی آور ہے ابو ہریرہ کو چاہیے کو حلنے ...
وہ وارثے ... اور کہتے سلام ہو تمپر ای ماں میری اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی جزا دے تمکو اللہ محسنی
نیک جیسے کہ پرورش کیا تو نے مجھکو چھوٹی عمر میں ... اونکو ماں اونکی کہ تمکو بھی جزا دے اللہ محسنی
نیک جیسے کہ سلوک کیا او سے ... ہو کر باہر نکلتے ابو ہریرہ اور پھر آتے اور ... اور حقوق ماں
باپ کے ... کہ بڑا جانے اونکے حکم کو اور تواضع کرے اونکے لیے اور آپ خدمت کیا کرے اونکی اور ...
... اور ... اونکی خدمت ہے اگر ... اور مصاحب ہو اونکا دنیا میں اچھی طرح جیسے کہ حکم کیا
اللہ تعالیٰ نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا اور رعایت کرے ماں باپ کے حقوق کی بعد مرنے اونکے
اور صحبت رکھ اونکا ساتھ دنیا میں اچھی طرح

بس کھاوے اور دفناوے اونکو اور نہ بد دعا کرے اونپر جبکہ ہون کافر بلکہ دعا کرے اونکی ہدایت کی جبکہ
کہ وہ زندہ ہین ہر سو سبب امر اونکا طرف اللہ تعالی کے جیسیکہ آیا ہی بیچ قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ
کے اور نہ چلے آگے ماں باپ کے اور نہ بالانشینی کرے اونپر مجلس مین اور نہ پکارے انکو نام لیکر بلکہ کہے
ای ماں میری اور ای باپ میری جیسیکہ قرآن مین آیا ہی یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اور نہ گالی دے
(ای باپ میرے کرو جو حکم کیے جاتے ہو تم)
اور نہ برا کہے کسیکی ماں باپ کو اسلیے کہ وہ برا کہیگا اسکے ماں باپ کو اور نہ سبقت کرے اونپر
کسی چیز مین اور نہ دیکھے تیز نظر سے اونکو اور اونکے حقوق مین سے بعد اونکے مرنیکے یہہ ہیں کہ نماز
پڑھے اونپر جبکہ ہوں وہ مومن اور استغفار کرے اونکے لیے اور پورا کرے اونکے عہد کو اور
وصیتونکو اور اکرام کرے اونکے دوستونکا اور سلوک کرے اونکے ناتے دارونسے اور دوسری
حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی دوست رکھے یہہ کہ سلوک کرے اپنے باپ سے اوسکی قبر مین پس چاہیے
کہ سلوک کرے اپنے ماں باپ کے بھائیونسے بعد اسکے اور جسکے مرین ماں باپ اور وہ زندہ ہو تو چاہیے
کہ بخشش مانگے اونکے لیے اور تصدق کرے اونکے لیے یہانتک کہ لکھا جاوے بار یعنی نیکی کرنے والا
ماں باپ سے اور حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی ہر ہفتہ مین لکھا جاوے
بار اور نیت کرے ساتھ تصدق کرنے مال اپنے کے ماں باپ کی طرف سے پس نہین ناقص ہوگا اسکے اجر
مین سے کچھہ اور ہوگا انکے لیے مانند ثواب اسکے اور تھے بعضے بزرگ کہ پھینکتے تھے پتھر راہ مین سے داہنی
طرف تو نیت کرتے اپنے باپ کی طرف سے اور دوسرا پتھر بائین طرف پھینکتے تو اپنی ماں کی طرف سے نیت کرتے
یعنی حدیث شریف مین آیا ہی کہ دور کرنا ایذا کا راہ مین سے ایک شاخ ہی ایمان کی پس یہہ فعل اپنے ماں باپ کی
طرف سے کرتے تا وہ ثواب پاوین اور بعضے بزرگ غصہ کو روکتے تھے اور ارادہ کرتے ماں باپ کی بر یعنی احسان کا
یعنی یہہ نیت کرتے کہ اسکا ثواب انکو پہنچے اور ہم اونکے احسان کرنے والونمین لکھے جاوین پس اسمین
دلیل ہی اسپر کہ تمام نیکیاں بندیکی ماں باپ کے سلوک سے ہین یعنی جو نیکی انکی نیت سے کریگا وہ داخل ہی
انکے ساتھ احسان کرنے مین بسبب حاصل ہونے ثواب کے انکے لیے اور دو رکعت نماز پڑھے ماں باپکے
ثواب پہنچانیکے لیے اول روز مین پہلے غذا کھانیکے کہ پہنچیگا انکو ثواب اوسکا اور قاصر جانے اپنے کو
بیچ ادا حق انکے کے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہین بدلا اوتار سکتا ماں باپ کا مگر یہہ کہ آزاد
کر دیوے اونکو کسیکی بندگی مین سے تمام ہوا المضمون شرعۃ الاسلام کا پس چاہیے ہر مسلمان کو کہ غور کرکے
ان مضامین مین اور ماں باپ کی اطاعت کرے اور اونکے حقوق ادا کرے اور اونکی نافرمانی سے
بچے کہ ماں باپ کی ایذا بہت بری چیز ہی کتاب درۃ المجالس مین چند حکایت ماں باپ کے ایذا دینے کے وبال مین

عمل کیں میں وہ سال کئی حالی ہیں **حکایت** ایک جوان تھا کہ اوسکو شوق حج کا ہوا اوسکی ماں
اوسکو اجازت نہ دیتی تھی وہ بغیر کہی ماں کے حج کے لیے ایک روز چوروں نے اوسے حج اوسکو پکڑا اور ہاتھ
اور زاد راحلہ اوسکا سب لیلیا اور وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں اوسکے کاٹ کر چھوڑ گئے مؤذن مسجد کو
خواب میں حکم ہوا کہ اوٹھ اور جلد سے جنگل میں جا اور جلد سے جوان کی خبر لے کہ ہمکو اوسپر رحم آتا ہے پس
مؤذن بیدار ہوا اور اوس نے بموجب حکم کے وہاں پہنچا تو کہا کہ اے جوان تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا
کہ میں نے بغیر اجازت ماں باپ کے قدم راہ میں رکھا تھا حال میرا ایسا ہوا کہ خود دیکھتا ہے تاکہ بندگان
خدا عبرت پکڑیں کہ حج کے جانے میں بغیر اجازت ماں باپ کے ایسا معاملہ پیش آتا ہے حج جانیکو ماں
باپکی اجازت چاہیئے اور دل لیکے اسکا انجام کار کیسا ہوگا اوس مؤذن نے جوان کو کہا کہ توبہ کر
اوس جوان نے توبہ کی اور مؤذن سے درخواست کی کہ مجکو میری ماں کے گھر پہنچا دے یا اوسکا
دل منع اوسپر لاوں اور چلا کہ ہاتھ پاؤں سے جدا ہوا ہوں دم آخر ایمان سے ایسا جدا ہوں مؤذن
مؤذن نے اوسکو اوٹھایا اور اوسکی ماں کے دروازہ کے آگے لیجا کر بٹھا دیا اور آپ پھر آیا اوسکی
ماں اندر بیٹھی تھی جوان نے ماں کی آواز سنی کہ کہتی ہے الٰہی میں نہیں جانتی کہ سفر میں میرے فرزند کے
ساتھ کیا معاملہ درپیش آیا کہ بغیر میری اجازت کے باہر نکلا تھا اے اوسکو مجھ تک پہنچا کے میرا دل اوسکے
سفر اس جوان نے ہاتھ کٹے ہوئے سے دروازہ کھٹکھٹایا اوسکی ماں نے کہا کہ کون ہے وہ اور عمر دہ سے
دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے جوان نے کہا کہ مسافر ہوں کوئی خبر تیرے مسافر کی لایا ہوں باہر آئی اور کہا کہ ایک غریب
شہابی اوسکی ماں نے کہا اے عورت اگر تجکو حاجت ہو تو روٹی دوں غریب نے کہا کہ روٹی کو کیونکر
میں کر ہاتھ میں رکھوں عورت نے کہا اے عورت آگے آ غریب نے کہا کہ کیونکر آؤں میں پاؤں نہیں رکھتا ہوں پس
اوسکے اس کہنے سے اوسکو مہر آئی اور کہا اے جوان سو بے تیری آواز تو میرے بیٹے کی سی ہے وہ عورت
دوڑ کر چراغ جلا کے آئی اور اوسکا منہ دیکھنے کو آگے پیچھے سے اوسکی آنکھ ٹھنڈی ہوتی تھی اور
کہتی تھی کہ میں نے سنا ایک مسافر کسی بی لیکن نہیں جانتی میں کہ سفر میں کیا حال ہوا اوسکا
صبر کر سکا اور رو کر فریاد و زاری شروع کی کہ اے ماں وہ بیٹا تیرا میں ہی ہوں جب عورت نے یہ بات
سنی تو نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑی بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئی اور منہ اپنا آسمان کی طرف کر کے کہا الٰہی
تونے اسکو اوٹھا تو دیا ہی لیکن اسکو ہلاک کر اور سعادت ایمان سے محروم مت کر غرض کہ جوشخص ماں باپ کی عدم
خبری اور نافرمانی اوسکی بہت بری خبر **حکایت دوسری** ایک روز سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
گورستان جنت البقیع کی طرف تشریف لائے ایک گور میں سے نالہ و زاری کی سمع مبارک

حضرت عالم کے بیچ کر کوئی کہتا ہی اَلنَّارُ فَوْقِیْ وَالنَّارُ مِنْ تَحْتِیْ وَالنَّارُ عَنْ یَمِیْنِیْ
وَالنَّارُ عَنْ شِمَالِیْ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابہ کو کہ منادی کرین کہ جس جسکے مردے
اس گورستان مین ہون باہر نکلین یعنی گہرونسے پس خلائق نکلی اور اپنے اپنے عزیزونکی گورونپر
کہڑے ہوئے بعد ازان سبکے پیچہے ایک عورت بڑہیا عصا ہاتہ مین پکڑے ہوئے آئی اور گور پر کہڑی ہوئی
حضرت عالم نے پوچہا کہ اس خاک مین تیرا کون ہی اوسنے کہا کہ میرا بیٹا ہی ولیکن اوس سے مین بیزار ہون
رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کیون نہ خوش ہوگی تو اوسنی کہا کہ ہرگز مین خوش نہین ہونگی کہ مجکو رنج دیا ہی اسنے
رسول علیہ السلام نے ہاتہ دعا کے لیے اوٹہایا اور کہا الہی حجاب درمیان مین سے اوٹہا لے تا یہ عذاب
دیکہے فی الحال حجاب دور ہوا اور اوسکی مان نے گور فرزند کو بہرا ہوا آگ دہکتی ہوئی سے دیکہا اور اوسکا
بیٹا آگ مین جل رہا ہی احوال بیٹے کا ایسا دیکہکر اپنے کو در پے اوسکے ڈالا اور کہی تہی بار خدایا مین خوش
ہوئی تو بہی خوش ہو اور میرے فرزند سے عذاب اوٹہا لے بمجرد خوش ہونیکے عذاب دور ہوا یہ معاملہ
ایسلیے ہوا کہ تا لوگ جانین کہ ایذا دینی مان کی نہایت بُری ہی اور دعا مان باپ کی فرزند کے حق مین مقبول ہی

**حکایت تیسری** آیا ہی کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ خواب مین دکہائے گئے کہ جا تو اوس جوان کو
کہ حجرۂ حرم مین ہی اور کہہ کہ خدا تعالی کی رحمت مین سے تیرے لیے حصہ نہین ہی مالک بن دینار
خواب سے بیدار ہوئے اور حرم کیطرف چلے جب وہان پہنچے تو دیکہا کہ ایک جوان ایک حجرۂ تاریک
مین زار زار رو رہا ہی نظر جوان کی مالک پر پڑی جوان نے کہا کہ ای مالک بن دینار تو کیا پیغام لایا ہی
مالک نے کہا کہ تو کیا جانتا ہی کہ مین پیغام لایا ہون جوان نے کہا ای مالک کئی ہی برس ہین کہ یہ بات
مجکو کہتی ہین کہ تجکو رحمت خدا تعالی سے حصہ نہین ہی مالک نے کہا کہ کیا گناہ کیا ہی تونی جوان نے کہا
کہ مین مست تہا حالت مستی مین باپکو تہپڑ مارا تہا میرے ایک دانت اوسکا ٹوٹ گیا پانچ برس گذرے مین
کہ مین روتا ہون ماتم اوس گناہ مین کہ دیکہا چاہیے فردائے قیامت کو مجہپر کیا عذاب کرتے ہین مالک نے
کہا ای جوان تیرا باپ کہان ہی کہا فلانے قبیلہ مین ہی اور کہتے ہین کہ اس سال حج کو آیا ہی مالک اوسکے
نشان پر گیا دیکہا کہ اوسکا باپ کعبہ کے پیچہے ہی اور دانت اپنی ہتہیلی پر لیے ہوئی سر برہنہ کہہ رہا ہی
الہی میرے دانت پر دیکہہ مالک کہتے ہین کہ مجکو رونا آگیا کہا مینے ای پیرمرد اگر فرزند نے تجکو مکا مارا
عجب نہین کہ اوسکے ہاتہ سے رویا تو لیکن کچہ اپنے بیٹے کے حال سے آگاہ نہین ہی تو کہ پانچ برس سے
اس شرمندگی سے گریہ وزاری کر رہا ہی اور تمام قصہ فرزند کا بیان کیا شفقت پدری جوش مین
آئی اور رحم اوسپر کیا اور دعا کی مالک خوش ہوئی اور جوان کے پاس آکر اوسکے باپ نے دعا

کر سکی جسکو دی وہ جوان مارا ڈالنے لگا اور کہا ای مالک مجھی ایک التماس کرتا ہوں کہا کہو کیا کہتا ہی کہا اگر تجھ
مجھ پر اب جوش ہو تو فردای قیامت کو درپیش ہوں وہ کمر سری گردن میں ڈال کر دوزخ کی طرف لیجا اوسیکے
ہم آج محروم کردو کہ ایک رسی لاؤ اور میری گردن میں ڈالو اور کھینچتے ہوئے میرے باپ کے پاس لیجاو اور کہو کہ
گنہگار کو لائے ہیں ہم جو ہوں کو اسطرح کیا اور اوسکے باپ کے پاس لیگئے باپ آئے بیٹے کا ایسا حال
دیکھکر دوڑ کر آیا اور رسی دور کی اور گلے سے لگا لیا اور کہا ای جان پدر میں تجھی جوش ہوں اللہ تعالے
تجھی جوش ہووے وای او سر کہ ماں باپ اوسے ناراض ہوں اور رہے وہ فرزند کہ ماں باپ اوسے
راضی ہوں بارالہا ہمکو توفیق دے ماں باپ کے راضی کر سکیں تا تو ہمسی راضی ہو منہ و کمال کرم تمام ہوئیں
حکایتیں زہر المجالس کی اب شروع ہوتا ہی اصل مطلب کتاب کا اور حق مملوک کا بیان یہ ہی جان کہ ملک دو
قسم پر ہی ایک ملک نکاح ہی کہ اوسکو ملک متعہ کہتے ہیں اور دوسرے ملک رقبہ کہ اوسکو ملک یمین
کہتے ہیں اور بیان حقوق ملک نکاح کا اور بیان مہر کا اور شوہر کا اور ملک یمین یعنی بردہ کے بھی
حقوق ہیں کہ واجب ہی رعایت انکی اسباب معیشت اور صلاح آخرت کے ہوں یعنی انکو راضی کریگا
تو دنیا کے امور وہ خوب سرانجام کرینگے اور آخرت کے امور بسبب فراغ خاطر کے خوب کرینگا اور
وصیت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ ڈرو اللہ سے بیچ حق مملوکوں اپنے کے کھلاؤ اونکو اوس
کھانے میں سے کہ آپ کھاؤ اور پہناؤ اونکو اوس لباس میں سے کہ آپ پہنو اور تکلیف مدو اونکو اوس چیز کی جو
کر نسکیں اور جو وہ خوش آوے رہنے دو اور جو کہ خوش نہ آوے بیچ ڈالو اور شکر کرو خدا تعالی کا
کہ اونکو مملوک تمہارا کیا اگر چاہتا تو تمکو مملوک انکا کرتا منقول ہی کہ عبداللہ بن عمر آنحضرت کے پاس حاضر
ہوئے اور عرض کیا کہ ہر روز کتنی بار عفو کیا کروں اپنے مملوکوں کے قصور یا رسول اللہ پس چپ ہو رہے
آنحضرت بعد اسکے فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کیا کر اور آیا ہی کہ ایک روز ایک صحابی کی لونڈی نے اون سے
کہا کہ میں تجھکو مدت ایک برس تک ڈھونڈتی ہی لیکن کسی نے پاس تیرے ہم نے پوچھا اور دل میں کہ کیوں زہر
دیتی تھی تو کہا جانتی تھی میں کہ تجھسی خلاصی پاؤں کہا جا کہ تجھکو آزاد کیا میں اللہ کے لیے آور منقول ہی کہ قیس
بن عاصم کی لونڈی کے ہاتھ سے اوسکے بیٹے کے سر پر چھری گر پڑا اور وہ مر گیا پس ڈری وہ لونڈی پس کہا
قیس نے کہ بس جا تیکا ڈر اس لونڈی کا مگر آزادی سے پس آزاد کیا اوسکو اور بیان ہے حلم و رضا انسان کے بھی
اور یہ بھی آیا ہی کہ میمون بن مہران کے پاس ایک مہمان آیا وہ حاضر کرنے طعام کے لیے لونڈی کو جلدی کرنے
لگا پس جلدی کی لونڈی نے اور اوسکے ہاتھ میں شوربا بھرا پیالا تھا جو تمام شوربا میمون کے سر پر گرا میمون نے
لونڈی کی طرف دیکھا لونڈی نے کہا ای تعلیم کرنے والے خیر کے اور ادب دینے والے لوگوں کے عمل کر اس

کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی کہا وہ کیا ہی کہا لونڈی نے کہ فرماتا ہی وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ کہا میں نے
کہ روکا میں نے غصہ کو کہا لونڈی نے وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ بہی فرماتا ہی کہا معاف کیا میں نے قصور
تیرا لونڈی نے کہا کہ زیادہ کر اسپر کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ پس آزاد کیا اوسکو میں نے
اور اس حکایت کو اخلاق المحسنین میں حضرت امام حسین رض سے نقل کیا ہی اور آیا ہی کہ ایک شخص اصحاب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے غلام کو مار رہے تھے اور غلام کہتا تہا کہ واسطے خدا کے بخش جب
آنحضرت نے آواز اوسکی سنی تو اوسکے پاس گئے جب اون صحابی نے حضرت کو دیکھا تو ہاتھ اوسکے مارنے سے
کھینچا پس فرمایا آپ نے کہ وہ تجھی خدا کیواسطے بخشوا تا تہا تو نے عفو نکیا جبکہ مجھکو دیکھا تو ہاتھ کھینچا کہا اوس نے
کہ آزاد کیا میں نے اسکو یا رسول اللہ فرمایا اگر یہ تو نکرتا تو جلاتی مونہہ تیرا آگ دوزخکی نعوذ باللہ منہا اور حدیث میں
آیا ہی کہ تین شخص اول بہشت میں داخل ہونگے شہید اور مملوک کہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور خیرخواہ
اپنے مالک کا ہو اور عیالدار کہ پارسا ہو اور تین شخص اول دوزخ مین جاوینگے امیر کہ ظلم کرے لوگون پر
اور مالدار کہ ندیوے حق خدا کا یعنے زکوۃ وغیرہ اور فقیر کہ تکبر کرے ساتھ فخر کے اور مجمل حقوق مملوک کے
یہہ ہین کہ اسکے کھلانے پہنانے مین قصور نکرے اور ایذا نہ دے اوسکو اور زیادہ اوسکی طاقت سے
اوسکو تکلیف نہ دے اور نظر تکبر اور حقارت سے اوسکو نہ دیکھے اور اوسکی خطائین معاف کرے اور حالت
غضب مین تحمل کرے اور اگر اوس سے بیچ حق مالک کے یا حق خدا کے کچہ قصور ہو تو نظر کرے اپنی تقصیرون
بیچ حقوق خدا کے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ
حق تعالیٰ سبہونکو توفیق نیکی کی دی بحرمت محمد اور آل اور اصحاب ونیکے ف مناسب اس مقام کے ایک
دو حکایتین کتاب نافع المسلمین کی لکھی جاتی ہین واسطے نفع بہائی مسلمانون کے **حکایت** ایک
زمانہ مین ایک خواجہ نے لونڈی کو کہا کہ بچھونا درست کر لونڈی نے کہا اے خواجہ تیرا بہی کوئی خواجہ ہی
یا نہین کہا اوسنے ہان ہی کہا لونڈی نے وہ بہی سوتا ہی یا نہین کہا خواجہ نے نہین لونڈی نے اوسکو کہا
کہ ای خواجہ تجکو شرم نہین آتی ہی کہ خواجہ تیرا جاگے اور تو سووے خواجہ نے یہہ سنکر ایک نعرہ مارا
اور بیہوش ہوکر گر پڑا جب اس حالت سے ہوش مین آیا تو کہا ای لونڈی اس بات پر تجکو میں نے اپنے مال مین سے
آزاد کیا اور کہتے ہین کہ پہر وہ بزرگ کبہی نہ سوئے اور اولیاء اللہ سے ہوئی **حکایت** حضرت رابعہ
بصری سے کہ اولیاء کاملین سے تہین کسی شخص نے پوچہا کہ سررشتہ اس طلب مولیٰ کا کہانسے تجہے ہاتہ لگا
کہا کہ میں سات برس کی تہی کہ اس ہنگام میں قحط بصرہ میں پڑا اور میرے ماں باپ کی وفات ہوگئی اور
میری بہنین متفرق ہوگئین اور مجکو رابعہ اسی سبب سے کہتے ہین کہ تین بہنین میری اور تہین اور چوتہی

اونکی میں نے لیس میں ایک ظالم کے ہاتھ میں پڑی اوسنے مجھکو چھ درہم کو بیچا اور خواجہ مجھکو گھر
رہا اگر بہا ایک روز میں کوٹھے سے گر پڑی اور ہاتھ میرا ٹوٹ گیا میں نے سر خاک پر رکھا اور کہا
بار خدایا میں یتیم غریب قیدی ہوں ایک شخص کی رحمت ہوں اور رضا تیری چاہتی ہوں
اگر تو راضی ہی تو کیا ڈر ایک آواز میں نے سنی کہ ای ضعیف غم مت کہا کہ کل کو تجھے ایک جاہ ہوگا
کہ عرباں آسمان مجھکو اچھا جانیں گے حکم سے مالک کے گھر میں آئی تو میں نے روزہ شروع کیا اور لوگو
کو سبق میں جاکر عبادت میں مشغول ہوئی آدھی رات گئی میں حق سے مناجات کرتی ہی اور کہتی ہی کہ الہی تو
جانتا ہی کہ خواہش میری تیری ہی موافق اور فرمان تیرے ہی ورد ہیں اگر میں تیری خدمت میں اور تیری طرف
علاہی تو اگر کام میرے ہاتھ ہوتا تو ایک ساعت تیری عبادت سے نہ آسودہ ہوتی ولیکن تو نے
مجھکو ایک مخلوق کے ہاتھ میں اسیر کر دیا ہی لیس میں یہ دعا کر رہی تھی کہ خواجہ نے میرے سر پر ایک
قندیل نور کی بغیر زنجیر کے لٹکی ہوئی دیکھی کہ تمام گھر اوس سے روشن ہو رہا اور دوسرے مجھکو خواجہ نے
بلایا اور نوازا اور آزاد کیا پس رخصت چاہی میں نے اور وہاں سے بیابان آئی میں اور دور لے میں گئی
کہ کوئی وہاں نہ تھا اور عبادت میں مشغول ہوئی چنانچہ رات کو ہزار رکعت نماز کی پڑہتی تہیں **باب ساتواں**
**بیچ بیان عزلت کے** جان کہ مشائخ سلف کو اختلاف ہی بیچ تفضیل عزلت اور صحبت اکثر کے بعض
بعضوں نے کہا ہی کہ گوشہ نشینی بہتر ہی اور بعضوں نے کہا کہ خلق میں ملے جلے رہنا بہتر ہی اور ہر جماعت
کے لیے دلیلیں ہیں اور احادیث اور اقوال صحابہ کے دونوں جانب میں واقع بعضے اگلے بزرگوں نے
کہا ہی کہ حکمت کے دس جزو ہیں نو جزو خاموشی میں ہیں اور دسواں جزو عزلت میں سفیان ثوری
رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ هٰذَا وَقْتُ السُّكُوتِ وَمُلَازَمَةُ الْبُيُوتِ ایک بزرگ گھر میں
(یہ وقت خاموشی کا ہی اور گھروں میں رہنے کا ہی)
نکل کر دروازہ پر آئے اور بیٹھے ناگہاں ایک بہر کہیں سے آکر اونکے منہ پر لگا وہ خون رخسارہ سے
پاک کرتے تھے اور لیے نفس سے کہتے تھے کہ میں تجھکو نصیحت کرتا تھا ای نفس کہ گھر سے نہ نکل بعد اسکے
خلوت میں گئے اور جبتک زندہ رہے تھے پھر گھر سے باہر نہ نکلے اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید نے
بزرگ صحابہ میں سے تھے گوشہ پکڑا عقیق میں کہ ایک جگہ ہی نزدیک مدینہ کے اور ہرگز مدینہ میں نہ آئے
واسطے جمعہ کے اور نہ اور کام کے لیے یہانتک کہ مرے ایک بادشاہ حاتم اصم پاس آیا اور کہا کہ آپ
کچھ حاجت رکھتا ہی تو کہا ہاں یہ کہ نہ میں تجھکو دیکھوں اور نہ تو مجھکو ایک شخص نے سہل رح کو کہا کہ میں
چاہتا ہوں کہ مصاحب تمہارا رہوں کہا جب مرے ایک ہم مصاحب کسکا ہوئیگا تو جسکا مصاحب
ہوئیگا اوسکا ابھی کیوں نہیں ہوتا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ بہتر مجالس وہ مجلس ہی کہ گھر

توسے میں ہو نہ کوئی تجکو دیکھے اور نہ تو کسیکو اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابے سوال کیا
کہ کون شخص لوگوں میں سے بہتر ہی یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص کہ جہاد کیا ہوا وسنے راہ خدا میں کہا
صحابہ نے بعد اسکے کون افضل ہی فرمایا وہ شخص کہ گوشہ پکڑا ہوا وسنے دامن کوہ میں اور عبادت
کرے خدا کی اور نگاہ رکہے لوگونکو اپنے شر سے اور یہہ بہی حدیث میں آیا ہی کہ خدا دوست رکہتا ہی
اوس شخص کو کہ مستی ہو اور لوگونکی آنکہہ سے مخفی ہو اور دلیل فضیلت صحبت یعنے باہم کر ملے رہنی کی یہہ ہی
کہ مخالطت اور مصاحبت سبب ہی الفت دلون اور سلام علیک کرنے کے مسلمانوں سے اور مدد کرنیکے
امور دین میں فرمایا اللہ تعالی نے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى یعنے جب لوگوں میں رہیگا
تو اوسپر عمل نصیب ہوگا اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُؤْمِنُ اٰلِفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ
لَا يَاْلَفُ یعنی مومن وہ ہی کہ الفت کرے مسلمانوں سے اور نیکی نہیں ہی اوس شخص میں کہ الفت نکرے
پس جب لوگوں میں رہیگا تو اس حدیث پر بہی عمل میسر ہوگا اور حدیث میں آیا ہی کہ ایک شخص نے ایک
پہاڑ میں سکونت اختیار کی تا عبادت کرے پیغمبر خدا کے پاس اوسکو لائے پس منع کیا اوسکو اور فرمایا
کہ صبر کرنا لوگونکی ایذا پر بہتر ہی چالیس برس کی عبادت سے اور یہہ بہی حدیث میں آیا ہی کہ شیطان مانند
بہیڑیے کے ہی اور لوگ بمنزلہ بکری ہونگے اگر کوئی بکری ریوڑ سے جدی ہو بہیڑیا اوسکو لیجائیگا دور رہو
اپنے تئین گوشہ پکڑنے سے اور ہر ایک عزلت اور صحبت کے لیے فوائد ہیں اور آفات جیسیکہ نکاح اور
تجرید کے لیے ہیں پس بطور اوپر ہونے فوائد اور آفات کے کرنی چاہیے اگر فوائد عزلت کے حاصل ہوں تو
تو عزلت افضل ہی والا صحبت بہتر ہی اور فوائد مختلف ہوتے ہیں ساتھہ اختلاف احوال اشخاص کے اور جب
ایسا ہوا تو ضرور ہی بیان کرنا فوائد اور آفات عزلت اور صحبت کا اور اس باب میں تین فصلیں ہیں فصل
پہلی بیچ فوائد عزلت کے فوائد عزلت کے یہہ ہیں کہ وہ سبب فارغ کرنے دل کی ہی واسطے عبادت کے اور
حضور فکر کے اور حاصل کرنے انس کے ساتھہ مناجات حق جل و علا کے حضور عبادت بے فراغ کے متصور
نہیں ہی اور صحبت اور مخالطت اکثر سبب تفرقہ دل اور تشویش خاطر کی ہی اور اسی سبب سے حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا کار میں کوہ حرا میں عزلت اختیار کی یہان تک کہ نور نبوت قوت کو پہنچا
لہ کثرت مانع انوار وحدت کی تہی اور نہ وحدت محو کرنے والی آثار کثرت کی اور حصول اس مرتبہ کا بے نور نبوت کے میسر
نہیں ہی اور حصول اسکا ہر کسی سے طمع محال ہی اور شاید بتشرف متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہر باطن میں بعضی اولیا
ستا ولیکو بہی حاصل ہو سید الطائفہ جنید بغدادی کہتے ہیں کہ تیس برس سے ہی کہ بات میری ساتہہ خدا کے ہی اور لوگ خیال
رکہتے ہیں کہ میں ساتہہ انکے بات کرتا ہون اور مرتبہ نتیجہ استغراق اور افراط محبت کا ہی اور محال نہیں ہی اسلیے کہ بیچ عشق مجازی کے

واقع ہی کہ ماتیں اگرچہ ظاہر میں لوگ پسند کرتا ہی لیکن جہاں اوسکی ہمہ آگے جاناں سکے ہی بیت
دل ہمیں بدام زدہ ہمہ جانے دگر سیم + ما طلق بداند کہ برامی نگر سیم + اور جب عشق مجازی میں مرتبہ
حاصل ہوئی تو عشق حقیقی میں اسی معلوم ہی کہ کیا حال ہوگا اور حکایات سلف کی بیچ اختیار کرنے
عزلت کے بہت ہیں اور جملہ فوائد عزلت سے یہ ہی کہ اسمیں سلامتی ہی لوگوں کی غیبت سے اسلیے کہ سالک
ریا اور تصنع اور جو دو مخالطت سے کے مرتبہ صدیقوں کا ہی اور حاصل ہونا اس مقام کا ہرکسکو میسر نہیں ہی اور
عادت لوگوں کی ہمہ نقل کرنے حرفوں اور عیوب خلق کے ہی پس اگر کوئی موافقت کرے انکی تو شریک غیبت
ہی کہلوا اور اگر ساکت رہے تو گناہ میں شریک ہوا اور اگر انکار کرے تو اوسکی ہی عیب گیری کرینگے تاکہ لسان
دیگی پس زیادہ ہوگی تر اور آفت اور عزلت میں سلامتی ہی ان بلاؤں سے اور فوائد عزلت میں سے یہ ہی
کہ صحبت اور مخالطت میں خوف ہوتے ہوتے امر معروف اور نہی منکر کا ہی اور یہ واجبات دین سے ہی
اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ امر بالمعروف سے تردد پیدا ہوتا ہی کہ دفع اسکا سہل نہیں ہو الا مصائب کا ہو
خصوصا اس زمانہ میں کہ مددگار دین کے اور بالعدل امر کے کم میں آور فوائد عزلت کے یہ ہی ہیں کہ اکثر
سلامتی ہی ریاست اور ریا اور دل دوا ہی اور اسکے دفع کرنے میں ابدال اور اوتاد عاجز ہیں اور دفع کرنا اسکا کام
صدیقوں کا ہی اور عزلت میں اسکی کمی کی بیخ کنی کہ قریب ہی کہ بالکل جاتا رہے لیکن صحبت اور مخالطت میں دفع
اسکا مشکل ہی اور فوائد عزلت کے یہ ہیں کہ اسمیں سلامتی ہی کذب و نفاق سے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی
کہ لوگوں میں آپسمیں عداوت و خصومت ہوتی ہی پس اگر ساتھہ ہر ایک کے دو شخصوں سے کہ انکی درمیان میں عداوت
دینی ہو اتفاق جنس بیرا آوے تو دونوں دوستی انکا ہوا اور اگر ایک کے ساتھہ موافق ہو تو دوسرا دشمن ہوتا ہی اور حد سب
میں آیا ہی کہ بدترین لوگوں کا وہ ہی کہ دو رویہ ہو یعنی اگر دونوں سے موافق ہو تو مستحق آتش وعید کا ہوتا ہی اور
یہ ہی کہ عادت لوگوں پر وقت ملاقات کے ظاہر کرنا شوق کا اور مبالغہ کرنا یاد میں اور پوچھنا احوال کا
اور ظاہر کرنا مہربانی کا ہی اور حال ایکہ دل میں کسی چیز کا اسمیں سے اثر نہیں ہی اور یہ نفاق محض ہی
سری سقطی رح نے کہا ہی کہ اگر آوے میری پاس ایک بھائی مسلمان اور میں ہاتھہ داڑھی پر لیجاؤں اوسکی
سنوارنے کے لیے ڈرتا ہوں کہ مبادا لکھا جاوے میں دفتر منافقوں اور ریاکاروں کے۔ لکھیں آور
طاؤس رح ہشام خلیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیسا ہی تو اے ہشام ہشام کو غصہ آیا اور کہا کہ امیرالمومنین
کیوں نہ کہا تو نے فرمایا طاؤس نے کہ مجکو معلوم نہیں ہی کہ سب میری خلافت پر متفق ہیں پاس اور جب نہ
معلوم ہو تو امیر المؤمنین کہنے میں احتمال جھوٹ کا ہی اگر کسکو یہ قدرت ہو کہ ایسا جھوٹ اور ریا سے احتراز
کرینگا تو اسکو مصاحبت اور مخالطت لوگوں کی جائز ہی اور ایسا کوئی ہی کہ اصلاح کر سکے اور انکا مرتبہ نہیں

احوال کے ملاحظ بت کرتے تہے کہ بیفائدہ پوچہا نہ جاوے ابن سیرین نے ایک شخص کو کہا کہ کیساہی
حال تیرا اوسنے کہا کہ کیا حال ہوگا اوسکا کہ اوسپر پانسو درم قرض ہون اور ہو وہ عیالدار ابن سیرین گہر
گئے ہزار درم باہر لائے اوس شخص کے آگے رکہدین اور کہا کہ پانسو درم قرض مین دے اور پانسو اپنی عیال
مین خرچ کر بعد اسکے ابن سیرین نے قسم کہائی کہ حال کسیکا نہ پوچہیے اسلیے کہ حال پوچہنا بدون قصد اوسکی
درستی کے ریا و نفاق ہی اور فوائد عزلت سے یہہ ہی کہ اسمین سلامتی ہی فاسقونکی مصاحبت سے اور
غافلونکی ہمنشینی سے اور صحبت کو تاثیر بڑی ہی اور طبیعت چراتی ہی اخلاق کو مصاحبت سے باین حیثیت
کہ اس شخص کو اوسکی خبر ہی نہین ہوتی اور دیکہنا فسق و فجور کا سبب قساوت قلبی اور جاتے رہنے حمیت
دین کا ہی یہانتک کہ اگر کوئی شخص شکر ایک فعل کا ہو بعد ازان کہ مدت اسکو دیکہے انکار ساتہہ اصرار کے
مبتدل ہو جائیگا اور اسی سبب سے مصاحبت اغنیا کی سبب حقیر جانے نعمتون خداوندی کے اور عیب
کرنے اون لباسون اور کہانون کی ہی کہ اگر انکو فقیر پاوے تو ہزار شکر کرے بلکہ ہر اسنا فاسقونکی خبرونکا
تاثیر کرتا ہی کیا نہین دیکہتا ہی تو کہ اگر خبرین اگلے بزرگون کی در مقدمہ عبادات اور بہلائیون کے سنتا ہی
تو کسقدر نظر کرنے تقصیرات پر اور شوق طاعات پر باعث ہوتی ہین اور دل مین باعث صلاح اور ر
خیر کا قوی ہوتا ہی اور وقت سننے خبرون اہل اسراف و رگناہ گارون اور صاحبان حظ دنیا کے کیسا باعث
شہوت اور معصیت کا حرکت مین آتا ہی اور جب ہر اسنا موثر ہو بیچ ضعف ہونے دل کے ساتہہ خیر و شر کے
تو حال دیکہنے کا کیا کچہ ہوگا اور عادت بگڑنے اور اصرار کو بڑی تاثیر ہی بیچ ہلکا جانے گناہ کے اگر ایک
عالم کو دیکہین کہ حریر پہنتا ہی تو اتنا عیب کرینگے کہ حد سے گذر جاوے اور اگر غیبت کرے تو کوئی اوسکو
عیب نکریگا باوجودیکہ غیبت اشد ہی زنا سے اور اسی جگہہ سے ہی کہ بسبب شائع ہونے رسمون اور عادتون
بد کے بیچ طوائف خلائق کے عیب اور برا جاننا منعدم ہو جاتا ہی اور حیا اور حجاب برطرف اور اسی
سبب سے کہا ہی علمانے کہ اگر عالم سے لغزش اور گناہ دیکہین تو مصلحت اسمین ہی کہ عوام سے نکہین
کہ عقیدہ انکا سست ہو جائیگا اور اسکو حجت معصیت اور بہانہ ترک طاعت کا کرینگے اور بہت لوگ
ہوتے ہین کہ وقت سننے حکایتون لڑائی اور جہگڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیال کرتے ہین کہ اونہین
طلب ریاست اور حب دنیا کی تہی اور اسکو حجت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسیطرح ہوتا آیا ہی کوئی نہین ہی
کہ قید دنیا سے خلاصی پاوے معاذ اللہ اور یہہ فریبون اور وسوسون شیطان کیسی ہی اور طبیعت
ہر ہمیشہ میل بدی کی طرف رکہتی ہی اور فوائد عزلت سے یہہ ہی کہ اسمین خلاصی ہی فتنون اور جہگڑون سے
اور بچانا نفس کا ہی خوض کرنے سے بیچ وقائع اور بلاؤن کے اور غالب یہہ ہی کہ شہر اور لوگ اوسکے

ایسے ہی ایسے باتیں ہیں جو صاحب وحشت سے حادثوں اور وقائع شدیدہ کے اور آپ کو پس کر گئے
سرچشمہ ریاست و اعانت اسی حسو درجہ کیے ہیں کہ اکثر آنحضرت نے امام حسن اور حسین کے باد سے کہا
یا رسول اللہ [illegible] ماتم کیسا ہوگیا فرمایا اور فرمایا اسامہ کا کہ اس میں بس ہوگا مرد حسین اسے سے عرض کیا
میرے بچیا دبلے ہوگئے یا رسول اللہ اگر یاد ہمی اور بن بابہ کو دیا کہ اسے مکان میں رہا کھانا ملے اگر کوئی پرسے
کا بیس چلا آوے تو کھانا کروں فرمایا اور گھر کے میاں کھانا ملے اگر گھر میں ہی چلا آوے فرمایا مسجد
جاوے اور رسول [illegible] کہ کر جاوے اور منقول ہے کہ جب سعد بن وقاص کو امام معاویہ نے
[illegible] کے لیے بلایا کہا کہ میں تلوار نہیں کرنے کا مگر یہ کہ دو مجھکو ایسی تلوار کہ اگر کہ درمیان رکھی ہو
اور کہے کہ کون مسلمان ہے کہ چھوڑ دوں اسکو اور کون کافر ہے تا ماروں اوسکو اور کہا سعد نے
کہ مثل ہماری اور تمہاری ایسی ہی کہ ایک جماعت جاتے ہیں بیچ میدان روشن کے سیر کریں اور ناگہاں
ابر آجاوے کہ عالم کو تاریک کردے اور وہ گم کریں راہ کو پس ہر ایک جانب کو جاوے اور حیران
و سرگرداں ہو اور راہ جاوے ہر گروہ جس کو وقف کیا اوسنے اور کسی جانب کو نہ گیا یہاں تک
کہ ابر جاتا رہا اور راہ روشن ہوئی اور یہ وہ جماعت ہی کہ فتنہ اور فساد سے کنارہ ہوئی اور گوشہ
اختیار کی اور آمادی کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف متوجہ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ
عنہما نے [illegible] اور [illegible] سے او بعد میں دل سے اور پیسے ملے کہا کہاں جاتے ہو ابن بنت
رسول اللہ کے فرمایا کہ عراق کی طرف جاتا ہوں کہ وہاں کے سب لوگوں نے عہد و پیمان کیے ہیں
اور خط بھیجے ہیں ابن عمر نے کہا اے حسین رضی ہمارا اوسکے عہد و پیمان پر اعتماد مت کرنا اور اوسکے خطوں پر
خیال کرنا میں تمہارے آگے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جانو تم کہ جبرئیل علیہ السلام ہمارے نبی علیہ السلام
پاس آئے اور انکو درمیان دنیا اور آخرت کے اختیار دیا اور انہوں نے اختیار کی آخرت دنیا پر اور
تم جگر گوشہ پیغمبر کے ہو تو ہو کہ انہوں نے نکالا ہے آخرت اختیار کی آپ ہی وہی کبھی انکو نصیب نہ ہوئی
ہو جاتے [illegible] قضا خدا و [illegible] نے پیدا [illegible] کیا کہ حضرت امام حسین رضی کو بات ابن عمر کی نا در [illegible] اس نے
انکو گلے سے لگایا اور رو دیے اور کہا کہ خدا کی پناہ میں دیتا ہوں تمکو قتل سے اور پھر سے ابن عمر رضی اور
نعمان بشیر نے کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ ہر ایک نکاح اسمیں حلال ہوا ہے اور حلال دین زمانہ کا یہ تھا
تو احوال اسے زمانہ کا جانا جاسکے کہ کیسا ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ بہترین قرن وہ ہوگا قرن میرا ہے بعد
ازاں وہ لوگ کہ متصل ہیں ساتھ اوسکے بعد ازاں وہ کہ متصل ہیں ساتھ اوسکے بعد ازاں پھیلے گا
جھوٹ اور اگلے بزرگوں نے کہا ہے کہ [illegible] صحابہ کے زمانہ کے لوگوں میں آتے ہیں

اور بیلا تعجب سے اونکے آگے سے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ عجب لوگ ہیں کہ دست قدرت
ہمارا اِن امان عصمت انکے سے کوتاہ ہی اور قدم صدق انکا مانند پہاڑ کے استوار شیطان یعنی ابلیس کہ بڑا
انکا ہی سپاہ زعم کرے کہ حضرت کے کیا حال ہوگا جب زمانہ تابعین میں آئے تو ہی ہاں بہر سے
کچہہ ہی تعجب بنا ہیں بیٹھے ہیں اور یہ امر دیکھا کرتے ہیں شیطان کہ یا ٹوٹ سے
مرجاتے بعد اسکے ایک تو مرادی کی کہ مراد تمہاری اوس سے بر آوے گی جب زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا گذر گیا
تو شیطانوں کو دست قدرت کی آدم پر دراز ہوا جسطرف کہ کھینچے گئے اور اسیطرح جوں جوں زمانہ
گذرتا جاتا ہی حال بدتر ہوتا جاتا ہی اور اگر کوئی کہے کہ انتشار شیاطین کا اور دیا انکا طرف شیطان کے
اور جواب دینا اسکا تمکو کیونکر معلوم ہوا آیا مشاہدہ سے معلوم ہوا یا دلیل سے جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کام تو کئی
مکاشفات میں سے ہی اسلیے کہ وہ بعض اوقات کچہ احوال دیکھ لیا کرتے ہیں کہ تمام خلق اوسے محجور و محروم
ہیں اور احتمال یہ ہی کہ یہ تقلید دلیل پکڑنے اور قیاس کے سبب ہو جیسے کہ سمجھنا مقاصد کا اشیا میں
ساتھ زبان حال کے ہوتا ہی اسلیے کہ نص سے معلوم ہی کہ سبب بہکانے اور گمراہ کرنے انسان کا
شیطان ہی پس جس زمانہ میں کہ گمراہی زیادہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ قدرت شیاطین کی اور تسلط
انکا لوگوں پر غالب ہی اور یہ احتمال ضعیف ترین ایمان کا ہی اگرچہ ہی قریب الفہم اور فوائد عزلت سے
یہ بھی ہی کہ اسمیں خلاصی ہی لوگوں کے شر سے اور اونکی ایذا سے اسلیے کہ اکثر لوگوں کا کام
یہی ہوتا ہی کہ ایذا دیتے ہیں ساتھ کرنے غیبت کے اور لگانے تہمت کے اور بدگمانی اور سخن چینی
اور دروغ گوئی اور سوالوں بیفائدہ اور طمعوں کاذبہ اور تکلیفوں شاقہ کے کہ بجالانا انکا نہایت مشکل
اور دشوار ہی اور اکثر اوقات ایک بات یا ایک عمل کو دیکھتے ہیں اور بغیر سمجھے کہنہ اوسکے اور بغیر سمجھے
مضمون اوسکے اپنے پاس ذخیرہ کرتے ہیں اور وقت فرصت کے اسکو ظاہر کرتے ہیں اور بہت سے
ضرر دینی اور دنیوی مرتب ہوتے ہیں جب تو نے صحبت انکی ترک کی تو محافظت ان سب چیزوں کی
ہو گئی اور جو کوئی کہ شریک ہی لوگوں میں اور ملا ہوا ہی انمیں دشمنوں اور حاسدوں اور بدگمانوں سے
خالی نہیں ہی بلکہ اکثر ساتھ احوال اور اعتقادات اپنے کے اوروں پر حکم کرتے ہیں جیسیکہ
کہا گیا ہی مصرع کافر ہمہ را بکیش خود پندارد + اور بیچ اختیار عزلت کے اس تہمت سے
دو لحاظ ہیں ایک تو نگاہ رکہنا اپنا لوگوں کی شر سے اور دوسرے محفوظ رکہنا لوگوں کا اپنے
شر سے اور ملاحظہ دوسرا استرہی اول سے اور اکثر بلا کہ کسیکو پہنچتی ہی اس شر کی صحبت سے
پہنچتی ہی عبد اللہ بن زبیر کو کہا لوگوں نے کہ کیوں مدینہ میں نہیں آتے ہو تم کہا کہ اسمیں کوئی رہا نہیں

میں تو ایسے لوگ ہیں کہ اگر کوئی نعمت دیکھیں تو حمد کریں اور بلا دیکھیں تو خوش ہوں اور کسی اگلے بزرگوں سے منقول
کیا ہی کہ لوگ پہلے ایک سے پیرایہ دوا کے تھے اور اب ذر درہم اور ایک شخص نے اعراب میں سے ایک درخت
کے پاس بہت انتظار کیا تھا اوسے پوچھا کسی کو درجہ کیا یا تلف سماجت کی رکھتا ہی کہا کہ ایسا
شخص تھا کہ اسمیں تین خصلتیں ہیں اگر مجھ کو دے تو فضل جو رہی نہیں کرتا اگر اسپر تھوک دوں تو تحمل
کرتا ہی اور اگر لالچ کروں اسکی ادائیں اسے کروں تو غصہ نہیں ہوتا اور وں رستہ نے سن لیں یہ اور کہا کہ یہ
نصیحت ہی سب سے بڑے واسطے ترک کرنے صحبت مخلوق کے اور بعض اگلے بزرگوں سے مضحف مردوں کی
احتیاط کی ہی اور اس زمانہ میں کیا ہے پھر کوئی ایسی نہیں جیسا کہ کہا ہی علمائے میت ہمیشہ الحکمت مرادہ
کہ مصاحب بود کہ ویگاہ + ہمنشین تو از تو لطیف کہ دید + کر تو بہتر بود زنکانند + شیخ حسن بصری رضی اللہ
اور حج کا ارادہ کے تھے ثابت بنانی نے کہ وہ بھی اونکے ساتھ ہونے ملیں سنا اور کہا کہ چاہتا ہوں کہ تمہارا
ساتھ اور ہوں کہا حسن نے کہ چھوڑ دے ہم کو دنیا میں برتاؤ کریں ہم کہ سلامتی اسمیں ہی اور
مطلع ہو دیں ہم آپس ایک دوسرے کی بدی پر تو جب جاتے رہے محبت کا اور سبب انقطاع دوستی کا
یہ ہوا اور ابو ذر رضوان نے کہا کہ پہلے آتے اسلام ایک درخت تھا کہ تمام ثمر تے ہی سبب رکھتا تھا اور کانٹا
نہ رکھتا تھا اور اب تمام کانٹے ہی کانٹے رکھتا ہی اور تمام ثمر جاتے رہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا
کہ سفیان ثوری جب زندہ تھے تو حال کیسے ہیں کہا تھا اور جب مرے تو خود اللہ کہتا کہ لوگوں سے کیسا
کم کر کہ جیلا صرف کے تیرے دس وہ سواری اور مالک بن دینار کو دیکھا کہ تنہا بیٹھے ہیں اور ایک کتا اونکے زانو پر
منہ رکھے ہوئے ہی ایک شخص نے چاہا کہ کتے کو ہٹائے لگا مالک نے کہا کہ چھوڑ دے اسکی بلا سے کہ ایسے کو ضرر رساں
نہیں اور مجلس شریر سے بہتر ہی اور ابو درداء رضی نے فرمایا کہ خبردار رہو اور لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو
جس اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھے رہتے گیا اونکو اور جس گھوڑے پر کہ سوار ہوئے آخر کو زخمی کاٹا اونکی اور
سیاہ دل کے ساتھ صحبت رکھنی خراب کیا اونکو اور بعضوں نے کہا ہی کہ سلامتی دین و دنیا کی کم آشنائی
میں ہی اسلئے کہ حقیقی آشنا زیادہ ہوئے ثابت ہوا حقوق کا ذمہ پر زیادہ ہوگا اور ادا کرنا تمام حقوق کا
مشکل ہی اگر کسی کو حق تعالی توفیق رفیق کرے اور تمام حقوق واسطے ادا ہوں تو صحت دینکے حق میں ضرر
ہوگی اور یہ بیس کی ہی کمی اور وہ اندر حرکت سے ہو ہی کہ امید قطع کرنا طمع لوگوں کا ہی اچھا ہی اور قطع کرنا
طمع انہی کا اونسے اور جو قطع کرے طمع لوگوں سے اپنے عزت تو البتہ ہیں اسلئے کہ راضی کرنا تمام عالم کا
محالات سے ہی لیکن مشغول ہونا آدمی کا اپنے نفس کی اصلاح میں بہتر ہی مرنے سے ابن مسعود تابعین
اور آسمان پر حقوق لوگوں کیسے کہ جہتیں ہیں خاص ہونا حضرت سے اور عبادت کرلی دل میں لگا جو حاضر ہونا

ضیا فوت نہین اور مانند انکے اور ان سب چیزونمین ضائع کرنا اوقات کا ہی اور عجب نا آفتونمین اور کبہی کوئی مانع پیش آوے کہ مادہ جو دانکے ادا کرنا ان حقوق کا دشوار ہو اور اگر کچہ عذر کرے تو قبول ہو اور کہین کہ فلانکے گہر مین گیا تو اور فلان چیز کی تو نے ہمارے ہی حق مین تقصیر کیون ہی اور یہہ اکثر اوقات باعث نفاق و عداوت کا ہوتا ہی اور بعضونے کہا ہی کہ جسنے کسی بیمار کی عیادت مین تو سل کرے اوسکی موت کی طرف تمنا و نیت صحت کے اوسنے متصل ہو اور حاصل یہہ کہ اگر تمام اوقات صرف کرے بیچ رعایت حقوق لوگونکے تو تمام عمر اسمین صرف ہوجائیگی اور اصلاح اپنے حال مین نہین مشغول ہو نیکا اور اگر بعضون کی تخصیص کرے یعنی خاص رعایت بعضون ہی کے حقوق کی کرے تو موجب دردونکی وحشت کا ہوگا اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بیچ منشینی اور ہمکلامی لوگونکے تقصیر واقع ہوتی ہی اور وہ سبب رنجش کی ہوتی ہی اور ایسے آدمی کم ہین کہ مجلس مین جاوین اور کوئی بہی اونسے ناراض نہو خصوصا بد ذات و حاسد کہ منتظر اوسکی عیب و تقصیرات کے ہی ہرچند کہ انکے ساتھہ کوئی کتنی ہی نیکی کرے وہ زیادہ تر دشمن ہوتے ہین امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ جاہل بر عداوت کی نیکی کرنی ہی ساتھہ بد ذاتون کے اور بیچ قطع کرنے طمع اپنی کے ہی لوگونسے فوائد ہین اسلیے کہ جو کوئی نظر کرے متاع دنیا اور زینت اوسکی پر تو شاید حرص کا قوی ہوتا ہی اور ساتھہ قوت حرص کے طمع پیدا ہوتی ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ طمع ایک جگہ کو نہین پہنچتی کہ ناامیدی پیش آجاتی ہی اور بسبب اسکے ایذا حد سے زیادہ کھینچتا ہی اور جب عزلت اختیار کی تو کوئی چیز انمین سے نہین دیکھیگا اور حال طمع مین نہین پڑیگا اور اسلیے قرآن مجید مین نظر کرنے سے متاع دنیا کو اور اوسکی زینت کی چیزون کو منع فرمایا ہی اس آیت مین

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

اور نہ کھول آنکھیں اپنی طرف اوس چیز کے کہ برتنے دیا ہم نے ساتھ اسکے جماعتون کو انمین سے رونق دنیا کی زندگانی کا تاکہ آزماوین ہم انکو اوسمین اور روزی تیرے رب کی بہتر اور بہت باقی

اور حدیث مین آیا ہی کہ نظر کرو اوسپر کہ کمتر ہی تمسے اور نظر نکرو اوسپر کہ بالا ہی تمسے اسلیے کہ یہہ سبب زیادتی شکر نعمتون کا ہی فقط یہہ حکم امور دنیوی مین ہی کہ مثلا اپنے تئین دو وقت روٹی ہی ملتی ہی تو دیکھے اوسکو کہ جسکو ایک وقت ہی میسر ہوتی ہی اسلیے کہ اسسے صبر آجاتا ہی اور شکر نعمت نصیب ہوتا ہی اور اپنے سے زیادہ کو نہ دیکھے کہ اسمین حسد و رنج پیدا ہوتا ہی اور ناشکری کرنے لگتا ہی اور امور دینی مین اپنے سے اعلی کو دیکھے مثلا یہہ دو سیپارہ کلام اللہ کے پڑہتا ہی تو اوسکو دیکھے کہ جو زیادہ اسسے پڑہتا ہی اسلیے کہ اسکو عجب نہین پیدا ہوگا اور اپنے سے کم کو دیکھے گا تو عجب پیدا ہوگا یہہ مضمون حدیث مین آیا ہی چنانچہ مشکوۃ مین موجود ہی عون بن عبد اللہ نے کہا کہ ہمنشینی کی مینے اغنیا کی اور ہمیشہ غمگین رہتا تھا مین بسبب اسکے کہ پاتا تھا اونکے دیکھتا مین بہتر اپنے پیالون سے اور گہوڑے اونکے بہتر اپنے گہوڑے سے اور اسیطرح لوگونکے ...

پھر اسکے بعد مشاورت سے راحت پائی ہے لیکن جو کوئی اسباب دنیا اور دنیا داروں کو دیکھے
تو حال دو حال سے خالی نہیں یا تو صبر و تحمل کو کام میں لائیگا یہ امر نہایت مشکل اسلیے کہ تلخی صبر کی نسبت
زیادہ تلخ ہیں اور یا طمع اور رغبت کریگا اور سعی اور حیلہ کریگا دنیا کے حاصل کرنے میں اسی سبب
ہلاک کا ہوگا دنیا اور آخرت میں دنیا میں بسبب طمع اور ذلت کے اور اگر اوجاف مال اسکے
حاصل نہ ہوگی اور رسوا ہوگا اور خلق کی نظر میں حقیر معلوم ہوگا اور مرض لا دوا میں مبتلا ہوگا
آخرت میں بسبب اسکے کہ سعی کرلی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اختیار کریگا اور ترجیح دیگا
اسکو طلب حق پر اور اسکے تقرب پر اور یہ سب نقصان [illegible] تمام ہوگا نعوذ باللہ
الٰہی ہمکو ان کاموں سے کہ باعث نقصان ہوں نگاہ رکھ اور ہمکو ہمارے نفس کے سپرد نہ کر تو مددگار رہ بحرمت
محمد و آلہ الامجاد امین یا ارحم الراحمین اور فوائد عزلت سے یہ ہے کہ اسمیں خلاصی ہے دیکھنے
ثقلاء اور احمقوں کے سے اور خلاصی ہے انکے مکروں اور انکی ثقالت سے اور انکی طرف سے کہ اہل
رنگوں سے کہ دیکھنا ثقیل کا [illegible] نابینائی ہی ایسے بزرگوں سے منقول ہی کہ دیکھنا ایک ثقیل کا [illegible]
[illegible] بڑا عالم تھا سبب ہے کہا کہ ہر چند کہ ان ایک علت ہی اور تقلیل روح کا دیکھنا ثقیل کا ہی شافعی رحمۃ اللہ
فرمایا کہ ہم نشینی ثقیل کے تپ کا باعث ہیں ایک حکم کو [illegible] سبب ہے کہ اسکی جانب ہی اور
اور یہ فوائد عزلت میں ساتھ مقاصد دینی کے [illegible] لیکن وہ بھی متعلق ہے مقاصد میں ساتھ
دین کے اسلیے کہ جب آدمی سے ایذا [illegible] دیکھنے کسی ثقیل کے دور نہیں کہ غیبت اسکی کرے و [illegible]
صنعت خدا کو اور اسیطرح جب کسی سے ایذا پائی [illegible] البتہ
مشغول سبب عیب اسکا ہی کہ اسکے بدلہ لینے میں کوشش کرتا ہی اور یہ باعث ہوتا ہی فساد دین کا
اور عزلت میں سلامتی ہی ان سب امور سے **فصل دوسری** بیچ بیان آفتوں عزلت کے جاننا چاہیے
کہ بعضے فوائد دینی اور مصالح دنیویہ ایسے ہیں کہ موقوف ہی حاصل کرنا انکا اوپر مخالطت اور معاشرت کے
ساتھ غیر کے اور فوت ہوتے ہیں وہ عزلت میں پس یہ جو [illegible] آفات عزلت سے ہے [illegible]
کہ فوائد مخالطت سے ہیں وہ آفات عزلت سے ہیں اور جب فوائد مخالطت کے معلوم ہوں تو آفات
عزلت کے بھی معلوم ہوں اور فوائد مخالطت کے سات ہیں پہلی مخالطت کے فوائد میں سے سیکھنا اور
سکھانا ہے اور سیکھنے علم کا ہی اور سیکھنا علم دین کا اور سکھانا اسکا افضل عبادات [illegible]
[illegible] سے یہی حکایت ہے کہ علوم [illegible] ہیں کہ اسکے سیکھنے سے [illegible]
نہیں [illegible] اور [illegible] عزلت کے کہ گنہگار رہتا ہی اور بعضی [illegible]

کہ ایسے جارہ ہی اور سیکھنا انکا فرض کفایہ ہی مانند خوض کرنیکے اقسام علوم مین یعنی تامل کرکر استنباط
مسائل کا کرنا اور اگر بعد سیکھنے فرائض کے عزلت اختیار کرے اور مشغول عبادت مین ہو تو روا ہی اگر
قدرت اور استعداد خوض کرنیکا علوم میں نہ رکھتا ہو لیکن جو کوئی کہ قادر ہی اوپر تجر اور نکالنے مسائل کے
علوم شرعی اور عقلی سے عزلت اوسکے حق میں پہلے سیکھنے کے نہایت نقصان و ٹوٹا ہی اور جو کوئی پہلے
علم کے سیکھنے سے عزلت اختیار کرے تو اکثر کام اسکا ضایع کرنا اوقات کا ہو گا ساتھ سونے یا فکر کرنیکے خیالات
باطلہ مین جیسیکہ کہا ہی بزرگوں نے بیت خیالات ما وان خلوت نشین + بہم بر کند عاقبت کفر و دین
اور نہایت شغل عزلت کا یہہ ہی کہ مستغرق رکہے اوقات کو اوراد و عبادات مدرسہ مین اور اسکا حال یہی
یہہ ہی کہ چونکہ آگاہ نہین ہی علم خطرات نفس اور وسوسوں شیطان کے سے باعث غرور اور سبب
فتور کی ہوتی ہی اور اکثر دل مین ایسا کام کر بیٹھتا ہی کہ سبب فساد اور ضایع کرنے ساری عمر کی عبادتونکا
ہوتا ہی اور اکثر مبتلا ہوتا برے اعتقادون سے ذات و صفات حق مین پس علم اصل دین کا ہی
اور مدار کار کا اوپر عزلت عوام و جہال کے کچھہ نفع نہین بلکہ سراسر ضرر ہی مانند مریض کے کہ جاہل ہو علم
طب سے اور وہ طبیب سے گوشہ پکڑے ضرور ہی کہ گوشہ پکڑنا اسکا سبب زیادتی مرض و بلا کا ہو گا اور
علم کے سکھانے میں سب سے بڑا ثواب ہی جبکہ نیت سیکھنے والے اور سکھانے والے کی درست ہو اور
اگر قصد اسنے جاہ و افتخار کا اور ہونے بہت سے تابعداروں اور مصاحبوں کا ہو تو بڑی آفت و بلا کی ہی
اور اولی عالم کو اس زمانہ مین عزلت ہی اسلیے کہ صدق بیچ طالبین کے بہت ہی کم ہی پس تعلیم کرنا عالم کا
انکو مانند سیجے ہتھیار کے ہو گا ہاتھہ دشمنوں دین کے اور اگر کوئی طالب صادق پیدا ہو تو عزلت اختیار کرلی اور
تحمل کرنا اسکے تعلیم میں بڑا گناہ ہو گا لیکن پائے جانا اسطرح کے سیکھنے والے کا نہایت نادر ہی اور
بعضے اگلے بزرگون نے فرمایا ہی کہ البتہ علم آخر کو اپنی طرف کہینچ لیتا ہی اگرچہ قصد اوسکے سیکھنے میں
دنیا کا ہو لیکن اس بات پر مغرور نہو شاید کہ عین تحصیل میں موت آ پہنچے اور مراد
ان بزرگون کی اس علم سے علم دین اور علم تفسیر اور حدیث اور علم تاریخ
انبیا اور صحابہ کا ہی کہ بھری ہوئے ہین یہہ وعد و وعید سے اسلیے کہ اسمین رجوع اور
تاثیر کی ہی اور علم جدل و منطق اور غور کرنا بیچ تفصیلات علم و عقود اور جھگڑوں کے
اور مانند انکے ہرگز ایسے نہین کیا نہین دیکھا ہی تو کہ اکثر مولوی نہایت بڑائی کو پہنچ گئے
ہین اور حرص دنیا اور طلب جاہ ہنوز باقی ہی بلکہ زیادہ ہوتی جاتی ہی اور اصلاح اخلاق
بد سے خلاصی نہیں پائی لیکن علم دین اور معرفت کہ علوم آخرت سے کہتے ہین

ہر چند کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں جاہ اور عزت اور وقار کرے بغرض اسکے اور علاج کرے نفس کے اور محاسبہ اور مجاہدہ
کرے سکے نفس پر میں اور عالم باعمل ستوری حال سے دور سے اگلی توفیق دیوے واللہ تعالیٰ ہی بزرگوں سے
کہا ہی کہ جس عالم کو حرص تعلیم و تدریس کی زیادہ ہو تو جان لے کہ خطرات نفس اور حاصل کرنے جاہ کے اور ارادہ
مشغول ہونے لوگوں کے نزدیک نہیں ہیں اور خلاصی ان آفات سے بہت مشکل ہی مگر جسکو اللہ چاہے
ف یہ جو کہا کہ جس عالم کو الخ یعنی گمان اس ان باتوں کا ہو سکتا ہی یہ کہ نفس تو الکا ہر شخص کو جب
علیحدہ ہوا ہی نہیں کوئی یہ سمجھے کہ جسکو حرص زیادہ درس و تدریس کی ہو تو خواہ مخواہ اس باتوں کے لیے
کرتا ہو بلکہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہی اور اکثر بزرگ اسمیں اب حریص ہوے ہیں اور حدیث شریف میں
اسکی حرص کی تعریف آئی ہی رَبَّنَا اللّٰہُ وَإِيَّاكُمْ اور غرض حضرت شیخ کی یہ ہی کہ نیت کو خالص کرے
ان اغراض سے اور یہ مراد نہیں ہی کہ حرص زیادہ اسکی نکرے واللہ اعلم بالصواب اور مطالعہ کرنا مناسب
کتابوں کا اور سلف کی تواریخ کا اور مصاحبت فقرا کی بعد ہی اسمیں لیے نیت کے خالص کرے میں اور
جب تک ہو سکے سعی کرے یہ خلاف کرے جو اسکے نفس کے کہ طریق اسکے جو اکثر سکا ہی اور مدار
کار عبادات اور نوافل جن پر ہی اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہی کہ وہ سبب نفع اور انتفاع کی ہی نفع تو
یہ ہی کہ خلق کو اسکے مال دینی سے نفع پہنچاوے اور انکی حاجتیں روا کرے کہ اسمیں ایسا ثواب جتنا
کہ ہمارے میں نہیں اٹکتا اور جسکو میسر ہو کہ باوجود صحبت کے قائم رہے حدود شرع پر اور رعایت حقوق
اسلام کی کر سکے تو صحبت اسکے حق میں بہتر عزلت سے ہی اگر مشغول اسکے عزلت میں منحصر ہو بیچ عبادات
باللہ اور اعمال ماہیہ کے اور اگر کوئی ہوا ایسا کہ عالم دل کی طرف اسے راہ پائی ہو اور طریق توجہ و ذکر کا
اور فکر کا ذات حق اور صفات اسکی میں اسکے ہاتھ لگا تو اسکے حق میں عزلت افضل ہی اور انتفاع یعنے
نفع لینا ساتھ کسب اور معاملہ کے ہی اور جو کوئی محتاج ہی اسباب معاش کا اور حاصل کرنے قوت کا
تو اسکو ضرور شرعاً ترک کرنا عزلت کا پس اگر ممکن ہو اسکو کسب کرنا ساتھ رعایت حدود شرع کے
حالت حرمت میں اور ساتھ رعایت حقوق صحبت کے تو کسب کرنا اسکے حق میں بہتر ہی اور
اگر ممکن ہو کسب کرنا بغیر ارتکاب ممنوعات کے تو عزلت اسکے لیے واجب ہی اگر قناعت و توکل
ہو سکے ورنہ بحکم ضرورت کے کسب کرے اور زیادہ حاجت سے نکرے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو
کہ اسے کسب سے بقدر اسکے تصدق کرتا ہی تو کسب کرنا اسکے حق میں بہتر عزلت سے ہوگا اگر مشغول اسکا
منحصر ہو اعمال ظاہرہ میں اسلیے کہ عبادت متعدی افضل ہی لازمی سے لیکن اگر صاحب انوار اور صاحب
علوم دینی و معرفت سے ہو تو عزلت افضل ہی اسلیے کہ مشغول ہو ساتھ علم آخرت کے اور توجہ

ہونا معرفت حق کی طرف اور چلنا اس راہ پر افضل عبادات مین پس ترک کرنا بسبب اختلاط و صحبت کے
ہر چند کہ متضمن فائدہ اور ثواب کو ہو جائز نہین آور جملہ فوائد مخالطت سے یہہ ہی کہ وہ سبب تادیب
اور تادیب کے ہی اور مراد تادیب سے مجاہدہ نفس کا ہی ساتھ صبر کرنیکے ایذای خلق پر اور ساتھ تحمل کرنیکے
اونکے اخلاق بد پر اسلیے کہ اسمین کسر نفسی اور مارنا شہوات نفس کا ہی اور مصاحبت اس جہت سے
افضل ہی عزلت سے اس شخص کے حق مین کہ آراستہ نہین ہین اخلاق اسکے اور مطیع نہین ہین ساتھ
حدود شرع کے شہوات اسکی مانند نکاح کے اوسکے حق مین آور یہہ فائدہ مطلوب ہی بیچ اوائل ارادت کے
اور بعد حاصل ہونے ریاضت نفس کے اولے عزلت اور مشغول ہونا ساتھ حق کے ہی اسلیے کہ مقصود ریاضت
سے عین ریاضت نہین ہی بلکہ مقصود حاصل کرنا قابلیت نفس کا ہی واسطے چلنے راہ آخرت کے جیسے کہ مقصود
گہوڑیکی ریاضت سے اور لنگر ڈالنے سے اوسکے پاؤنمین سوار ہونا اوسپر ہی اور قابل ہونا اوسکا
چلنے منزلون کے لیے اور اگر کسیکو بے تکلف بسبب اصل فطرت کے حسن اخلاق اور صفائی خصلت کے حاصل ہو
تو اوسکو احتیاج صحبت کی نہین ہی واسطے حاصل کرنے اس فائدہ کے آور تادیب سے مراد ڈانٹنا اور
منع کرنا خلق کا ہی گناہ ہونیکے کرنے سے اور ارشاد و ہدایت کرنا اونکا ساتھ حسن اخلاق اور حدود شرع کے
اور یہہ صفت بیچ حق معلم علم ظاہر کے اور مرشد طریقہ سلوک کے ہی اسی پر حال معلم علم ظاہر کا اول معلوم ہو چکا
اور جیسیکہ خیالات دنیا کے اور حب جاہ معلم کے حق مین محتمل ہین ایسی ہی خرابیان وسواس کی اور آفتین
ریا کی مرشد کے حق مین بہی ممکن ہین اسلیے کہ بہت خلائق ایسے ہین کہ اختراع خانقاہ کا اور اجتماع مریدونکا
واسطے مقبول ہونیکے نزدیک خلق کے کرتے ہین اور یہہ سبب نقصان دنیا اور آخرت کا ہی پس اگر طالبونمین
صدق طلب اور اپنے مین صدق نیت پاوے تو مشغول ہونا ارشاد و ہدایت مین بہتر ہی ورنہ عزلت ہی خیر ہی
تا کہ ضال و مضل نہو حاصل یہہ کہ صدق نیت ہر چیز میں معتبر ہی واللہ الموفق آور جملہ فوائد مخالطت سے یہہ ہی کہ ور
سبب الفت دینے غیر کے اور الفت حاصل کرنیکی اپنے لیے ہی ولیکن چاہیے کہ نہو اسمین مقصود حظ نفس
اور حاصل کرنا منافع دنیا کہ وہ منافع واسطے اصلاح دین و آخرت کے نہون اور کبہی ہوتا ہی کہ موانست اور
مخالطت باعث ارتکاب حرام کی ہوتی ہی اور چاہیے یون کہ غرض اصل انس سے راحت پہنچانا دل کا
اور خوش کرنا خاطر کا ہو عبادت مین کہ ہمیشہ کرنا ریاضت کا اور تکلیف دینا نفس کا ساتھ ریاضت ہر وقت کے
موجب وحشت و نفرت کا ہی اور عادت ڈالنی اسکی بطریق نرمی و مدارات کے بہت دخل رکھتی ہی بیچ
نشاط اور شوق طاعت کے جیسیکہ بیچ فوائد نکاح کے مذکور ہوا پس صاحب عزلت کو ضرور ہی ایک بار
مقرر کرنا کہ تمام روز مین ایکدو ساعت اپنے باتین واتین کیا کرے لیکن ایسی بات نکرنی چاہیے کہ ذات

تمام دن رات کی ایک ساعت میں یاد خدا دے اور جانے کہ اگر پاس اسکی ہیچ امور دین کے اور
بیان کرے احوال دل کے اور شکایت کریں تصرف دلکی ہیچ بات رہے اور اسعاف کے
ہوں اور اگر مشغول ہو بعضی ایسی مباح چیزوں میں کہ وہ سبب نشاط خاطر کے ہوں تو بھی روا ہی
اور اس یا ملکہ ارباب سلوک کو طبیعت دل کے میں جوش جاتے ہیں اور سبب مدد کر ہوا الا اس طرح ہو کا
مدہی کا باب کو تقسیم کرے عبادتوں جملہ پر جیسے مثلا ایک وقت قرآن شریف پڑھنے کے
لیے مقرر کرے اور ایک وقت نوافل کے پڑھنے لیے اور ایک وقت پڑھانے کے لیے اور ایک وقت
واسطے مطالعہ کرنے علوم دینیہ کے وغیرہ لک اور ایک جس پر نفس کو تکلیف زیادہ کہ طول ہوگا
اور حصول فوائد مخالطت سے یہ ہی کہ وہ سبب نتیجے اور پہچانے ثواب کے ہی پہچانا ثواب کو
ہوتا ہی بسبب حاضر ہونے کے جنازوں پر اور بسبب جانے کے عیادت مریض کے لیے اور جانے کے
دعوتوں میں اور پاسداری کے اور عمدہ چیزیں ثواب کی یہ ہیں حاضر ہونا عیدین میں اور جمعہ میں اور
تمام نمازوں کی جماعتوں میں کہ یہ چیزیں لازم ہیں اور انکا ترک کرنا جائز نہیں مگر بسبب بعضے عذروں کے کہ فقہ میں
لکھے ہیں اور پہچانا ثواب کا یہ ہی کہ لوگ انکی ملاقات کے لیے آوینگے اور تعصب و تعریف میں پیدا
کرینگے اور بعضے جو ہیں بیمار کیا دین کے اور انکے سبب سے ثواب حاصل ہوگا انکو اور اسیطرح اگر یہ
شخص علما و مشائخ میں سے ہی اور لوگ اسکی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں تو بھی وہ ثواب پاویگا
اسکے سبب سے لیکن جانے کہ اوس ثواب کو کہ حاصل ہو اس مخالطت میں ہونے ساتھ اوس ثواب کے کہ حاصل
عزلت میں جس جانے کہ ثواب غالب ہو اسکو اختیار کرے خواہ عزلت ہو یا مخالطت تھوڑی بعضے
اگلے بزرگو جیسے مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ترک کیا قبول دعوت کا اور عیادت بیماران کا اور
حاضر ہونا جنازوں کا بلکہ لازم پکڑا اپنا اونکو گوشہ گھر کا کہ باہر نہ نکلتے تھے مگر واسطے جمعہ کے اور زیارت
اگر سے تھوڑے اور بعضے بزرگوں نے چھوڑ دیا تھا شہر اور جا رہے تھے جنگل اور پہاڑوں میں پاسبانہ
ترک کرنے حقوق ہمسایہ کے اور پاسداری کے تکلف ہوں اور یہ طریق بڑی سلامتی کا ہی اور جملہ
فوائد مخالطت سے یہ ہی کہ وہ سبب تواضع کی ہی اور تواضع افضل مقامات اور احسن صفات سے ہی
اور یہ لوگوں تنہا نشین کو کم حاصل ہی بنی اسرائیل کے قصوں میں آیا ہی کہ ایک حکیم نے تین سو ساٹھ
کتابیں حکمت میں تصنیف کی تھیں اور ایسا گمان کیا تھا کہ مجھکو سبب انکے مرتبہ عظیم بارگاہ رب کریم میں
حاصل ہوا سو وقت کے پیغمبر کو وحی آئی کہ اسے کہو کہ یہ تمام تو نے دعوی بھرا اور بارگاہ خداوندی
کچھ مقصد نہیں دیکھا پس عزلت اختیار کی ... حکم سے اور زمین کے سینے ایک جگہ ...

اور کہا کہ مین حق کی صحبت مین پہنچا پہر پیغمبر پر وحی آئی کہ کہہ اگر رضا ہماری چاہتا ہی تو بازارون مین جا اور
عوام الناس سے صحبت رکہہ اور تواضع اختیار کر اور اونکے ساتہہ ہمنشینی اور مخالطت کر کہ اس عزلت
مین آفتین بہت ہین جب ایک مدت اوس حکیم نے اوسپر عمل کیا تو وحی آئی کہ اب میری رضا کو پہنچا
تو اور بہت سے لوگ عزلت گزین ہین کہ باعث عزلت پر انکو تکبر اور نخوت ہی اور مانع اختلاط سے یہہ ہی تا ہر
کہ محفلون اور مجلسون مین انکی تعظیم و تکریم کا حق لوگ بجا نہین لاسکتے یا دیکہتے ہین کہ احتراز مخالطت سے سبب رفع اور
معزز ہونیکی ہی خلائق مین اور یہہ نہین جانتے ہین کہ تواضع اور مخالطت اوس کسی سے کہ واقع ہر
بزرگ ہی بسبب علم و دین کے کچہہ موجب نقصان کی نہین اسکے منصب مین امیر المومنین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ طعام واسطے اہل و عیال اپنے کے بازار سے لاتے تھے اور کہتے شعر لاینقص
الکامل من کمالہ + ما جر من نفع الی عیالہ اور بعضے صحابی مانند ابو ہریرہ اور ابن مسعود
وغیرہما کے پشتارہ لکڑیون کا اور گٹہری گیہون کی اپنی پیٹہون پر لے آتے تھے اور منقول ہی کہ
ابو ہریرہ امیر ایک شہر کے تھے اور لکڑیان اپنے سر پر رکہہ کر لاتے اور کہتے طرقوا لامیرکم اور حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بازار سے غلہ اپنی گہر مین لاتے اور اگر کوئی اور مانگتا تو نہ دیتے بیت
تواضع ز گردن فرازان نکوست + گدا اگر تواضع کند خوی اوست + اور کبہی ہوتا ہی کہ اختلاط ترک کرتا ہی
اسلیے کہ تا لوگ اسکی برائیون اور عیبون پر اطلاع نہ پاوین اور ساتہہ اعتقاد زہد و عبادت کے
لوگون کو فریب دے اور لوگونمین شور و غوغا ہو اسکا حال اگرچہ تمام روز و شب مین ایک ساعت
ساتہہ خدا کے مشغول نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذلک اور جملہ فوائد مخالطت سے یہہ ہی کہ وہ
سبب تجربہ کی ہی اسلیے کہ عقل غریزی کہ ثابت ہی اصل طبیعت مین کافی نہین بیچ سمجہنے مصالح
دین و دنیا کے اور زیادتی اسکے کمال کی تجربہ اور معاملہ سے ہوتی ہی اور عزلت بغیر تجربون کے
ضائع ہی جیسیکہ اگر ایک لڑکا اول ہی سے عزلت اختیار کرے تو ضروری کہ تمام عمر مین جاہل رہیگا
پس واجب یہہ ہی کہ ایک مدت لوگونمین اوٹہے بیٹہے اور علم ضروری اور احوال گذران کے اور
قسمین نفعون اور ضررون کی معلوم کرے بعد اسکے عزلت اختیار کرے اور باقی
تجربہ بسبب سننے احوال کے حاصل ہوئینگے اور تجربون مین بہت ضروری تجربہ یہہ ہی
کہ تجربہ کرے نفس اور صفات باطن اپنی کا کہ یہہ خلوت مین میسر نہین ہی مگر بعد
حاصل ہونے علم کے ساتہہ اسکے اور جو کوئی ساتہہ صفتون بری کے مانند غضب اور
حسد اور مانند انکے عزلت اختیار کرے ہر چند کہ خلوت مین رہے ہمیشہ محنت و

بس ایسی ہی حال انکا اختیار کرنا موقوف کا واسطے فراغ خاطر اور صفائی دل کے ہی اور سلف اکثر اپنا
اپنے نفس کو ساتھ ایسی چیز کے کہ مرادوں کو دفع کرے بس جسمیں کچھ آمیزش مکر کی ہوتی تو بوجہ شک
کے بندے ہی پر رکھتا اور مار ڈالے گذر رہا اور بہت تھیں اکثر دکھاتا اون لوگوں کو جیسے حیا و حجاب تکلیف کا
اور ایک بزرگ سے منقول ہی کہ کہا تیس برس کی نماز میری ہی قضا کی لعل اسکے کہ ہمیشہ پہلی صف میں نماز
ادا کرتا تھا میں ایک روز کسی سبب سے تاخیر ہوئی میرے آنے میں اور قوم نے صفیں مرتب کرلیں نہیں
پہلی صف پر پہنچ سکا میں آخر کی صف میں کھڑا ہوا میں بس دیکھا میں نے کہ نفس مرا اس تاخیر کے لوگوں کی
نظر سے شرمایا پہلی صف میں آنا میں معلوم کیا میں نے کہ نفس بسبب لوگوں کے محظوظ ہوا اس سبب سے
کہ نظر لوگوں کی پڑتی ہی اور جملہ سابقین فی الخیرات سے گنتی ہیں جانا میں نے کہ سب تمام نمازیں کہ مدت
تیس برس پڑھی ہیں آمیزش ریا و عجب کی رکھتی تہیں بس قضا انکی کی میں بس مخالفت کو بڑی تاثیر ہی
بیچ دفع کرنے ان امور کے بیچ حق اس شخص کے کہ خبردار ہی احوال نفس اور مفسدوں اوسکی سے اور
تحصیل بعضے مدعا اعمال کے مفسد و کا بدریں اسکا کا ہی جسکو جاننا انکا تعریف ہر ہیں علوم کا ہی
بعد ایمان لانے کے ضرور ہی دین پر اور درست عمل بعد حاصل ہونے اس علم کے تمام آفت و ہلاکت ہی
اور صحیح ہونا عمل کا اور صفائی اوسکی موقوف ہی اس علم پر اور اسی سبب سے فضیلت دی ہی علم کو عمل پر
باوجودیکہ علم وسیلہ عمل کا ہی اور وسیلہ کمتر ہوتا ہی مقصود سے رتبہ میں حدیث میں آیا ہی کہ فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میرے کے ہی ایک ادنی شخص پر اصحاب
میرے سے اور آیتیں اور حدیثیں اور اقوال صحابہ کے بیچ فضیلت علم کے بسیار ہیں اور مراد اون سے
علوم دین کے ہیں اور جو کہ وسیلے انکے ہیں اور باقی علوم بحث بعادت سے کے بعضے مباح ہیں اور بعضے
حرام اور تفصیل انکی اسکی جگہ بیان کی ہی بس فضیلت علم کی راجع کرتی ہی طرف ایک امر کے تین امور میں سے
ایک یہ کہ صحت عمل کی موقوف ہی اوسپر اور دوسرے یہ کہ دائرہ انکا عام و متعدی ہی ساتھ تمام
خلائق کے اور دائرہ عمل کا مخصوص و لازمی ہی ساتھ کرنیوالے اسکے اور تیسری یہ کہ مقصود علم سے ہر دلکا ہی حق کی
طرف مائل کرے اور مستغرق ہونا اوسکی معرفت و محبت میں اور یہ علم مقصود اصلی ہی اور وہ علم کہ وسیلہ عمل کا ہی علم معاملہ ہی
پس جو کوئی علم وسیلہ کو بجائے ثمر لاوے ہے سے کہ کوئی سے کے راہ کو بجائے اور جیسے سیکھا اور
عمل نکیا مانند اوس شخص کے ہی کہ تیغ ہاتھ میں رکھتا ہی لیکن راہ نہیں چلتا اور جو کوئی بے مشقت عمل
میں رہے مانند اوس شخص کے ہی کہ آہستہ راہ چلے اور مقصد کو پہنچے مرتبہ اول علما کے واسطے ہے
کہ جسکو علمائے شریعت عذر کہتے ہیں لغو و باطل ہے اور مرتبہ دوسرا اگر عابدوں اور زاہدوں کے لیے ہی اور

اس مرتبہ مین اگرچہ کمال معرفت حق کو اسیرنہ کرلین لیکن بسبب نجات آخرت اورنعیم جنت کا ہوگا اگر ساتھہ
کسی غرض کے اغراض دنیاوی سے ملوث نہو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ساتھہ عمل آخرت کے دنیا طلب کرے
نہ دنیا پاوے نہ دین اور مرتبہ تیسرا عارفون اور واصلون کا ہی اور تحقق اس مرتبہ کا بغیر حصول دو مرتبہ کے
دشوار ہی اور دعوی اسکا الحاد ہی یہہ ہی بیان فوائد عزلت اور آفات اسکا اور جب یہہ معلوم ہوا تو ثابت
ہوا کہ ترجیح ایک کی دونون مین سے یعنی ترجیح عزلت کی صحبت پر یا صحبت کی عزلت پر خطا ہی بلکہ یہہ مختلف ہی
ساتھہ اختلاف اشخاص و احوال کے اور مدار او پر حاصل ہونے فوائد و آفات کے ہی اگر فوائد عزلت مین دیکھی
تو اسکو اختیار کرے اور اگر صحبت مین پاوے تو اوسکو عمل مین لاوے پس حق یہہ ہی کہ طریقہ اعتدال کا ملحوظ
رکھے اور اپنی تئین ایک جانب مین تنہا نہ چھوڑے کہ اعتدال سب چیزونمین مستحسن ہی اور دونون طرفین
افراط و تفریط کی مذموم **فصل تیسری بیچ آداب عزلت کے** چاہیے کہ نیت عزلت سے اول دفع کرنا
اخلاق بد اپنے کا ہو بعد ازان طلب سلامتی کی شر شریرون سے بعد ازان خلاصی آفات تقصیر سے کہ قصور ہو
ادا کرنے حقوق مسلمانونمین بعد ازان تنہائی واسطے عبادت مولی کے اور مقصود اصلی یہی ہی اور چاہیے
کہ عزلت مین مواظبت کرے علم و عمل پر اور مشغول رہے ذکر و فکر مین تا ثمرۂ عزلت سے بہرہ ور ہو اسلیے
کہ عزلت فی نفسہ تعطیل و بیکاری ہی اور یہہ مردے اور سوتے مین حاصل ہی اور مقصود اوسے عبادت ہی
اور چاہیے کہ لوگون کو ملاقات کرنیسے اور حاضر ہونے سے سامنے اپنے منع کرے کہ یہہ بات فوت
کرنیوالی غرض عزلت کی ہی اور چاہیے کہ لوگون کی خبرین نہ پوچھے اور واہیات شہر کی اور خبرین عوام کی
نہ سنے کہ یہہ تمام تخم خطرات اور وسوسونکی ہین اور جیسیکہ تخم زمین سے درخت اگاتا ہی اور شاخین نکالتا ہی
اسیطرح سننا خبرون کا اور جگہہ دینا انکا دلمین تخم وسوسون اور خطرون کا ہی اور تھوڑیسے روزی پر قناعت
کرے کہ حریص آدمی کو عزلت میسر نہین ہوتی اور طلب کرنا فراخی رزق کا مضطر کرتا ہی طرف مخالطت
خلق کے اور ہمسایون کے ایذا پر صبر کرے اور انکی آواز پر کان نہ رکہے یعنے سنے نہین کہ شاید گلہ شکوہ اسکا
کرتے ہون یا برا کہتے ہون اور یہہ باعث عداوت ہو اور عزلت کی تعریف پر خوش نہو اور اگر برا کہین
عزلت کو تو ترک مخالطت پر غمگین نہو اور راہ آخرت پر مستقیم رہے اور اوقات کو ساتھہ اقسام نیکیون کے
تقسیم کرے اور چاہیے کہ اہل موافق یا ہمنشین صالح پیدا کرے کہ ایک ساعت اسکے ساتھہ بیٹھہ کر
استراحت اور دفع ملال کرے اور مدار کار عزلت کا تمام اوپر انقطاع دنیا اور چیزون دنیا کے ہی
اور فنا دنیا کو ہمیشہ مد نظر رکھے اور آرزو سے دراز نکری اگر رات کرے تو امید کل کی نرکہے اور دن
کرے تو انتظار رات کا نکرے کہ صبر کرنا ایک دو روز کی سختی پر آسان ہی اور اگر بیس یا تیس برس عمر کو دراز

دونوں سے تو سفر مشکل ہو گا اور ہمیشہ منتظر موت کا رہے جیسے کہ مسافر راہ میں ہر جگہ قیام کرے لیکن
ہمیشہ نظر اسکی سفر پر رہتی ہے اور دنیا اور دوام آخرت کو ہمیشہ منظور نظر رکھے اور نقص جانے
کہ جو کوئی بیچ راہ طلب خدا کے مریگا ہمیشہ کو زندہ رہیگا کہ یہ آیت قرآن سے ثابت ہے اور اگر توفیق
حق رفیق ہو تو سب آسان ہے ورنہ سب مشکل ہے وما توفیقی الا باللہ باب چھٹا بیچ آداب سفر کے اس باب میں
دو فصلیں ہیں فصل پہلی بیچ صفت سفر کے اور فائدوں اور قسموں اوسکے اول جان کہ سفر دو قسم ایک تو سفر ظاہر
کہ عبارت ہے چھوڑنے وطن کے سے اور پہونچنے سے بیابان و جنگل میں اور دوسرا سفر باطن کہ عبارت ہے
سیر دل کے سے بیچ زمین و خلق سے طرف ملکوت آسمانوں تک کے صفت صنعت خلق اور تعجب و فکر کے
اور بیان اس سفر کا راہ چلنے والوں عالم دل سے پوچھا جاتا ہے اور سفر ظاہر اگر وسیلہ اس سفر کا ہو تو محمود ہے
ورنہ ممنوع ہے من حرم علی السفر الباطن اذن له بالسفر الظاهر (جو کوئی محروم ہوا سفر باطن سے پس چاہیے سفر ظاہر کا) اور مقصود یہاں بیان کرنا آداب
سفر ظاہر کا ہے اسی طریقہ پر کہ وسیلہ سفر باطن کا ہو جان کہ سفر ایک نوع حرکت کی ہے کہ جدا ہو جانا ہے پہلا
اور فعل اختیاری بغیر کسی باعث اور غرض کے نہیں ہوتا اور باعث سفر پر یا طلب کرنا ایک چیز کا ہے اور بھاگنا
کسی چیز سے اور طلب کی کئی چیز واسطے ہیں یا واسطے مال و جاہ کے اور یا دنیا ہے اور دین علم ہے یا عمل اور
علم یا تو کوئی علم ہے علوم دین میں سے یا علم ہے اخلاق و صفات اپنی کا بطریق تجربہ کے اور یا علم ہے نشان
قدرت الٰہی کا اور عجائب اسکے کا زمین میں مانند سفر ذوالقرنین کے اور عمل یا عبادت ہے اور یا زیارت
عبادت مانند حج اور عمرہ اور جہاد کے اور زیارت یا تو مقصود اوسے کوئی مکان ہے مانند مکہ
اور مدینہ اور بیت المقدس اور مانند اسکے کے اور یا زیارت مقصود اولیا اور علما کی ہے خواہ
زندہ ہوں یا مردہ اور جس سے کہ بھاگتا ہے یا تو وہ ایسا امر ہے کہ ضرر اوسکا متعلق ساتھ
بدن کے ہے خواہ عام ہو مانند وبا و قحط کے اور یا خاص ہو مانند خوف ہونے ایذا حاسدوں
اور دشمنوں کے سے اور یا ایسا امر ہے کہ ضرر اسکا دین میں ہے مانند حب جاہ و مال کے
کہ سبب اغراض کی ہوتی سے ہے اور باز رکھنے والی بھلائی سے ہے واسطے عبادت اوسکی کے
اور مانند دیکھنے کے کہ وہاں بدعت ہو پس حاصل اقسام سفر کے چار ہوئے اول تو سفر
واسطے طلب علم کے اور یہ سفر یا تو واجب ہے یا نفل بحسب علم مطلوب کے کہ اگر علم واجب ہے تو
سفر بھی واجب ہے اور اگر علم نفل ہے تو سفر بھی نفل ہے اور علم یا تو علم ہے امور دینیہ اور احکام
شرعیہ کا اور یا علم ہے اخلاق اور صفات بُرے یا اچھے کا یا علم نشانوں قدرت
الٰہی کا کہ زمین میں ہیں حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی گھر سے باہر آوے طلب علم کے لیے تو وہ راہ

حذا مین ہی جبتک کہ پہرے اور یہ بہی فرمایا ہی کہ جو کوئی چلے راہ واسطے طلب علم کے آسان کریگا حقتعالے
اوسکے لیے راہ بہشت کی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ اور اگلے علما
رحمہم اللہ مسافتین بعید واسطے سُننے ایک حدیث کے قطع کرتے تہے جابر بن عبد اللہ ساتہ دس
صحابیون اور کے مدینہ سے مصر کو گئی واسطے سُننے ایک حدیث کے عبد اللہ بن اُنیس کی زبان سے
ہر چند کہ اُنکو اُسنے وہ حدیث بواسطہ کسیکے پہنچی تہی اور اسیطرح اکثر علمار نے واسطے علم کے سفر
اختیار کیے ہین اور محققین اوٹہائی ہین رحمت کرے اللہ اون سب پر اور علم اخلاق اور صفات نفس بہی ضروریات
دین سے ہی اسلیے کہ چلنا راہ آخرت کا بغیر اچہا کرنے صفتون کے اور درست کرتے اخلاق کے مشکل ہی
کہ آدمی بداخلاق کو صفائی باطن کی ممکن نہین اور تجربہ اخلاق کا اور صفات نفس کا اکثر سفر مین میسر ہوتا ہی
اسلیے کہ نفس وطن مین اُنست پکڑے ہوتا ہی ساتہ اون چیزون کے کہ موافق طبعیت اسکے ہین
قسم الفت و عادت کی چیزون سے پس ظاہر نہین ہوتی ہین خباثتین باطن اسکی اور سفر جو جگہہ محنت اور
شدت اور نہ ہونے الفت و عادت کی چیزون کی ہی ظاہر ہونا خباثتون اور عیبون اسکی کا اکثر ہوتا ہی پس
تدبیر و علاج اسکا ممکن ہی اسلیے کہ جب علت ظاہر ہو تو علاج اسکا ممکن ہی لیکن جب علت ظاہر نہین ہوتی
تو دفع کرنا اسکا مشکل ہوتا ہی اور تحقیق اسکی بیچ فوائد مخالطت کے مذکور ہوئی اور سفر بہی مخالطت ہی ساتہ
زیادتی مشقتون اور ضررون کے اور علم نشانیون قدرت الٰہی کا زمین مین ہی سبب حاصل ہونے بصیرت
و یقین کا ہی اسلیے کہ کوئی چیز موجودات سے نہین ہی کہ دلالت نکرے اوپر کمال وسعت اور
قدرت اور علم خالق کے اور اس بات کو صاحبان دل کہ کان انکی جان کے کہلے ہین اور اسے
سمجہنا زبان حال کا کر سکتے ہین خوب جانتے ہین اور بعد حاصل ہونے اس مرتبہ کے
رہنا وطن کا اور سفر برابر ہین اور کہولنا اور بند کرنا آنکہہ کا یکسان ہی اور وہ ہمیشہ سفر ہی مین ہین
اور کیفیت اس سفر کی راہ چلنے والے آخرت ہی کے جانتے ہین اور دوسرا
سفر واسطے عبادت کے ہی کہ حج ہی اور جہاد اور زیارت انبیا اور اولیا اور علما کی
قبرون کی بہی اسی قبیلہ سے ہی اور جستے کہ حالت حیات مین ساتہہ دیکہنے کے
برکت حاصل کرین بعد اسکے مرنیکے اسکی زیارت سے برکت ڈہونڈہین بسبب
تفاوت درجات انکے کے اور زیارت زندون کی بہتر ہی زیارت مردون کی
سے کہ یہان حاصل ہونا فائدہ کا زیادہ ہی اور نظر کرنی علما اور صلحا کے
منہہ پر عبادت ہی اور مسلمان بہائیون کی ملاقات کرنے کی فضیلت بہت

یہ آداب سفر زیارت کے مذکور ہو چکے ہیں اور جو زیارت کرے بیت المقدس کے فضائل بہت ہیں اور
ثواب بے شمار آیا ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت رب العزت سے
درخواست کی کہ جو کوئی اس مسجد میں یعنی بیت المقدس میں آوے تو مسطور لطف الٰہی کا ہو اور گناہوں سے
پاک ہو جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور حق تعالیٰ اوسکی دعا کو قبول کرے اور تیسرا سفر
واسطے بھاگنے کے اوس چیز سے کہ تشویش ڈالے دین میں اور یہ سفر دین کی سنت سے ہی اور حالانکہ
جو ولی کہ واجب ہی بہ آگیا اوسے قدر حکومت اور مال اور جاہ اور کثرت علائق اور اسباب کی ہی
اور یہ سب چیزیں تشویش سے اکثر پراگندہ خاطری اور سبب تفرقہ دل کی ہیں اور تمام و کمال دین کا امر
فارغ ہونے دل کے علائق سے مشکل ہی اگرچہ قطع ہونا علائق ضروریہ کا اور حاجات لابدی کا ممکن
نہیں ہے لیکن تخفیف اور کم کرنا انکا ممکن ہی اور مشغول ہونا ساتھ دین طاعت کے بقدر سکنا ہے کہ
ہی جو کوئی کہ سبکبار زیادہ ہی راہ دین میں تیزرو زیادہ ہی اور جسکا بعد ریاضتوں کے اور بعد بے علائق
فراغ دل حاصل اسطرح کا ہو کہ کوئی حرج ملاحظہ حق اور مشاہدہ اسکے سے ہو تو ہونا اسباب دنیا کا
موجب تشویش دل کا ہوگا لیکن حاصل ہونا اس مرتبہ کا مخصوص ساتھ انبیا اور اولیا کے ہی اور بعض
اور عوام میں بہت تفاوت ہی اور مثال بعادت قوت دل کی بیچ اٹھانے شواغل کے مانند تفاوت
قوت بدن کے ہی بیچ اٹھانے بوجھوں بھاری کے یعنی جیسے ضعیف الجسم کم بوجھ اوٹھاتا ہی اور
قوی الجسم زیادہ اسیطرح دل بہت تھوڑے شغلوں کے متحمل نہیں ہوتے گھبرا جاتے ہیں اور بعضے
بہت سے شغلوں کے متحمل ہوتے ہیں اور گھبراتے نہیں اور انکے حضور مع اللہ میں فرق نہیں آتا اور جیسے کہ
کثرت اور عادت ڈالنی بیچ زیادہ کرنے قوت ظاہری کے مفید ہیں اسیطرح مجاہدہ اور ریاضت
بیچ پیدا کرنے قوت باطنی کے دخل تمام رکھتی ہی اور اختیار کرنا سفر کا واسطے بھاگنے کے آفات و فتنوں سے
عادات سلف سے ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ ایسا زمانہ ہی کہ ہر روز ایک شہر سے
دوسرے شہر کو جاوے اور جہاں کہ مشہور ہو جاوے کہ وہاں سے انتقال کرے اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ
علیہ ایک شہر میں زیادہ چالیس دن سے نہ رہتے تھے اور چوتھا سفر بچنے کے لیے ہی ان امر
کے مضرت بدن میں مانند وبا اور اسکے اور یا مضرت مال میں مانند گرانی غلہ کے اور سفر کرنا واسطے
گرانی غلہ کے حاضری واسطے حاضری اور فارغ ہونیکے عبادت کے لیے سفیان ثوری رح کو کسی
دیکھا کہ مشک ہاتھ میں لٹکی ہوئی اور ہمیلی الاج کی پیٹھ پر لیے ہوئے چلے جاتے ہیں پوچھا کہ کہاں جاتے ہو
ای ابا عبد اللہ کہا کہ سنا ہے کہ فلانے گانو میں غلہ ارزاں ہی چاہتا ہوں کہ وہاں رہوں کہا کہ آیا

ہم بہی اسیطرح کرین کہاں جبکہ سی تو کہ ایک جگہ غلہ ازراں ہی سکونت اختیار کرو ہان کہ سلامتی اور خاطر
جمعی امین اکثر ہی اور تعلق ساتہہ اسباب کے منافی توکل کے نہین آگی پر سفر کرنا واسطے صرف بالور تماشا
اسکیکے جائز نہین حدیث مین آیا ہی کہ یہہ وبا ایک بیماری ہی کہ بعضی اگلی امتین ساتہہ اسکے عذاب
کی گئین تہین بعد ازان باقی رہی کہ کبہی جاتی ہی اور کبہی آتی ہی پس جو کوئی سنے اسکو کسی شہر مین
چاہیے کہ وہان نہ جاوے اور اگر شہر مین ہووے اور وہان وبا آوے تو وہان سے نکلے نہین اور صبر
کرے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ طاعون یعنے وبا ایک بیماری ہی مانند غدہ اونٹ کے
کہ مونہہ مین نکلتا ہی جو مسلمان کہ اوسے مرے شہید ہی اور جو کوئی ٹہیرا رہے شہر مین حالت وبا مین
مانند اوس شخص کے ہی کہ راہ خدا مین جہاد کرے اور جو کوئی بہاگے وبا سے مانند اوس کسیکے ہی
کہ جہاد سے بہاگا اور حاصل یہہ کہ بہاگنا وبا سے اور جانا وبا کی جگہ ممنوع ہی یہہ ہی بیان سفر کے
فائدونکا اور اسی جگہ سے نیت سفر کی ظاہر ہوئی کہ اگر نیک کام کی نیت ہی سفر مین تو ثواب پاویگا
والا ہیچ ہی اور یہہ ہی ظاہر ہوا کہ سفر یا اچہا ہی یا برا یا مباح سفر اچہا یہہ ہی کہ واسطے اعمال آخرت کے ہو
یعنی مثل تحصیل علم وغیرہ کے اور اگر واسطے حاصل کرنے حاجات دنیویہ کے ہو کہ زندگانی مین ضروری ہین
اور موجب خاطر جمعی اور حضور دل کی ہین وہ بہی داخل ہی اعمال آخرت مین اور طلب کرنا زیادتی کا از
قبیلۂ دنیا سے ہی اور مدار نیت پر ہی پس حاصل کرنا مال کا واسطے قوت عبادت کے اور خبر گیری فقرا کے
اعمال اخروی سے ہی یعنی اگرچہ زیادہ حاجت سے ہو اور نکلنا حج کے لیے واسطے سنانے اور دکہانے
لوگون کے واسطے دنیا کے ہی اور اعتبار نیت کا واجبات اور مباحات مین ہی اور حرام مین نیت اعتبار
نہین رکہتی ہاں مرتکب ہونا حرام کا جائز نہین یعنے مثلا حج وغیرہ کے لیے نکلا ہی یا تجارت کے لیے
نکلا ہی اور نیت اسمین اچہی ہی معتبر ہوگی اور اگر قضاقی وغیرہ کے لیے نکلے اور کہے کہ نیت میری یہہ ہی
کہ یہہ مال فقرا کو کہلاونگا یہہ نیت کچہہ کام نہ آویگی ایسا کام ہرگز نہ کرنا چاہیے اور ہمیشہ سیر و سیاحت
مین رہنا تشویش مین ڈالنے والا دل کا ہی مگر ہیچ حق قلندریون کے اور اکثر سیاح بیکار اور گدا پیشہ
ہوتے ہین اور اسکے فائدونمین سے نہایت فائدہ یہہ ہی کہ دلگیری دفع ہوتی ہی اور چاہیے کہ سفر اِرادہ
نیک سے کہنے والیکا واسطے طلب علم اور دیکہنے بزرگون کے ہو تا کہ آنکہہ دل کی کہلے اور طریق عمل و فکر کا
ہاتہہ لگے اور بعد اسکے اقامت یعنے وطن مین یا ایک شہر مین سکونت اختیار کرنی بہتر ہی **فصل دوسری**
بیچ آداب مسافرون کے وقت نکلنے سے پہر نے تک جب ارادہ سفر کا ہو تو چاہیے کہ اول حقوق
لوگون کے اور قرض قرض خواہونکے ادا کرے اور اگر امانتین لوگونکی رکہتا ہو تو اونکے سپرد کرے

اور بعد اس کے حقوق کا ایسے یوں بچوں دختر کا مہر ادا دے اور خرچ راہ حلال طلب ہم پہنچا وے اور خرچ
راہ اسعد (اسباب) سفر سے لے کہ رفقوں پر بھی فراخ ہو اور چاہیئے کہ سفر میں خوش خلق رہے اور اخلاق نیک
ظاہر کرے کیونکہ بہ مانت تجربہ آدمی کے خلق کا سفر ہی میں ہوتا ہی اور جو کہ سفر میں ساتھ قدم صحبت میں اور
حال صحبت کے ہی ظن میں ہی ہو سکے گو تاآنکہ ہمیں ایسے ہوتے ہیں کہ ظن میں راضی و خوش ہوں ہیں
ولیکن سفر میں تنگ ترین صلعم و کسر حکمہ مستتر ہیں اور حادثوں کی بہی اور کل اسمیں بہانے سوار ہو ماہی اور [illegible]
اسی سبب سے کہا ہی علماء نے کہ جس آدمی سے صحبت کلام کریا جاسکے زرہ دار سے اگر
ہمارے اور ہمسائے اور تمام حسن خلق مسافر کا اسمیں ہی کہ سامنا کر کرنے والے کے احسان کرے
اور رفیقوں کا مددگار رہے حسن خبر سے کہ جسکی ہو خواہ سوار ایسے ہو خواہ کہانے سے خواہ اور جس سے
اور کسی سا... جو تنقیع کے ہی خاطر اسکی جو سن کر مارے لیکن سے مداخلت بعض نگاہ سے کہ وہ
ہی سبب مع و حسب خاطر کی اور موجب رفع غم کی ہی اور جملہ آداب سفر سے یہ ہی کہ اول رفیق پیدا کرے
تنہا نکلے سفر کے سبب کہ سفر تنہا مشکل ہی اور اسی سبب سے کہا ہی علماء نے الرفیق ثم الطریق
لیکن چاہیئے کہ رفیق اسکا ایسا شخص ہو کہ مدد کرے اسکی دین میں اگر دین کی بات کوئی بھول جاوے
تو یاد دلا دے اسکو اور اگر یاد ہو مدد کرے اسکی کہ آدمی اپنے دوست اسے کے ہی یعنی اگر [illegible]
رفیق دیندار ہوگا تو یہ بہی اسکی صحبت میں دیندار ہوگا اور سچاں دوست کی ہی ہے کہ مدد کرے دین کے
اور حدیث میں منع آیا ہی تنہا سفر کرنے سے اور کم جماعت سفر کی تین آدمی ہیں لیکن اگر چار ہوں تو بہتر
حدیث میں آیا ہی کہ خیر الاصحاب اربعۃ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اگر تین آدمی ہونگے تو دو آدمی اگر
کسی کام کو جاوینگے جیسے کھانا وانا لینے کو تو ایک آدمی تنہا رہیگا اور رنجیدہ ہوگا کہ سفر جگہ وحشت و
محنت کی ہی اور اگر ایک جاویگا کام کو تو وہ دلگیر ہوگا کہ تنہا رہ جا جات اور معاملہ میں ہیگا میں عرب کو
مشکل ہی پس چار کا ہونا بہتر ہی کہ دو کام کو جاوینگے تو دو آپس میں باتیں وامن کرینگے رہیں گے
اور زیادہ چار سے نہیں چاہیں کہ بہت زیادہ میں حاجت ہے اور اگر ایسا ہو ماہی کہ جو کہ زیادہ حاجت
ہوا ہی روایات میں اہتمام اسکے حال کا سب کم ہوتا ہی اور چاہیئے کہ جماعت میں ایک شخص کو امیر کریں
کہ یہہ مرجع کرنا ہی جیسے تشبیہ یعنی دو ہوتے کو کر آیا ہی السلامۃ فی الوحدۃ والآفات فی
الاثنین یعنے جب ایک امیر ہوا تو گویا وہ اکیلا ہی کہ کوئی اسکے راسے میں شریک نہیں اور
یہ ہی ہی کہ عقلیں لوگوں کی بیچ اختیار کرنے منزلوں کے اور معین کرنے راہوں کے اور امور سفر کے
مختلف ہوتی ہیں پس اگر حاکم ایک نہ ہوگا تو باعث نزاع کا ہوگا اور انتظام امور میں فساد داخل ہوگا

اور ہونا ایک حاکم کا رفع کرتا ہی نزاع و فساد کو اور چاہیے کہ امیر ایسے کو کریں کہ بہت خوش خلق اور بہت
مہربان ہو اور عاقل و بخته کار ہو اور شیوہ احسان و ایثار کا رکہنا ہو اور نظر اسکی مختصر اوپر مصلحت رفقا کے ہو
عبد اللہ مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ہمراہ ہوا ابو علی کے سفر میں ابو علی نے کہا کہ ای عبد اللہ
تو امیر ہوگا یا میں کہا میں نے تم ہو کہا ابو علی نے کہ اطاعت حکم کی اور فرمان برداری امر میری لازم گنا
میں نے کہا کہ یوں ہی کرونگا پس ہمیشہ اوٹہاتا اسباب کا اور تمام خدمتیں ابو علی کرتے تھے اور مجھکو کبھی
خدمت میں مشغول نہ ہونے دیتے تھے ایک شب مینہ برسنے لگا تمام شب میرے سر پر چادر لئے کھڑے رہے
کہا میں نے اللہ اللہ مجھہ تو خدمت مجہی ہی کرنے دو کہا کہ نہ کہا تھا کہ اطاعت میری لازم گنا اور مجھکو ایسا
جانا پس پشیمان ہوا میں کہ کاش کہ امیر نہ جانتا میں اور جملہ آداب سفر سے یہہ ہی کہ رخصت کرے شہر کے رفیقوں کو
اور گہر کے لوگوں کو اور دوستوں کو اور وقت رخصت کے آپس میں ایک دوسرے کے لیے دعا
کریں اور مقیم مسافر کو کہے فِيْ حِفْظِ اللهِ وَكَنَفِهٖ وَزَوَّدَكَ التَّقْوٰى وَغَفَرَ لَكَ وَوَجَّهَكَ
لِلْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ اور مسافر مقیم کو کہے اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكُمْ
سونپتا ہوں میں اللہ کو دین تمہارا اور ایمان تمہارا اور انجام آخری عمل تمہارے
اور چاہیے کہ اہل و مال کو اور ہر چیز کو کہ متعلق اسکی ہی سپرد خدا تعالی کے کرے اور دعا کرے علی العموم

حکایت عجیبہ

کرے خاص کر کر بعضوں کے لیے مکر سے آیا ہی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مال بانٹ رہے تھے
کہ ناگہان ایک شخص آیا کہ اوسکے ساتھ ایک بیٹا تھا نہایت مشابہ ساتھ اوسکے امیر المومنین عمر نے پوچھا کہ یہ
کون ہی اور تجہسے کیا قرابت رکہتا ہی کہ میں نے کسیکو کسیکے ساتھ ایسا مشابہ نہیں دیکھا ہی اسنے کہا کہ اے
امیر المومنین یہہ بیٹا میرا ہی مجکو ارادہ ایک سفر کا درپیش آیا تھا اور اس لڑکیکی ماں حمل سے تھی اوسنے کہا
کہ تو جاتا ہی اور مجکو اس حال میں چہوڑتا ہی میں نے کہا کہ جو کچھہ کہ تیرے پیٹ میں ہی اسکو
خدای تعالے کے سپرد کرتا ہوں میں پس یہہ کہکر چلا گیا میں جب سفر سے پہر کر آیا میں
تو اسکی ماں مرگئی تہی ایک روز بیٹھا تہا میں اور لوگوں سے باتیں کر رہا تہا کہ ناگہاں اوسکی
گور پر ایک آگ یعنے روشنی دیکہی میں نے لوگوں سے پوچہا کہ یہہ کیا ہی لوگوں نے
کہا کہ یہہ گور ہی تیری بیوی کی ہر شب ایسی ہی روشنی دیکھتے ہیں ہم کہا میں نے کہ واللہ
وہ صائم الدہر اور قائم اللیل تہی یعنے یہہ روشنی اسکے سبب سے ہی پہر اوسکی
گور پر گئی کہ میں دیکہا کہ وہ روشنی ایک چراغ کی ہی کہ اوسکی گور پر روشن ہی
اور یہہ بیٹا تہا پاؤں مار رہا ہے ایک ہاتف غیبی نے آواز دی
کہ یہہ امانت تیرے ہے کہ سپرد خدا کے کی تہی تو نے اگر اسکے

مال کو سپرد کر دیا تو اوسکو یہی بتا گیا کہ جو کوئی خدا کو امانت سپرد کر دیتا ہے سلامت پاتا ہے اور جملہ آداب سفر کے
یہ ہے کہ پہلے سفر کے دو رکعت نماز استخارہ کی پڑھے کہ جو کوئی کسی کام میں استخارہ کر لیتا ہے انجام اوس
کام کا بخیر ہوتا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ سعادت بنی آدم کی بیچ ہی استخارہ اسکا پہلے شروع کرنے کے
کسی کام میں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب کو تعلیم کرتے تھے استخارہ جسکو
تعلیم کرنے سے سورہ قرآن کی یعنی سب اہتمام کرتے تھے اسکے سکھانے میں اور اگلے بزرگ ہر کام
میں استخارہ لازم سمجھے ہیں اور کیفیت استخارہ کی یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے اسطرح کہ اول رکعت میں
سورۂ فاتحہ یعنی الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ہو اللہ احد اور جب فارغ ہو
یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ
یا اللہ تحقیق میں طلب خیر کی کرتا ہوں تجھ سے ساتھ سبب علم تیرے کے اور طلب قدرت کی کرتا ہوں ساتھ قدرت تیری کے اور مانگتا ہوں تجھ سے
فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ
فضل تیرے بڑے سے پس تحقیق تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے
الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي
پوشیدہ باتوں کا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ تحقیق یہ کام بہتر ہے واسطے میرے دین میرے میں اور روزگار میرے میں
وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ
اور انجام کام میرے میں یا اس جہان میں اور اس جہان میں پس حکم کر اور مقرر کر اوسکو واسطے میرے اور آسان کر اوسکو پھر برکت دے
لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ
میرے لیے اوس میں اور جو جانتا ہے تو کہ تحقیق یہ کام برا ہے واسطے میرے دین میرے میں اور روزگار میرے میں اور انجام
أَمْرِي أَوْ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ
کام میرے میں یا اس جہان میں اور اوس جہان میں پس پھیر اسکو مجھ سے اور پھیر مجھکو اوس سے اور حکم کر اور مقرر کر میرے لیے بھلائی جہاں کہیں ہووے پھر
أَرْضِنِي بِهِ (راضی کر مجھکو ساتھ اسکے) ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی قصد کرے کسی کام کا وہ دو رکعت پڑھے سوائے
فرض کے اور پھر یہ دعا پڑھے اور مراد کام سے وہ کام ہے کہ مباح ہو اور مرد در کشتا ہو اوس کے کرنے نہ
کرنے میں مثل سفر کرنے اور بنانے عمارت اور کرنے نکاح اور مانند اسکے نہ مانند کھانے اور پینے شربت کے
کہ اسمیں استخارہ نہیں چاہئے اور اسیطرح استخارہ نہ کیا جاوے کرنے واجب اور سنت میں اور چھوڑنے
حرام و مکروہ سے پس بعد استخارہ پڑھنے سے جو بات اسکے حق میں مناسب ہوتی ہے اوس پر دل قرار پکڑ جاتا ہے
یہ حضرت شیخ نے مشکوۃ کی شرح میں لکھا ہے اور وقت سفر کے چار رکعت اور پڑھے حدیث میں آتا ہے

کہ خلیفہ نہین چہوڑتا ہی بندہ اپنے اہل مین کوئی خلیفہ کہ دوست زیادہ ہو خدا تعالیٰ کے نزدیک چار رکعت سے
کہ اداکرے اپنے گہر مین اوسوقت کہ باندہے کپڑے سفر کے پڑہے اونمین یعنے ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ
اور قل ہو اللہ احد پہر بعد نماز کے کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَيْكَ فَاخْلُفْنِيْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ
پس جو کوئی یہہ پڑہتا ہی حقتعالیٰ نگاہ رکہتا ہی اوسکے اہل و مال کو اور حفاظت کرتا ہی گرد اوسکے اوسوقت
تک کہ پہر کر آوے تمام ہوا مضمون حدیث کا اور جب گہر کے دروازے پر آوے یعنی باہر نکلنے کے لیے تو کہے
بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ
نکلتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے بہروسا کیا مین نے اللہ پر نہیں پہرنا گناہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ کی اے رب پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے اس سے کہ گمراہ ہوون مین یا گمراہ کیا جاؤں
اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ اور جب قدم راہ پر رکہے تو کہے اَللّٰهُمَّ بِكَ
یا پسلا یا جاؤن مین یا ظلم کرون مین یا ظلم کیا جاؤن مین یا جہالت کرون مین یا جہالت کی جاوی مجہپر یا اللہ تیرا نام لیکے
اِنْتَشَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ
چلا مین اور تجہی پر بہروسا کیا مینی اور ساتھ تیرے چنگل مارا مینے اور طرف تیری متوجہ ہوا مین یا اللہ تجہی پر اعتماد ہی مجہکو اور تجہی سے
رَجَائِيْ فَاكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهِ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ
امید ہی مجہکو پس کفایت کر مجہکو اوس چیز سے کہ فکر میں ڈالا ہے مجہکو اور اوس چیز سے کہ نہیں فکر کرتا مین اوسکی یا اللہ توشہ راہ دی مجہکو تقوی اور متوجہ کر مجہکو واسطے خیر کے جدہر کو متوجہ ہوؤن
اور یہہ دعا ہر منزل مین پڑہے جسوقت کہ نکلے اوس منزل سے اور جب گہوڑے پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ
وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ
اور ساتھ مدد اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہی بہروسا کیا مینے اللہ پر اور نہیں ہی پہرنا گناہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ بزرگ کے جو کچہہ چاہا اللہ نے
كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى
ہوا اور جو کچہہ نہ چاہا نہ ہوا پاک ہی وہ ذات کہ تابعدار کیا اوسنے ہمارے لیے اسکو اور نہ تہی ہم واسطے اوسکی طاقت پانیوالے اور تحقیق ہم طرف
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاُمُوْرِ
رب اپنے کے البتہ پہرنیوالے ہین یا اللہ تو ہی سوار کرنیوالا ہی پشت سواری پر اور تجہی سے مدد چاہی جاتی ہی امور پر
اور مقصود ان دعاؤن سے یہہ ہی کہ بیچ وقت سفر کے التجا ساتھ حقتعالیٰ کے کرتا رہے اور توکل اوسپر
کرے اور نیکی چاہے اور مشغول ساتھ اوسکے رہے اور جملہ آداب سفر سے یہہ ہی کہ روز پنجشنبہ کے سفر کرے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسطرح کرتے تہے اور چاہیے کہ وقت صبح کے سفر کرے حدیث مین آیا ہی
کہ فرمایا آنحضرت نے حق تعالیٰ برکت دے میری امت کو بیچ صبح روز پنجشنبہ کے یعنے جو کام اسمین کرین برکت
پاوین اور ہر کام مین مستحب یہہ ہی کہ شروع صبح کو کرے کہ یہہ وقت برکت کا ہی اور چاہیے کہ بعد از طلوع ہونے

پھر دور تک پہنچ کے سفر کرے کہ جمعہ کی نماز چھوڑ کر جانا منع ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہی کہ جس کے دن
گرم ہوا ور نے بس کہ سب اصلاح ہی اور اگر رات کو راہ چلا کرے حدیث شریف میں آیا ہی کہ رات کو
چلا کرو کہ راہ رات میں لپٹی جاتی ہی یعنی مسافت تھوڑی معلوم ہوتی ہی لیکن اہل اس صورت میں کہ
اگر چور کا خطرہ ہو اور رفیق بہت ہوں اور جب بلندی پر چڑھے تو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے اور جب نشیب میں
اُترے تو تسبیح یعنی سبحان اللہ کہے اور جب قریب منزل کے پہنچے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ
هٰذَا الْمَنْزِلِ وَخَيْرَ اَهْلِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَشَرِّ مَا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ
اس منزل کی اور بھلائی اسکی رہنے والوں کی اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے برائی اس منزل کی سے اور برائی اوسکی کہ جو اس میں ہی یا اللہ پھیر
عَنِّيْ شَرَّ شِرَارِهِمْ اور جب اوترے منزل پر تو چاہیے کہ دو رکعت نماز کی ادا کرے اور کہے
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ
پناہ مانگتا ہوں ساتھ کلموں اللہ کے پورے کہ نہیں گذرتا ان سے کوئی نیک اور نہ بد برائی اوس چیز کی سے کہ پیدا کی
اور جب رات ہو تو کہے يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ
اے زمین رب میرا اور رب تیرا اللہ ہی پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے تیری برائی سے اور برائی اوس چیز کے سے کہ پیدا کی گئی
فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ
تجھ میں اور برائی اوس کی کہ چلتی ہی تجھ پر اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے شیر اور کالے سانپ سے اور سانپ اور بچھو سے
وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
اور برائی رہنے والوں شہر کے اور باپ کی اور جو کچھ جنا اور اوسی کا ہی جو کچھ ٹھہرا رات اور دن میں اور وہ سننے والا جاننے والا
ف کہا عرب نے کہ فرمایا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چاہتا ہی تو اسے جبیر کہ جب نکلے تو سفر میں
ہو کر تو ہو ساتھ یاروں اپنے سے بہتر میں یعنی صورت و حال میں اور بہت زیادہ انکا اور زیادہ توشہ کے
یعنی بہت مال والا اور بہت فراخی اور کمال وجمال والا ہو تو عرض کیا میں نے کہ ہاں چاہتا ہوں
فدا ہوں قربان باپ میرے فرمایا حضرت نے کہ پس پڑھ یہ پانچ سورتیں قل یا اور اذا جاء اور
قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور شروع کر ہر سورہ کو ساتھ بسم اللہ کے اور
ختم کر قراءت اپنی ساتھ بسم اللہ کے یعنی سب چھ ہونگی کہا جبیر نے اور تھا میں غنی بہت مال والا
پس تھا میں کہ نکلا سفر میں پس ہو جاتا تھا میں بد حال یاروں سے بہتر میں اور کمتر اون سے
توشہ میں یعنی باوجود کثرت مال کے بد ہیئت اور مفلس ہو جاتا تھا میں پس جب سے پڑھنے لگا
اور سفر کی سے پس ہمیشہ ہوں میں بہتر کہ سب میں بیچ سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم سے اور مداومت کی انکے پڑہنے کی بہتر ان کے بیانات مین اور زیادہ تر ین انکے سے تو شہ یز
یہان تک کہ بہتا ہون مین سفر اپنے سے نقل کی بہ ابو یعلے نے اور منزل پر اوترکر پڑہے اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ
اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہ اسکی بڑی فضیلت آئی ہی منقول ہی بسار صحابی سے روایت ہی
کہ جسنے یہہ دعا پڑہی متعین ہوتے ہین اوسپر ستر ہزار فرشتے کہ دعا بخشش کی کرتے ہین اسکے لیے
اور اگر مرتا ہی تو شہید مرتا ہی یہہ روایت ملا علی قاری نے حصن حصین کی شرح مین نقل کی ہی اور
صحیح مسلم مین روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر
عرض کیا کہ آج کی رات ایک بچھو کے کاٹنے سے کیا ایذا اوٹہائی آپنے فرمایا آگاہ ہو اگر
کہتا تو جسوقت کہ شام کرتا اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو ضرر نہ پہنچاتا تجکو اور
جو کوئی منزل پر اوترکر یہہ پڑہے تو نہین ضرر کرتی اوسکو کوئی چیز جب تک کوچ کرے
یہہ روایت مشکوۃ مین ہی اور ابن نجار نے اپنی تاریخ مین روایت کی ہی حضرت
علی رضہ سے کہ وہ نقل کرتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے
کہ جو کوئی ارادہ کرے سفر کا پس پکڑے دونو بازو اپنے گہر کے دروازے کے اور
پڑہے گیارہ بار قل ہو اللہ احد ہوتا ہی اللہ تعالے نگہبان اسکا یہان تک کہ
پہرے یہہ روایت تفسیر در المنثور مین ہی اور اور بہت دعائین تفصیل سے کتاب حصن حصین
وغیرہ مین منقول ہین جو چاہے سو پڑہے اور جملہ آداب سفر سے یہہ ہی کہ روز و شب مین
محافظت اور احتیاط سے رہے دشمنین تنہا نہ چلے اور قافلہ سے الگ ہو شاید
کہ کوئی گہات مین ہو یا ہمراہی سے رہ جاوے اور رات مین جاگتا رہے اور
بخبر نہ سووے آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب اول شب سفر مین
سوتے تو بازو اپنا نیچے سر مبارک کے بچہاتے اور آخر شب مین سوتے
تو بازو کہڑا کرکر سر ہتہیلی پر رکہہ کر سوتے تہے کہ اسمین بہت غفلت نہیں ہوتی
سونے مین اور جلدی جاگ اوٹہتا ہی اور مستحب یہہ ہی کہ رات کو نوبت
بہ نوبت جاگتے رہین اور جب کوئی دشمن یا درندہ رات مین یا دشمن قصد
ایذا کا کرے تو آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس پڑہے اور پناہ ساتہہ خدا کے ڈہونڈہے اور توکل او سپر کرے اور
مدد اوستے چاہے اور جملہ آداب سفر سے یہہ ہی کہ اگر سوار ہو تو سواری پر رحم کرے اوسکی طاقت سے زیادہ

بوجھ ہو سکے اور نہ پیر بیماری کہ مر جاوے اگر سکے تب مارنا جائز ہی اور سواری پر سو دی نہیں اگر ان
ہو ئے تندی کی حالت میں بوجہ سب تو جاتا ہی مدلکا اس سو دی نہیں اور اگر کہوڑ کسی دیر اور لشکر کے
سواری پر سے تو اسمیں بہت مہربانی اور رحم ہی اسپر اور بعض اگلے بزرگ وقت کرایہ کے ہر ٹہلکر کیسے
کہ سواری پر سے اور بیکے بیس اور اسکے مقابلہ میں کرایہ زیادہ دیتے تھے اور بعد اران اور سکتے
کہ اسمیں لشکار ہی جانور پر ہی اور کرایہ کو دینے والے پر بھی شرط کی تھی کہ اوتر سکے بیس اور
اسکے عوض میں کرایہ بھی زیادہ دیا اور باوجود اسکے جو اوپر سے رحم کر کر جانور پر احسان جانور ہی ہی
اور اسکی مالک پر بھی اور جو کوئی جانور پر زیادتی کر گیا در قیامت کے اوسے پوچھا جاویگا اور جاننا
کہ گنہگاری ہے کہ کرایہ میں قصہ جھگڑا کرے کہ آسان اور چشم پوشی کرنی معاملات میں فضائل اعمال
سے ہی اور جانے کہ زیادہ اوس چیز سے کہ شرط کی ہی نہ لادے جانور پر اگرچہ تہوڑا سا ہے تی اصل میں
تو سوکیا ہی ییسے اجارت دی ہی ولیکن طریقہ اہل ورع کا یہ نہیں ہی اسلیے کہ احتیاط اسمیں ہی یہلے
کہ خراب کرنی تہوڑی سی زیادتی پر نہ رفتہ رفتہ بہت سی زیادتی کی طرف کھینچ لیجاتی ہی اور جو کوئی عمل
سببے پر بیر کرے حرام میں پڑجاتا ہی اور جملہ آداب سفر سے یہ ہی کہ جن چیزوں کی حاجت سفر میں پڑتی ہی
مانند مسواک اور کنگہی اور مانند انکے ہمراہ رکہے حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر
میں سرمہ دانی اور آئینہ اور مسواک اور کنگہی اور مقراض اور قارورہ ہمراہ لیتے تھے اور سرمہ لگانا نزدیک
سونیکے سنت ہی فرمایا ہی آنحضرت نے کہ لازم پکڑو تم سرمہ لگانیکو نزدیک سونیکے اسلیے کہ وہ زیادہ کرتا ہے
صفائی کو اور اگاتا ہی بالوں کو یعنے پلکوں کو اور ہر آنکھ میں تین سلائیاں لگاوے اور ایک روایت میں آیا ہی
کہ داہنی آنکھ میں تین سلائیاں اور بائیں میں دو لگاوے اور موزے حائل اور رسی کو زیادہ کیا ہی
یعنی یہ بھی رکہے ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ جس وقت کے ساتہ حائل اور رسی ہمیں ہی دلیل ہی اسکے
نقصان دین اور رکہنا اسکا واسطے احتیاط طہارت کی اور دہونے کپڑے کے ہی یعنی حائل اسلیے ہی کہ اوسے
محفوظ و پاک رہے اسمیں اور رسی واسطے خشک کرنے دہوئے ہوئے کپڑوں کے اور واسطے پانی
کہینچنے کے ہی اور متقدمین یعنی صحابہ اور تابعین نے اکتفا تیمم پر کیا ہی اور کپڑے زمین پر خشک
کر لیتے تھے اور یہ نہایت بہتری ہی لیکن حائل اور رسی رکہنی بدعت ہی ولیکن بدعت حسنہ ہی اور
بدعت بری وہ ہی کہ تغیر کرے سنت قدیمہ کو اور جو چیز کہ مدد کرے سنتوں کی وہ مستحسن ہے اور احتیاط
طہارت ظاہری میں خوب ہی جس وقت کہ سبب فوت ہونے اوس عمل کی کہ اصل ہی اور اگر

فوت ہونے ایک ایسے امر کی ہو کہ افضل ہی اوتنی تو خوب نہین ہی وہ احتیاط اسیلیے کہا ہی علما نے کہ عالم کو
نچاہیے کہ آپ کپڑے دہووے اگر قدرت دہلانے کی رکہتا ہو اسلیے کہ اس مدت مین مشغول علم مین نہین ہوئیگا
کہ افضل اعمال ہی اور بعضی کہ واسطے وضو کے راہ دور دراز جاتے ہین تا جاری پانی پر پہنچین حقیقت مین
عبث کرتے ہین کیون اس زمانہ مین مشغول ذکر و فکر مین ہون کہ عمل دل کا ہی اور یہہ مخالف عمل صحابہ اور
متقدمین کے ہی کہ انکو صاف کرنا دلکا ضرورتر تہا ستہرا کرنے بدن کیسے یہان تک کہ صحابہ بعض اوقات
بعد از کہانیکے ہاتہہ نہ دہوتے تہے اور پانو کے تلو سے ہاتہہ کو صاف کر لیتے تہے بسبب اسکے کہ کمال
مستغرق ہوتی تہے اوقات انکی عمل قلبی مین اور فرصت نہوتی تہے اسکی کہ مقید ہون ہاتہہ دہونیکے اور جملہ آداب
سفر سے کہ متعلق ساتہہ حالت پہرنیکے طرف وطن کے ہی یہہ ہی کہ جب قریب اپنی منزل کے پہنچے تو پہلے
آنیکے کسیکو گہر مین بہیجے اور یکایک نہ چلا آوے کہ حدیث مین اوسنے منع کیا ہی آن سرور صلی اللہ علیہ
وسلم جب تشریف لاتے سفر سے تو اول مسجد مین آتے اور دو رکعت ادا کرتے بعد ازان گہر مین آتے
اور چاہیے کہ واسطے گہر والون کے اور اقربا اور دوستون کے تحفہ لاوے بحسب مقدور کے
کہ یہہ سبب فرحت دل و باعث ازدیاد محبت کا ہی اور جملہ آداب سفر سے کہ متعلق ساتہہ باطن کے ہی
یہہ ہی کہ نیت سفر مین کار آخرت کی ہو یا اوس چیز کی کہ مددگار ہو کار آخرت مین اور اگر سفر سبب زیادتی
دین کا نہو تو نکرے اور جب رغبت اپنے دلکی متغیر پاوے تو توقف کرے یا پہر آوے اور چاہیے
کہ ہر شہر کے داخل ہونے سے قصد دیکہنے بزرگون اوسکے کا ہو اور کوشش اسمین کرے کہ ہر ایک سے
طلب فائدہ کی چیز کرے اگرچہ ایک ہی بات ہو اور بقصد فائدہ کی چیز طلب کرنے سے نفع اوٹہانا ہو
اوسنے نہ بیان کرنا اوسکا اور قصہ خوانی اور جو کچہہ کہ سفر مین دیکہے عجائب و غرائب اوسکو بہی بیان نکرے
اور یہہ نہایت ریاضت ہی اور اگر بیان بہی کرے تو بقدر حاجت کے کرے اور کسی تقریب سے
کہے اور کسی شہر مین زیادہ سات یا دس دن سے قیام نکرے مگر یہہ کہ جس شیخ کی زیارت کو گیا ہو وہ حکم
کرے زیادہ رہنے کا اور اگر کسی ملاپ دار سے ملے تو زیادہ تین روز سے اوسکے ہان نہ ٹہرے
کہ یہہ حد ہی ضیافت کی مگر کہ اوسکو جدائی تیری ناگوار ہو اور تغیر ہو تو زیادہ رہنے کے سبیلے اور اگر قصد
کسی شیخ کی زیارت کا کرے تو زیادہ ایک روز و شب سے نرہے یعنے اسلیے کہ بزرگونکو تکلیف
دینی اچہی نہین اور سفر مین عیش و عشرت مین مشغول نہو کہ اس سے برکت سفر کی جاتی رہتی ہی اور جس
شہر مین جاوے اول وہانکے بزرگون کو دیکہے ساتہہ ترتیب فضیلت کے یعنے اول بہت بڑے
بزرگ سے ملے پہر اوس سے کم درجہ والے سے پہر اوس سے کم سے اور اگر بزرگ گہر مین ہو تو اوسکے دروازیکو

نہ کھنکارے اور تکلف نکلنے کی اوسکو نہ دے مگر جب اشارہ کرے یا وہ آپ نکلے اور جب تو دیکھے
تو ادب سے اوسکے آگے بیٹھے اور بعد پوچھے بات نکرے اور اگر پوچھے تو بقدر سوال کے
جواب دے اور اوسے مسئلے بغیر اوسکی رضا کے نہ پوچھے اور جس شہر کا تو مسافر آوے وہاں کے
صلحا کی قبروں کی زیارت کرے اور اگر نہ جانے تو وہاں کے رہنے والوں سے پوچھ لے اور بدون
ضرورت کے اپنی حاجت کسی سے ظاہر نکرے اگر جانتا ہو کہ وہ قبول کریگا اور راہ میں تسبیح
ذکر و فکر میں مشغول رہے اور بہتر یہی ہے کہ ذکر دل میں کرے لوگوں کو سنا دے نہیں اور اگر کوئی
اوس سے کچھ بات پوچھے تو ذکر کو ترک کرے اور جواب دے بعد اوس کے پھر ذکر کرنے لگے کہ اسکو
سب حال ہی اپنے حال کے پوشیدہ کرنے میں برخلاف نفس کے اور اگر اسکو خدمت صلحا اور فقرا کی
نہ ملے تو سفر نکرے کہ مقصود سفر سے یہی ہی لیکن مقصود نہیں سفر کرنا کہ اوس میں ہی کہ اس نعمت کی
قدر کی اور سفر بے فائدہ اختیار کیا اور جب سفر میں کچھ تقصیر و نقصان معاینہ کرے اس خطرہ میں کہ
شہر میں رکھتا تہا جانے کہ یہ سفر علی ہی لیکن پہر آوے اور چاہیے کہ ارادہ کرنے والا سفر کا اول
خواہش نفسانی کو اپنے میں سے دور کرے تا سفر میں خوار ہو ورنہ جو تابع خواہش نفس کا ہی ہمیشہ
خوار ہی اور جملہ آداب سفر سے اور واجبات اسکے سے یہ ہی کہ پہلے سفر کے رخصت شرع کی احتیاج
ہوتی ہی اوسکی سفر میں اور تیمم کا مسئلہ کا اور اوقات نماز کا اور مانند اسکے اس قسم کے علم سے کہ تعلق ہی
ساتہ سفر کے سیکہے یا سفر اسکا باعث گمراہی کا ہو واللہ الموفق

## باب ساتواں بیچ امر معروف

اور نہی منکر کے اور اس باب میں سات فصلیں ہیں

## فصل پہلی بیچ فضیلت امر معروف اور نہی منکر کے

حال کا امر معروف اور نہی منکر فرائض میں سے ہی موجب آیتوں اور حدیثوں اور اقوال صحابہ کے و لیکن فرض
کفایہ ہی یہ فرض جب اگر ایک شخص بجا لاوے تو سب سے ساقط ہو جاتا ہی اور دلیل جسکے
حکم فرض کفایہ کا ہی قرآن مجید میں فرماتا ہی اللہ تعالے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اچہا ہونا اس امت کا بیان کیا ساتہ امر معروف
اور نہی منکر کے اور یہ بہی فرماتا ہی تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
اور قرآن میں مانند اسکے آیتیں دلالت کرنے والی امر معروف اور نہی منکر کے بہت سی آئی ہیں اور
حدیث میں آیا ہی کہ کلام بنی آدم کے سب باعث ضرر کے ہیں مگر امر معروف اور نہی منکر اور ذکر
حق تعالے کا اور حدیث میں آیا ہی کہ ایکروز آنحضرت نے ساتہ ایک جماعت صحابہ کے خطاب
کیا اور فرمایا کہ کیسا حال ہوگا تمہارا اوس وقت میں کہ سرکشی کریگی عورتیں تمہاری اور فسق کرینگے

جوان تمہارے اور ترک کروگے تم اپنے جہاد کو عرض کیا صحابہ نے کہ آیا یہہ ہونا ہی یا رسول اللہ فرمایا
ہان سوگند اوس خدا کی کہ ذات محمد کی بیچ قبضۂ قدرت اوسکے ہی قریب ہی کہ ایسی چیزین واقع ہونگی کہ سخت تر
اور بدتر اوس سے ہین کہا صحابہ نے سخت تر اوس سے کیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا کیسا ہوگا حال تمہارا او سوقت
کہ معروف کو منکر دیکھوگے اور منکر کو معروف کہا صحابہ نے کہ یہہ بہی ہونا ہی یا رسول اللہ فرمایا ہان اسنے
زیادہ سخت ایک چیز واقع ہوگی کہا صحابہ نے کہ وہ کیا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسوقت کہ امر کروگے تم
ساتہہ منکر کے اور منع کروگے معروف سے اخیر حدیث تک فرمایا یعنی یہہ حدیث بڑی ہی ساری
حدیث بیان فرمائی اور یہہ بہی حدیث مین ہی کہ اوترتی ہی لعنت اس شخص پر کہ حاضر ہو ایسی جگہہ کہ ظلم کرین
لوگ اور وہ دفع نکرے اس ظلم کو اور موافق اس حدیث کے گوشہ نشینی واجب ہوتی ہی اور عاجز ہونا
منع کرنے سے عذر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اگر عاجز ہی تو چاہیے کہ اسجا حاضر نہو اور اسی جگہہ سے اختیار
کیا ہی اگلے بزرگون نے عزلت کو جیسکہ بیچ فائدون عزلت کے گذرا اور ممنوع حاضر ہونا
قصداً ہی اور اگر حاجت ضروری ہو یا اتفاقاً اوسکے سامنے گذرے تو معذور ہی اور معنے
عجز اور قدرت کی ظاہر ہونگے یعنے ضرورۃً یا اتفاقاً گیا اور یہہ منع نہین کرسکتا تو عاجز ہی اور اگر
قصداً گیا تو یہہ عاجز نہین ہی بلکہ گویا قدرت رکہتا ہی اور اس صورت مین ماخوذ ہوگا پہلی صورت
اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے پوچہا کہ یا رسول اللہ
آیا ہلاک ہوتا ہی وہ گانو کہ جسمین صلحا ہوتے ہین فرمایا ہان کہا صحابہ نے کہ کس سبب سے
فرمایا بسبب سہل جاننے اور سکوت کرنے انکے گناہون سے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی
کہ حق تعالے نے وحی بہیجی ایک فرشتہ کو اپنی فرشتون مین سے کہ فلانے شہر کو اوسکے
رہنے والون پر مار یعنے اولٹ دی کہا اوس فرشتہ نے کہ ای رب میرے اوسمین ایک بندہ ہی
تیرے بندون مین سے کہ ہرگز تیرا گناہ نہین کیا ہی حکم آیا کہ اسپر بہی مار کہ ہرگز منہہ اوسکا تغیر
نہین ہوا ہی بسبب گناہ خلق کے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ حق تعالی عذاب کریگا ایک
گانو والون کو کہ اسمین اٹہاران ہزار آدمی ہونگے کہ عمل اونکا مانند عمل انبیا کے ہوگا بسبب ترک
کرنے اونکے امر معروف اور نہی منکر کو اور حدیث مین آیا ہی کہ وہ لوگ کہ حکم کرتے ہین اچہی
باتونکا اور منع کرتے ہین بری باتون سے اور محبت رکہتے ہین للہ اور بغض رکہتے ہین للہ
وہ بہشت کے بالاخانون مین ہونگے کہ وہ اوپر ہین شہیدون کے بالاخانون سے اور ہر بالاخانہ کے
تین تین لاکہہ دروازے ہونگے یاقوت و زمرد کے اور ہرایک کا انمین سے تین تین سو حورون سے

نکالیجو کہا جاویگا حکم اوکی طرف نظر کریگا وہ کسکی کہا در کہا ہی تو کہ فلانے وقت میں حکم اچھی بات کا اور منع
بری بات سے کیا ہوا ہوسے اور ہم جو اوسکی میں آور یہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ افضل جہاد وہ شخص ہی کہ حاکم ظالم کو
حکم کرے اچھی بات کا پس مار ڈالا جاوے اوسمیں منزل اوسکی بہشت میں درمیان حضرت حمزہ اور حضرت جعفر
رضی اللہ تعالی عنہما کے ہوگی **ف** حضرت حمزہ چچا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت جعفر بھائی
حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بہت دونو صاحب شہید ہوئی ہیں اور بڑی بزرگی رکھتے ہیں پس اونکے ساتھ
ہوگا یہ شخص بھی آور اقوال صحابہ کے بیچ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت میں بیشمار ہیں
حذیفۃ الیمان رضہ سے پوچھا لوگوں نے کہ درمیان زندوں کے مردہ کون ہی فرمایا وہ شخص ہی
کہ انکار نکرے گناہ کا ساتھ ہاتھ اور زبان اور دل کے یعنی چاہیے یوں کہ گناہ کی چیز کو ہاتھ سے
مٹاوے ورنہ ہو سکے تو زبان سے منع کرے اور یہ بھی ہو تو دل سے تو بُرا جانے اور جیسے کہ یہی کہا
اوس سے وہ بہتر مردہ کے ہی آور یہ بھی حذیفہ نے فرمایا کہ نزدیک ہی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آویگا
کہ مردار گدہی کا اونکے آگے محبوب تر ہوگا اوس مسلمان سے کہ امر و نہی کرے اونکو آور حضرت امیر المومنین
عمر رضہ سے منقول ہی کہ یہ انکار کرنا گناہ کا ساتھ دل کے سبب وعدہ ہونا دل کا ہی آور آیا ہی کہ احمد
نے ابو مسلم خولانی سے پوچھا کہ درا اور مرتبہ تمہارا بیچ قوم میں کیسا ہی کہا اچھا ہی کہا توریت عزاسکے
کہتی ہی کہا ابو مسلم نے کیا کیا کہتی ہی کہا کعب نے کہ توریت یہ کہتی ہی کہ جو کوئی امر کرے ساتھ معروف کے
اور منع کرے منکر سے مرتبہ اسکا اوسکی قوم میں خوار و مقدر رہوتا ہی اونکے آگے کہا ابو مسلم نے کہ سچ
کہتی ہی توریت اور جھوٹ کہا ہی ابو مسلم **ف** حاصل کعب کے قول کا یہ ہی کہ توریت سے یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کرنے سے لوگ تعظیم کرتے ہیں اور خوار و ذلیل جانتے ہیں پس کم
کیے ہو کہ لوگ تجکو اچھا جانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ تم امر معروف اور نہی منکر نہ کرتے ہوگے پس ابو مسلم نے
اقرار کیا اپنے قصور کا کہ توریت سچ کہتی ہی میں قاصر ہوں اسمیں اور واقع میں مجکو اچھا نہیں اگرچہ لوگ
مجکو اچھا جانیں اور حاصل یہ کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہی باوجود قدرت رکھنے کے اسپر اور
ادنی درجہ اسکا یہ ہی کہ انکار کرے دل سے اور اگر ایک شخص قوم میں سے اسکو اختیار کرے تو سب سے
ساقط ہو جاتا ہی **فصل دوسری** بیچ شرائط محتسب کے یعنی امر معروف اور نہی منکر کرنیوالے کے
جو شرائط محتسب کے سب یہ ہی کہ وہ مکلف ہو یعنی عاقل اور بالغ ہو پس احتساب دیوانہ پر اور لڑکے پر
واجب نہیں ہوا تو ظاہر ہی کہ وہ صلاحیت اسکی نہیں رکھتا اگرچہ وہ ہی جو کہ مکلف احکام شرعیہ کا

نہین ہی اسپر ہی واجب نہین لیکن جائز ہی اسلیے کہ فعل کے ممکن ہونیکے لیے نری عقل و تمیز
کافی ہی پس لڑکے مراہق کو کہ نزدیک بالغ ہونیکے پہنچا ہو پہنچتا ہی کہ انکار منکر کا کرے اور شراب کو
اوندہا دے اور باجون کو اور کہیل کی چیزونکو توڑ ڈالے اور کسیکو نہین پہنچتا ہی کہ اوسکو منع کرے
اسلیے کہ وہ اہل ثواب و عبادت کا ہی اگرچہ اہل ولایت نہین ہی اور احتساب ایک قسم ہی عبادتون مین سے
اور اسیلیے غلامون کے لیے اور عوام رعیت کے لیے ثابت ہی اگرچہ امین معنے ولایت کے نہین ہین
لیکن نرا ایمان کافی ہی بیچ ثبوت مثل اس ولایت کے مانند قتل کرنے مشرک اور باطل کرنے اسباب
اور چہین لینے ہتیارون اوسکے اسلیے کہ لڑکا اور بالغ برابر ہین امین اور منع کرنا فسق سے بیچ حکم منع
کرنیکے کفر سے ہی آور جملہ شرائط محتسب کے سے ایمان ہی اسلیے کہ احتساب نصرت اور مدد کرنی دین کی ہی اور
جو کہ دشمن دین کا ہو اہل نصرت اور مدد کرنی دین کا کیونکر ہوگا پس کافر اہل احتساب سے نہین ہوگا لیکن
فاسق کو پہنچتا ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کرے اسلیے کہ یہہ فی نفسہ ایک عبادت ہے خواہ آپ بموجب
اسکے عمل کرے یا نکرے اور عمل کرنا اسپر ایک عبادت دوسری ہی حدیث مین آیا ہی کہ صحابہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم امر نکرین ساتھ معروف کے یہان تک کہ عمل نکرین ہم
اوسپر اور منع نکرین ہم منکر سے جب تک کہ پرہیز نکرین ہم اوس سے فرمایا کہ امر کرو ساتھ معروف کے اگرچہ
سب اچہی باتین نکرو اور منع کرو یعنے بری باتون سے اگرچہ سب سے پرہیز نکرو و لیکن احتساب کئی طرح پر ہی
کبہی ساتھ وعظ و نصیحت کے ہی اور کبہی ساتھ قہر و مارنے کے جیسیکہ آگے معلوم ہوگا اور فاسق کو نہین
پہنچتا ہی کہ وعظ و نصیحت کرے اوسجگہ مین کہ فسق اوسکا معلوم ہو نہ اس سبب سے کہ حرام ہی بلکہ اس سبب سے
کہ یہہ نفع نہین رکہتا اور فائدہ اسپر مترتب نہوگا و لیکن قہر و زجر مانند اوندہا دینے شراب کے اور توڑ ڈالنے
کہیل کی چیزونکے اور مانند اسکے واجب ہی آور بعضون نے شرط کی ہی عدالت یعنی نیکوکاری احتساب
مین اور دلیل پکڑتے ہین ساتھ دلیلون نقلی اور عقلی کے نقل تو یہہ آیت اللہ تعالی کی ہی اَتَأْمُرُونَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (کیا حکم کرتے ہو تم لوگون کو ساتھ بہلائی کے اور بہولتے ہو اپنے تئین) اور دلیل انکی یہہ آیت ہی لِمَ تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (کیون کہتے ہو وہ چیز کہ نہین کرتے ہو تم) اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات گذرا مین ایک قوم پر کہ دہانے اونکے آگ کی مقراضون سے
کاٹتے ہین فرشتے کہا میں نے کہ کون ہو تم اے جماعت عرض کی انہون نے کہ ہم وہ جماعت ہین کہ لوگونکو امر معروف
اور نہی منکر کرتے تہے اور آپ نہ کرتے تہے آور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ حقتعالی نے وحی بہیجی حضرت عیسے
علی نبینا و علیہ الصلوة والسلام کو کہ اے بیٹے مریم کے اول اپنے تئین نصیحت کر جب آپ نصیحت قبول کر چکا
ہووے تو بعد اسکے لوگونکو کر ورنہ شرم کر مجہہ سے اور جواب ان دلیلونکا یہہ ہی یہہ انکار ہی بسبب ترک کرنے

عمل ہے کہ یہ بیت حکم کرنے اسکے اس حاصل ہوتی کہ جسکے لوگ دکھو حکم کرو آپ تیئں گرو یہ کہ اگر آپ
مکروہ تو اور دکھو یہی نکھو اسلیے کہ شک نہیں ہی کہ امر کرنا غیر کو دلالت کرتا ہی درپردہ حکم سے کے
اور ہوا عدہ عالم پر حجت بڑی اسلیے کہ ملامت انکھوں والے پر کہ کنویں میں گر پڑے زیادہ
ہوتی ہی یہ بہت اندہے سے کہ اگر اوسکے احیاء میں ہو ہی حدیث عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی پس
نہیں منع ہی نصیحت کرنے غیر کے سے بعد نصیحت قبول کرنے اپنے سے کے پس معلوم ہوا کہ یہ جو
ہیں ہی اور یہ بھی ہی کہ اونہیں کہا کہ شرم رکھہ اور اپنے لازم نہیں آیا کہ حرام ہو بلکہ مناسب جو
ہیں ہی اور اسمیں شک نہیں کہ ترک کرنا عمل کا اور حکم کرنا ساتہ اوسکے ہر چند کہ عبادت ہی لیکن
چونکہ ہم ترک کرنے ایک عبادت دوسری کا ہی حالی قباحت سے نہیں ہوجب عرف سے کے
اور عقلی دلیلوں میں سے ایک تو یہ دلیل ہی کہ ہدایت غیر کی ساتھ ہی آپ ہدایت قبول کرنیکی پر
اسطرح پیدا اور درست کرنا غیر کا ساتھ ہی اسقدر اسبات صلاحیت نفس اپنی کی اور جو کہ اصلاح میں کہ
وہ دوسرے کو کہ نکر صالح کریگا اور سیدھا ہونا سایہ کا ساتھ ٹیڑھی لکڑی کے محال ہی یعنی ٹیڑھی لکڑی کا
سایہ سیدھا کیونکر ہوگا اور یہ دلیل وہموں قوت خیالیہ سے ہی نہ دلیلوں عقلیہ سے اور قیاس معقول کا
ساتھ محسوس کے ہی اور جملہ دلیلوں عقلیہ سے یہ ہی کہ اگر امر کرنا غیر کا ساتھ ترک کرنے عمل کے جائز
رکہیں ہم تو لازم آئیگا کہ وہ بھی نہ ہو ایک عبادت ہی اور عمل عبادت دوسری اسکے جائز ہو جیسکہ اگر کوئی
اسکے کہ نہیں وضو کرتا ہوں اور سحر کہاتا ہوں تو چاہیے کہ نماز پڑھوں اور روزہ رکھوں اسلیے کہ وضو
کرنا اور سحر کہانا بھی ایک عبادت ہی اور نماز روزہ عبادت دوسری حال آنکہ یہ بات نا درست
و نامعقول ہی اور یہ دلیل بھی فاسد ہی اسلیے کہ وضو اور سحری کہانی بغیر قصد نماز روزہ کے عبادت
نہیں ہی اور غرض صرف سے نماز ہی اور سحر کہانے سے روزہ پس بغیر اسکے معقول نہیں اسی طرح امر کرنا
غیر کو مقصود اوسکے عمل نفس اپنی کا نہیں ہی بلکہ اسکے درست ہو اور جملہ دلیلوں سے یہ ہی کہ اگر
اگر مرد ایک عورت سے زنا اور راہ جبر کے کرے اور عورت اپنے اعضا کو کہلا رکہے اور مرد اوس
حال میں اوسپر احتساب کرے اور کہے کہ اپنے اعضا کو ڈہانک لے کہ کہولنا ستر کا نامحرم کے
آگے حرام ہی شک نہیں ہی کہ یہ احتساب مستحکم ہوگا اور جواب اس دلیل کا یہ ہی کہ برائی اس احتساب کی
اس جہت سے نہیں ہی کہ وہ منع کرتا ہی فعل حرام سے بلکہ یہ امر دانا سمجہتا ہے اسلیے کہ ڈہانکنا
ستر کا واجب ہی اور واجب نہیں اور زنا حرام دوسرے کے حرام نہیں ہوتا لیکن برائی اور قباحت اسکی اس
جہت سے ہی کہ رو سے اس حالت میں ترک ضروری حجر کا کیا اور مشغول ہوا اوس چیز میں کہ ضروری نہ تھی

اور یہہ موجب نفرت طبیعت اور انکار عقل کا ہی ماسد تغرب طبیعت سکے اوس کسی سے کہ ہمیشہ زنا کرے
لیکن کہانے غصب کے سے پرہیز کرے اور گواہی جہوٹ دے اور غیبت سے باز رہے پس نہین کہتی ہی
ہم کہ پرہیز کرنا اسکا طعام غصب کے سے اور باز رہنا اسکا غیبت سے نا مشروع ہی بلکہ کہتی ہین ہم کہ
عذاب و مواخذہ اوس کسی پر کہ طعام حرام ہی کہاوے اور زنا ہی کرے زیادہ ہوتا ہی اوس کسی سے
کہ ایک چیز کرے اون دو چیزونمین سے ایسی ہی ثواب اوس کسیکا کہ دوسرےکو حکم کرتا ہی اور آپ ہی
عمل کرتا ہی زیادہ ہی اوس کسیکے ثواب سے کہ ایک ہی چیز کرے فقط اور جملۂ دلیلون عقلی سے
یہہ ہی کہ اس تقدیر پر احتساب کافر کا ہی مسلمان پر جائز ہوا اسلیے کہ کہنا کافر کا مسلمان کو کہ زنا مت کر
ی نفس حق ہی اور کرنا اسکا کفر کو منافی اسکے نہین ہی حالانکہ کہا ہی علمانے کہ احتساب کافر کا مسلمان پر
جائز نہین اور جواب اس دلیل کا یہہ ہی کہ منع کرنا احتساب کافر کا مسلمان پر اس جہت سے نہین ہی کہ کلام
اسکا فی حد ذاتہ حق نہین ہی بلکہ اس سبب سے ہی کہ احتساب متضمن ایک طرح کی حکومت اور تحکم کو ہی اور
کافر کو مسلمان پر حکومت ہی نہین وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ولیکن فاسق
اور نہین مقرر کی اللہ نے واسطے کافرون کے اوپر مومنون کے راہ
چونکہ مسلمان ہی مستحق حکومت کا ہی فی الجملہ پس نہین کہتے ہم کہ کافر ہوجاوے اور عذاب دیا جاویگا
آخرت مین بسبب کہنے اپنے کے مسلمانکو کہ زنا مت کر اس حیثیت سے کہ وہ نہی ہی زنا سے
اور جملہ شرائط احتساب سے یہہ ہی کہ قادر ہو محتسب احتساب پر اور احتساب عاجز کا دل سے ہی کہ دل سے برا جانے اسلیے کہ
جو خدا کو دوست رکہیگا اوسکی نافرمانی کو بالضرور برا جانیگا اور اوسکے نیچے اور مرتبہ نہین ق یعنے ادنی
درجہ اسمین یہہ ہی کہ دل سے تو برا جانے اور یہہ بہی سو توڑا ہی نقصان ہی چنانچہ ایک روایت مین
آیا ہی کہ جو کوئی جہاد کرے بد دینون سے ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مومن ہی اور جو کوئی
جہاد کرے اونسے ساتھ زبان اپنی کے پس وہ مومن ہی اور جو کوئی جہاد کرے اونسے
ساتھ دل اپنے کے پس وہ مومن ہی اور نہین ہی سوا اسکے ایمان سے دانہ رائی کا یعنے
رائی کے دانہ برابر بہی وہ ایمان نہیں رکہتا استنے بہ ٹکڑا ہی حدیث کا کہ مشکوٰۃ مین ہی
اور اوسکے جملۂ اخیر پر سید جمال الدین نے لکہا ہی کہ یہہ اسلیے ہی کہ جسنے دل سے بہی برا
نہ جانا تو وہ راضی ہوا خلاف شرع پر پس ہوگا یہہ کفر اور منع کرنا گناہ کا بسبب غیرت
محتسب کے ہی یعنے جسکو غیرت اور حمیت دین کی ہوگی وہی منع کریگا اور فاسق و بے حیا کو
کیا پرواہی اسکی اور جو بیچارہ کہ قدرت نرکہے منع کی اوسکو سوا صبر کے کچہہ چارہ نہین کیا کرے
سے روز و شب با خلق خدا عربدہ نتوانکرد ... جانا چاہیے کہ مراد عجز سے ہی عجز ظاہری اسمین ہی

بلکہ خوف ہے مجھے فتنہ کا بلکہ منع دنیا اور دین کا بھی بیچ میں عمر کے ہیں پس یہاں کتنی ہی احتمال ہوسکے
اول یہ کہ جانے کہ بات میری منع کریگی اور خوف کسی آفت کا بھی نہیں ہی پس اس صورت میں
تو احتساب واجب ہی اسلیے کہ یہاں تو پوری قدرت حاصل ہی اور دوسرے یہہ کہ جانے کہ منع نہیں
کریگی بات میری اور خوف ضرر کا بھی ہو اس صورت میں واجب نہیں ہی احتساب بلکہ حرام ہو تو بھی
نہیں حکم ولیکن چاہیے کہ اوس جگہ حاضر ہو مگر کہ حاجت ضروری رکھتا ہو یا مزدور لیجاویں اور جلاوطن
ہونا لازم نہیں ہی مگر یہ کہ حذر کریں گناہ سے اور محال ہو نکلنے کی ممکن ہو اور تیسرے یہہ کہ منع احتساب کرے
لیکن خوف ضرر کا ہی سو پس اس صورت میں بھی واجب نہیں ہے اسلیے کہ غرض احتساب سے دفع کرنا
گناہ کا ہی سو وہ نہوگا پس لیکن اگر واسطے اظہار شعار اسلام کے کرے تو مستحب ہی چوتھے یہ کہ منع کرے
لیکن ضرر لاحق ہو جیسے کہ شیشہ شراب کا یا مزامیر کو توڑ ڈالے ولیکن جانتا ہی کہ سر میرا توڑ ڈالیگے پس
اس صورت میں بھی واجب نہیں ہی لیکن حرام بھی نہیں ہی بلکہ کمال دین اور تقوی کا یہ ہی کہ بعد ضرر
خدا تعالی کی راہ میں اوٹھاوے اور حدیث میں کلمہ حق کہنے کی آگے بادشاہ ظالم کے فضیلت واقع
ہوئی ہی ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعضے حاکموں سے ایک بات سنی میں نے چاہا میں نے
کہ انکار کروں میں اور جانتا تھا میں کہ مجھکو مار ڈالیگا پس مارے جانا مانع رہا اوسکی نصیحت کو ولیکن اسکا
ڈر ہے کہ نفس میرا اوس کہنے میں عجب میں مبتلا کر دیگا پس ڈرا میں کہ مبادا بغیر اخلاص کے مارا جاؤں لیکن
اگر کوئی ظالم تلوار ہاتھ میں لیے ہوئی تنہا ہو اور اسکے ہاتھ میں پیالہ شراب کا ہو اور محتسب جانے کہ مجرد
کہنے کے قتل کر ڈالیگا تو احتساب یہاں کوئی وجہ نہیں رکھتا بلکہ حرام ہی بایں کہ منع کرنا ایک کا گناہ سے
سبب گناہ کرنے دوسرے شخص کا ہوگا تو یہاں بھی احتساب نکرے اسلیے کہ غرض احتساب سے منع
کرنا گناہ خاص زید و عمرو کا نہیں ہی بلکہ غرض باطل کرنا اصل گناہ کا ہی اور جب نہ حاصل ہو تو احتساب
کرنا بیفائدہ ہوگا اور رعایت کرنی مراتب منکرات کی لازم ہی کہ دیکھے کہ جس منکر کو تغیر کرتا ہی مرتبہ شرط سوم
اسکا اس منکر سے کہ بسبب احتساب کے پیدا ہوتا ہی کیسا ہی جسکو کہ تغیر کرتا ہی اگر مرتبہ اسکا کمی
اوسکے برابر ہی تو احتساب نکرے اور اگر زیادہ ہی وہ بہ نسبت اسکے تو کرے اور گمان اس باب میں
حکم یقین میں ہی پس اگر گمان غالب ضرر کا ہو تو حکم یقین میں ہی اور یہ صورت محل درہم
اختلاف ہی اور شرط سوم میں سلامتی طبع اور اعتدال خلقت ہی یعنی ہیچ مقدمہ امر معروف اور نہی
منکر کے جوف اسکا یہ ہی کہ معتدل المزاج اور معتدل الخلقت ہو اسلیے کہ مرد آدمی بہوتری سی
بہوتے ڈرجاتا ہی اور بہتیرا ایسا ہی کہ جرأت کرتا ہی پس شرط شجاع ہونی کہ مرتبہ توسط کا ہی

پس مرد شجاع کو خوف ہو تو اوسکا اعتبار ہی اور سین تو نہین اور یہی معتبر ہی کہ کشتی کے سوار ہونے مین جیسے
بعضے تو نہایت ڈرتے ہین کشتی کے سوار ہونے سے اور بعضی کچھ ڈر نہین رکھتے اگرچہ ہوا مخالف ہی ہو تو کشتی
مین جا بیٹھتے ہین پس اسمین بھی اعتبار متوسطونکا ہی کہ جو ہوا موافق مین نہین ڈرتے پس اگرچہ اسلام کے حامی جز
ایسے لوگ ڈرین ڈوب جانے سے اور گمان غالب ہو اونکو ڈوب جانیکا تو انکا اعتبار ہی اور یہہ معذور ہونگے
نہ وہ لیکن بعضوں نے کہا ہی کہ جب غالب ہو بزدلی تو بہتر نہین ہی اسکو سوار ہونا کشتی پر واسطے اسلام کے
اور مختار اول ہی ہی اسلیے کہ دفع ہونا بزدلی کا ساتھہ عادت ڈالنے اور تجربہ کے ممکن ہی واللہ اعلم جانا چاہیے
کہ بیچ ضرر اور مکروہ کے کہ متوقع ہی پہنچنا اوسکا احتساب مین احوال مختلف ہی بعضونکو بات سخت مکروہ معلوم ہوتی
اور بعضونکو مارنا اور گالی دینا علی ہذا القیاس اور چیزین بنابر اختلاف وضعون اور عادتون کے اور تفاوت
حال ہر ایک کے بیچ عزت و حرمت کی اور تفصیل بیان کرنی اسکی مشکل ہی ولیکن نہایت اسکی یعنی قاعدہ کلیہ اسکا
یہہ ہی کہ کہا ہی علما نے کہ مکروہ نقیض مطلوب کی ہی یعنے ایک تو ایسی چیزین ہین کہ جسکی خواہش رکھتا ہی آدمی
اور انکے مقابلہ مین مکروہ ہی کہ اوسکو برا جانتا ہی اور مطالب خلق کے دنیا مین چار چیزین ہین ایک علم اور
وہ متعلق ہی ساتھہ روح کے اور دوسرے صحت اور وہ متعلق ہی ساتھہ بدن کے اور تیسرے ثروت
اور وہ متعلق ساتھہ مال کے ہی اور چوتھے جاہ اور وہ متعلق ہی ساتھہ لوگون کے دلون کے اور معنی جاہ
کے ہین مالک ہونا لوگونکے دلون کا جیسیکہ معنی ثروت کے مالک ہونا درہمونکا ہی اور جیسیکہ مالک ہونا
درہمون کا وسیلہ حاصل ہونے مطالب کا ہی ایسی ہی مالک ہونا دلون کا واسطے حاصل ہونے مقاصد کا
اور تحقیق جاہ کے معنون کے اور سبب میل طبیعت کا طرف اسکے ایک تفصیل رکھتا ہی اور حاصل یہہ کہ مطلوب
دنیاوی خالی ان چار چیزون سے نہین ہی اور طلب کرنا انکا یا تو اپنے لیے ہی یا واسطے اقربا اور دوستون کے
اور جب مطلوب یہہ ہوے تو مکروہ نہونا انکا ہوگا اور نہ ہونا انکا یا تو ساتھہ جاتے رہنے انکے ہو بعد حاصل ہونیکے
یا ساتھہ ممکن ہونے حصول اور انتظار اسکے زمانہ آیندہ مین اور جائز نہین ہی ترک کرنا احتساب کا اس قسم اخیر
مین مگر وقت حاجت اور ضرورت کے ترک کرنا جائز ہی **ف** حاصل حضرت شیخ کے کلام کا یہہ کہ پہلی قسم
تو یہہ ہوئی کہ مکروہ یہہ ہی کہ وہ چیزین حاصل ہین اور جانتا ہی کہ اگر احتساب کرونگا تو وہ چیزین جاتی رہینگے
پس اس صورت مین ترک کرنا احتساب کا جائز ہی اور قسم اخیر یہہ ہوئی کہ وہ چیزین ہنوز نہین لیکن ممکن
اور متوقع ہی حاصل ہونا انکا اس صورت مین ترک کرنا احتساب کا وقت ضرورت کے جائز ہی بیان محصل
اسکا یہہ کہ اگر نہ جانتا ہو ضروریات دین کو اور سوا ایک تعلیم کرنیوالیکے شہر مین کوئی اور ہو نہین پاتا ہو لیکن
سب مطیع اور تابع اوسکے ہون اور ظن غالب سے معلوم اسکو ہو کہ اگر احتساب کرونگا تو راہ حاصل کرنے

علم کے سبب ہو جائیگی اگر اس صورت میں احتساب ترک کرے تو جائز ہے اور بغیر ضرورت کے جائز نہیں اور
اگر بیمار ہو اور معالجہ میں افطار صبح کا ہو اور جانتا ہے کہ اسکی تاخیر میں ضرر شدید ہوگا اور کوئی طبیب نہ
اوسکے ہی نہیں اگر اس صورت میں بری بات سے منع کرے تو جائز ہے اور اگر ایک شخص ہو عاجز
کسب اور سوال سے اور توکل میں یقین قوی ہو ویسے نہیں اور سوائے ایک شخص کے کوئی بھی نہ
کہ اسکو کچھ دیوے اور جانتا ہے کہ اگر احتساب اسکو کرونگا تو راہ رزق کی بند ہو جاویگی اور مارے
بھوک کے ہلاک ہو جاونگا اور یا رزق حرام میں پڑونگا تو اسمیں بھی اگر بری بات سے منع کرے
تو جائز ہے اور اگر لوگ سر پر دیوے اسکے ایذا کے ہوں اور اسکے دفع کرنے کی کوئی راہ ہو نہیں سوا اسکے کہ آگے
سلطان یا حاکم کے جا کر کہا ہو اور حاکم ان لوگوں کو سزا بیجا اور جرم سے بہت زیادہ دیتا ہے پس ان سے ضرر تو ہم
اگر ظن غالب کہ قریب یقین کے ہو حاصل ہو تو بہتر ہے کہ ترک کرے احتساب کی اجازت ہو
لیکن جانتا ہے کہ اپنی ذلت معنی ٹھہراوے اور دو ضرروں میں سے ایک ضرر کو دوسرے کے مقابلہ میں کرے
اگر ایک ضرر تو یہ ان چیزوں کے سوئے گا اور ایک ضرر یہ ترک کرنے احتساب کا ان دونوں کو
دیکھے جو نسا غالب ہو اوسکی رعایت کرے اور مدنظر اسکو رکھے اور دین کو بہتر حاصل
کرے دنیا کا مکر سے کہ حقیقت اسکو نظر پڑے اگرچہ بظاہر لوگوں کی ظاہری ہے اور اگر سکوت کرنا اسکا
بسبب دین کے ہو اسکو مدارات کہیں گے اور اگر بسبب نفس کے ہو اسکو مداہنت کہیں گے واللہ
الموفق ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اور قسم یہ ہے کہ اسمیں فوت ہونا مطلق
حاصل ہے اور سکوت احتساب سے اسمیں جائز ہے جیسے عزت علم کے ہوگا اسلئے کہ کسکو قدرت نہیں ہے
علم کے کھو دینے کی کسی سے بخلاف کھو دینے صحت اور ثروت اور جاہ کے کہ انکو کھو دے سکتے ہیں
اور یہی ایک سبب ہے بزرگی علم کا اسلئے کہ باقی اور دائم ہے یہی فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا شعر ان المال یفنی من قریب + وان العلم باق لا یزال اور فوت ہونا صحت کا
(یعنی مال فنا ہو جاتا ہے عنقریب | اور علم ہمیشہ باقی ہے اسکو زوال نہیں)
ضرب دکھ دینے والی سے ہے اور فوت ہونا ثروت کا بسبب لوٹ لینے کے گھربار کے اور جس لئے کپڑے نہی اور
اس صورت میں واجب نہیں ہے احتساب بلکہ مستحب ہے سال نہیں اور احتساب ان جگہوں میں بسائی کمال دین
اور ساقط نہیں کی ہی اور فوت ہونا جاہ کا بسبب ضرب کے ہے اگرچہ دکھ دینے والی نہو مگر بے
گالی دینے کے اور سرکے سے پگڑی اور بادشاہ ایسکے ہی ہوسکتا ہے اور یہاں بھی سکوت کرنیکی اجازت ہے
اسلئے کہ محافظت کرنی مروت و آبرو کی ہی حکم کی گئی ہے شرع میں لیکن برسر جاہ اور بلندی
مرتبہ کی حفاظت کرنی محض ابلہ اور نقصان ہی مثلاً ایک شخص جو کہ ہرگز بغیر سوار ہو سکے گھوڑے پر

اور بغیر پہنے لباس تکلف کے بازار مین نہین نکلتا ہی اور احتساب مین خوف زیادہ باکرنے و ریاست
لباس غیر معمول کا ہو تو یہ عذر نہین ہی بیچ ترک کرنے امر معروف اور نہی منکر کے کہ یہ فضولیات ہین
اور اسیطرح خوف غیبت اور اہانت کرنیکا زبان سے ساتھ جاہل اور احمق کہنے کے اور نسبت
کرنیکے ساتھ ریا اور نفاق کے عذر نہین ہی اسلیے کہ اگر ایسے امور کا اعتبار ہو تو حصول واجب سے
احتساب ہی کی جاتی رہے اور خالی ہونا احتساب کا ایسے امور سے ممکن نہین ہی کہ اللہ تعالے
فرماتا ہی وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور اگر منع غیبت سے کرے اور جانتا ہی کہ وہ اوروں کی
(اور نہین ڈرتے ملامت سے ملامت کرنیوالے کی)
غیبت چھوڑینگے نہین اور اسکے ہی عیب کرینگے تو منع نکرے اسلیے کہ اسمین زیادہ گناہ ہوگا لیکن اگر جانتا
کہ اسکی ہی غیبت کرین گے اور لوگ کی غیبت سے باز آوینگے تو منع کرے کہ اسمین ستبہ ایثار کا ہی
یہ تمام بیان تہا بیچ خوف کرنیکے اپنی نفس کے مکروہات سے اور جہان کہ خوف ہو پہنچنے مکروہ کا اپنے اقربا
اور دوستونکو اسمین بہی اجازت ہی ترک کرنے احتساب کی بلکہ اولی ہی اسلیے کہ حفاظت لوگون کی
پہنچنے مکروہ کے سے مقدم ہی اپنے نفس کی حفاظت سے جاننا چاہیے کہ بعضون نے احتساب
اذن امام کو بہی شرط گردانا ہی اور ہر کسیکے لیے عوام الناس مین سے ثابت نہین رکہا ہی ولیکن صحیح
یہ ہی کہ اذن امام کا شرط نہین ہی اسمین اسلیے کہ آیتین اور حدیثین دلالت کرتی ہین علی العموم پر
اور خاص کرنا ساتھ شرط اذن امام کے مکابرہ ہی اور یہہ بات اصل کچہہ نہین رکہتی اور اگر کہین کہ احتساب
ایک قسم ہی حکومت کی اور اسلیے کافر کو نہین پہنچتا کہ احتساب کرے مسلمانون پر اسکا جواب یہہ کہین گے ہم
کہ اسقدر حکومت ثابت ہی ہر ایک کے لیے بسبب دین و معرفت کے اور احتساب معلوم کروانا دین کا اور سکہانا
احکام شرعی کا ہی اور معلوم کروانا اور سکہانا دین و احکام شرعی کا کیونکر موقوف ہوا اذن امام پر اور تحقیق
یہہ ہی کہ احتساب کے لیے کئی مرتبے ہین اول تعریف یعنی معلوم کروا دینا اور دوسرے وعظ یعنی نصیحت
کرنی اور تیسرے سبّ و تعنیف یعنی برا اور سخت کہنا جیسے کہ کہے ای جاہل ای احمق اور مانند اسکے اور چوتہے
منع کرنا زبردستی مانند توڑ ڈالنے کہیل کی چیزونکے اور اوندہا دینے شراب کے اور چہین لینے کپڑے غصب کے
اور پانچوین ڈرانا اور تہدید کرنا ساتھ ضرب عذاب کے اور جو احتساب کہ موقوف ہی اوپر اذن امام کے یہہ مرتبہ
پانچوان ہی اسلیے کہ اسمین احتیاج ہی مددگارونکی اور لڑنے مارنیکی اور یہ تعریف و وعظ ہو خود ظاہر ہین کہ موقوف ہونا انکا اوپر
اذن امام کے کچہہ معنی نہین رکہتا اور جاہل کہنا اور احمق کہنا کلام سچا ہی اور سچ سب جگہہ مقبول ہی آئی مار حدیا مگر یہ
کہ یہ مراتب پہنچین مرتبہ پانچوین کو یعنی مثلاً اول نصیحت کرتا تہا اور انجام کو نوبت تہدید کی پہنچی تو پہر اسمین ہی حاجت
اذن امام کی ہوگی واللہ اعلم اور حکایتین اگلے بزرگون کی بیچ احتساب امرا اور بادشاہونکے بہت ہین

[illegible]

بس موقوف ہونا اسکا اوسکے اوپر ہوگا فصل تیسری بیچ سوء الظن اور تجسس کے کہ انمیں احتساب جاری ہو
حملہ سوء الظن اوسکے سے یہ ہی کہ وہ خبر منکر ہو اور مراد منکر سے ہی جو کہ کسی شرع میں حاصل ہو کہ منکر
حاکم ہوئی معصیت سے اور احتساب مخصوص نہیں ہی ساتھ معصیت کے بس جو کوئی دیکھے لڑکے یا دیوانہ کو
شراب پیتے تو اوسپر واجب ہی کہ شراب کو پھینکدے اور اوسکو منع کرے اور اسیطرح اگر دیکھے
کہ دیوانہ چارپایہ سے یا دیوانہ سے جماع کرتا ہی تو واجب ہی منع کرنا اوسکا حالانکہ یہ چیزیں معصیت
نہیں ہیں دیوانہ اور لڑکیکے حق میں اور یہ بھی ہی کہ احتساب منحصر نہیں ہی کبیرہ گناہوں میں بلکہ صغیرہ میں بھی
جاری ہوتا ہی اور حملہ سوء الظن اوس خبر کے سے یہ ہی کہ وہ چیز موجود ہو فی الحال بس اس گناہ میں
کہ گذرگیا احتساب نہیں ہی سوائے سزا کے لیے عوام الناس میں سے بلکہ وہ موقوف ہی حاکم پر اور
احتساب نہیں ہی اوس خبر میں کہ احتمال رکہتی ہو واقع ہونیکا شاید کہ وہ واقع ہو اور اسیطرح اگر مجلس شراب کی
آراستہ اور قیاس قرینہ سے معلوم کرے کہ یہاں شراب پی جاویگی اگر وعظ ونصیحت کرے تو جائز ہی
یعنی واجب نہیں اور اگر مجلس کے لوگ سکر ہوں تو نصیحت نہ کرے کہ اسمیں بدگمانی ہی اور اگر برتن
شراب ظاہر ہوتی ہو بحسب عادت قدیمی کے مانند شیشے کے اور دروازہ حمام عورتوں کے تو جائز نہیں
کہ منع کرے ہرچند کہ احتمال ہی کہ کسی اور غرض کے لیے شیشے ہوں لیکن احتمال قوی یہ ہی کہ اوسکے گہوڑے
اور لکاوٹ کرنیکے لیے شیشے ہیں اور شاید کہ یہ ساتھ تفاوت احوال اشخاص کے معلوم ہو یعنی مثلاً ایک
شخص بدکار وہاں بیٹھا ہی تو قرینہ قوی برائی کا ہوگا اور اگر کوئی متقی بیٹھا ہوگا تو احتمال قوی اسکا ہوگا
کہ کسی اور کام کے لیے بیٹھا ہو اور ایسا ہی حکم ہی لونڈی اور جوان کا اور طرح حالت اسمیں بر القیاس کر
اور حملہ سوء الظن اوس خبر کے سے یہ ہی کہ منکر ظاہر ہو محتسب پر اور تجسس حرام ہی اور حکایتیں اسکے
بزرگوں سے اس مقدمہ میں بیچ حقوق مسلمانوں کے لکھی گئیں اب کلام اسمیں ہی کہ ظاہر ہونیکی اور
پوشیدہ ہونیکی کیا حد ہی لکھا ہی علمانے کہ جو کوئی اپنے گہر کے اندر گناہ کرے اور دروازہ گہر کا بند کر
لے تو واجب ہی کہ اوسکے گہر کے اندر آوے مگر کہ گہر کے باہر نشانیاں گناہ کی ظاہر ہوں مانند آواز مزامیر کے
اور آواز مستوں کے کہ وہ آواز ایسی ہو کہ لوگ کوچہ کے سنتے ہیں تو اس صورت میں احتساب واجب ہی اور اگر
ایک دیوار کے پیچھے سے بو شراب کی آتی ہو اگر قرینہ سے معلوم کرے کہ اس شراب کی بو ہی کہ جو بدستور کہ اچھی طرح
رکھی گئی ہیں قصد لیکن اوسکا نہ کرے اور اگر جانے کہ یہ بو شراب کے پینے کے سبب سے ہی اسمیں
اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ جائز ہو احتساب اسمیں اور کسی شخص کو کہ نیچے بغل کے نیچے دامن کے
چھپائے جاتا ہی ہرچند کہ وہ فاسق ہو جائز نہیں کہولنا اوسکا یہاں تک کہ ظاہر ہو ساتھ علامت کے

اور بسبب نزدیک فسق اوسکے دلیل نہین پکڑنی چاہیے اسپر کہ شراب ہی ہی اسلیے کہ فاسق ہی احتیاج رکہتا ہی
سرکہ وغیرہ کی شاید وہی لیے جاتا ہو اور چہپا کر لیجانے سے یہہ قیاس نکرنا چاہیے کہ شراب ہی ہی اسلیے
کہ چہپانیکے سبب بہت سے باعث ہوتے ہین اور اگر اوسکی بو پہیلی ہوئی ہو تو جائز ہی کہولنا اوسکا اور اسیطرح
مزامیر اگر کپڑے کے نیچے ہو اور شکل اوسکی معلوم ہوتی ہو تو اوسکو بہی کہولنا جائز ہی اسلیے کہ مقصود جانا ہی
ساتہ جس چیز کے کہ ہو اور یہہ جائز نہین ہی کہ طلب کہولنے کی کرے اور کہے کہ کہول کر تیرے کپڑے کے
نیچے کیا ہی کہ یہہ تجسس ہی اور معنی تجسس کے طلب کرنا نشانی معرفت کا ہی اور اگر نشانی خود حاصل ہو
بغیر طلب اسکیکے تو وہ تجسس نہین ہی اور تجسس حرام و ممنوع ہی ساتہ آیت قرآن کے وَلَا تَجَسَّسُوا
اور جملہ شرائط اس چیز کے سے یہہ ہی کہ منکر معلوم ہو بغیر اجتہاد کے یعنے اتفاق ہوا ہو سبکا اوسکی برائی پر
اور جسمین اختلاف ہوا اوسمین احتساب نہین ہی پس حنفی کو نہین پہنچتا ہی کہ شافعی پر احتساب کرے بیچ کہانے
چڑہ گوہ اور چرغ کے اور مانند انکیکے اون چیزون میں سے کہ انکے مذہب مین حلال ہین اور نہ شافعی کو
پہنچتا ہی کہ حنفی پر اعتراض کرے اون چیزون مین کہ ہمارے مذہب مین جائز ہین مانند پینے نبیذ کے کہ جو نشا
نکرے اور مانند شفعہ ہمسایہ کے اور مانند انکیکے لیکن حنفی یا شافعی اگر خلاف اپنے مذہب کے کرے تو آیا
ہر ایک کو پہنچتا ہی کہ دوسرے پر احتساب کرے یا نہین مختار یہہ ہی کہ پہنچتا ہی اسلیے کہ یہہ اپنے اعتقاد مین
خطا پر ہی پس محتسب کو پہنچتا ہی کہ اسکو مذہب اوسکا لازم کروا دے کہ باوجود اعتقاد حرمت کے جرأت
کیونکی تو نے اسپر اس تقدیر پر اگر ایک مرد بہرا ہو اور اسکی بیوی ہو کہ اوسکی باپ نے عقد کیا ہو یعنی لڑکپنے
اور اوسکو بسبب بہرے پن کے معلوم نہوا ہو اور وہ اوس عورت سے بقصد زنا کے جماع کرے یعنے
لڑکپنے مین باعتقاد اسکے کہ وہ اجنبیہ ہی تو محتسب کو پہنچتا ہی کہ اوسکو منع کرے اسلیے کہ وہ اپنے
اعتقاد مین گنہگار ہی جماع کرنے مین اور اگر بلحاظ اس بات کے کہ محتسب کے اعتقاد مین حق ہی احتساب
نکرے تو بہی جائز ہی اور ایک جماعت علما کی اسپر ہی کہ احتساب مختلف فیہ مین ہرگز نہین اور یہہ
مسائل فقہیہ مین ہی اور اعتقاد کے مسائل مین مانند خطای معتزلہ اور رافضیون اور مانند انکیکے بیچ مسائل
اعتقادیہ اپنے کے پس احتساب اسمین واجب ہی ہرچند کہ اپنے گمان مین حق پر ہین لیکن چاہیے کہ بغیر
مدد حاکمون اور بادشاہون کے احتساب و اعتراض نکرے کہ وہ بہی شبہات اور دلیلین فاسدہ رکہتے ہین
ساتہ انکے مقابلہ کرینگے اور نوبت نزاع و فتنہ کی پہنچے گی اور مقصود حاصل نہین ہوگا لیکن اگر حکم بادشاہ کا
ہوگا تو احتساب و نیز بغیر مناظرہ کے متصور ہی کہ حکم بادشاہ کا مقابلہ نہین کرسکین گے **فصل چوتہی** بیچ درجون احتساب کے
جاننا چاہیے کہ احتساب کے کئی درجے ہین اسلیے کہ مقصود اسسے منع کرنا ہی ظاہر ہونے گناہ سے کہ باعث خلق کے غضب کا ہی پس اگر منع اسکا تمام ہو

وعظ و نصیحت کے موافق اصلاح نہیں ہی جنگ و جدل کی ہیئت جو کاری برآید لطف و خوشی ہے چہ حاجت
بہ تندی و گردن کشی + درجہ اول احتساب کا معرفت ہی یعنی جاننا معصیت کا اسلئے کہ اگر معلوم ہوگا
کہ معلوم کرنا اسکا ساتھ تجسس کے ہوگا تجسس حرام ہی پس
[illegible] رکھے نا آواز باجے کی سنے اور نہیں چاہیے کہ اوسکے گھر [illegible]
اور سونگھے بالکل ہر امر کی معلوم کرے اور نہ اوسکے ہمسایوں سے پوچھے اور اگر بغیر ہی تجسس کے دو گواہ
عادل یعنی نیک گواہی دیں کہ فلانا اپنے گھر میں شراب پی رہا ہی تو جائز ہی کہ اوسکے گھر میں جاویں اور
شراب کے برتن ڈالیں اور اگر ایک گواہ عادل یا دو غلام گواہی دیں تو اوس میں اختلاف ہی اور مختار یہ ہی
کہ قبول کریں کہ معتبر نصاب قبول شہادت کی ہی نہ قبول روایت کی اسلئے کہ ڈھانکنا مسلمانوں کے عیب کا بہرحال
اولی ہی کہتے ہیں کہ نقش حضرت لقمان کی انگشتری کا یہ تھا اَلسَّتْرُ لِمَا عَايَنْتَ اَحْسَنُ مِنْ اِذَاعَتِهِ
مَا ظَنَنْتَ یعنی چھپانا اوس چیز کا کہ دیکھے بہتر ہی اوسکے افشا کرنے سے مثل کہ گمان کرتا اور درجہ
دوسرا احتساب کا تعریف ہی یعنی معلوم کروانا منکر کا اوسکو کہ جسپر احتساب کرتا ہی اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ [illegible]
کی [illegible] جہل کے اور چاہیے کہ معلوم کروانے میں شیوہ حلم و خلق کا ملحوظ رکھے کہ مقصود [illegible]
حاصل ہوتا ہی اور سختی اور درشتی ایذا ہی اور ایذا دینی مسلمان کو بغیر حق حرام ہی علی الخصوص جبکہ نسبت
کسیکو طرف جہل و حمق کے خصوصاً امر دین میں تو ایسی ایذا ہی کہ زیادہ اوس سے متصور نہیں جانا چاہیے
جن لوگوں نے کہ [illegible] عالم کی ساتھ [illegible] یعنی بحث علمی میں خصوصاً وقت [illegible] ہوتے [illegible]
آجاتی ہیں اور یہ اسی سبب سے ہی کہ منسوب ہونے سے طرف جہل کے ایذا پاتے ہیں اور [illegible] ہوتے ہیں
اور یہ تمام ایذا پانا اس سبب سے ہی کہ جہل ایسا خبیث ہی کہ دفع کرنا اسکی برائی کا ممکن ہی ایسا ہی
طرح حاصل کرنے علم کے اور [illegible] سے [illegible] خلاف [illegible] کے
[illegible] اور [illegible] اسلئے کہ اختیار میں نہیں ہیں اور صبر اسمیں کمتر ہی اور ایک وجہ [illegible]
علم کے [illegible] ہی کہ جس کسیکو طرف نقصان علم کے نسبت کریں اگرچہ وہ [illegible] علم [illegible]
[illegible] ایذا پاتا ہی اور نسبت کرنے سے طرف علم کے خوش ہوتا ہی حاصل یہ کہ آگاہ کرنا مسلمانوں کی جہالت
کو دین میں [illegible] اور [illegible] ایذا سے نگاہ رکھنا اور یہ حکم امور دین میں ہی اور [illegible] امور دین [illegible]
کسی سے کچھ مت کہہ اور [illegible] کسیکی بات کو کہ اگر لوگ اس قسم کے ہیں کہ کچھ ہی علم [illegible] ہیں اور
تیری ہی دشمن [illegible] ہوں اور جو کوئی کہ عمل کو ضائع [illegible] اوسے علم کی بات نہ کہہ کہ اسمیں
[illegible] علم کی ہی آئی ہی حدیث شریف میں کہ طلب کرنا علم کا فرض ہی ہر مسلمان مرد اور عورت پر

اور رکہنے والا علم کا نزدیک عمر آبل اسکیکے مانند اس شخص کے ہی کہ جواہر اور موتی اور سونا سور کے
گلیمین ڈالے اسیطے اور اگر بنظر غور ملاحظہ کرے تو تو کم پاویگا ایسے شخص کو کہ قابل نصیحت اور صحبت کیہو
اور آدمی قابل کی مین مانند پتلی انکہہ کے ہین بہ نسبت تمام اعضا کے خداوندا ہمکو ہمارے نفس کے
شر سے اور لوگونکے شر سے محفوظ رکہہ اور لوگونکو بہی ہمارے شر سے دور رکہہ اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَفُوُّ الرَّحِيْمُ اور درجہ تیسرا احتساب کا نہی یعنی منع کرنا ہی ساتہہ وعظ و نصیحت کے اور ڈرا اسکے
عذاب خدا سے اور یہہ طریق جاری ہی بیچ حق جاہل کے اور متجاہل کے یعنے جو کہ گناہ کو جانے اور
پہر اوسپر جرأت کرے مانند ظالم اور شرابی اور غیبت گو اور زانی کے کہ سب قباحت ان امور کی جانتے ہین
اور پہر اوسپر اصرار کرتے ہین اور طریق انکے نصیحت کرنے اور ڈرانیکا یہہ ہی کہ احادیث اور اقوال صحابہ کے
کہ ان چیزون کے حق مین وارد ہوئے ہین ذکر کرین اور حکایتین اگلے بزرگون کی اور عادتین متقون کی
بیان کرین تاکہ تاثیر کرین انمین لیکن اس طریق مین بہی چاہیے کہ شیوہ مہربانی و نرمی کا ملحوظ رہے اور
گناہ لوگونکی مانند گناہون اپنے کے جانئے کہ مسلمان سب ایک ہی ہین لیکن جاننا چاہیے کہ یہان وعظ
و ڈرانا ایک آفت عظیم ہی کہ عالم وقت تعریف یعنے معلوم کروانے گناہ کے اور وعظ کرنیکے اپنے
نفس کو عزیز جانتا ہی بسبب علم کے اور اپنے غیر کو ذلیل بسبب جہل کے بلکہ قصد اسکا اسمین اظہار کرنا
اپنے علم کا اور ذلیل کرنا غیر کا ہوتا ہی اور یہہ جگہہ لغزش کی ہی اسلیے کہ لغزش نیکیون اور
عابدون نمین اتنی ہی کہ ویسی گناہون نہین نہین داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اولیاء اللہ مین سے ہین
لوگون نے کہا کہ کیا کہتے ہو اوس شخص کو کہ امرا اور بادشاہون کے پاس جاوے اور
اونکو امر معروف اور نہی منکر کرے فرمایا کہ ڈرتا ہون مین کہ اوسپر کوڑے بازی ہو کہا
لوگون نے کہ یہہ قوی کرتی ہی اسکو امر و نہی پر یعنے جسکا ارادہ امر معروف اور نہی
منکر کا ہوتا ہی وہ اوس سے ڈرتا نہین بلکہ اور مضبوط ہوتا ہی اوسمین بنظر حصول ثواب کے
کہا داؤد نے کہ ڈرتا ہون تلوار سے یعنے اگر کوڑے بازنکو بہی خیال مین نہ لایا
تو مارا جاویگا تلوار سے کہا لوگون نے کہ یہہ بہی قوی کرتی ہی اوسکو کہا کہ پس دکہہ
پوشیدہ ہے کہ عجب سے ہی امن مین نہین ہوگا اور ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا کہ ایک امیر کو کچہہ برا کام کرتے دیکہا سو مینے چاہا کہ اسکو منع کرون اور گمان
قتل کر ڈالنے کا تہا لیکن مانع میرے حق مین خوف قتل کا نہ تہا بلکہ ڈرا ہون کہ مبادا نفس میرا
محفوظ ہو اور یہہ فعل اخلاص سے خالی ہو ف کوئی ان تقریرون اور حکایتون سے یہہ نہ سمجہلے

کہ وعظ و نصیحت کریں چاہیے لیکن مراد حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہ ہی کہ اس مت خالص پیدا کرے اسلیے
کہ اسکی برن حیلے آتی ہیں چاہیے حضرت شیخ سے ہی اور کیا کچھ سکی تاکید نصیحت بیاں کی ہی اور آیات
و احادیث صحیح دلالت کرتی ہیں اسکی خوبی اور کثرت ثواب پر اور ڈر و جھڑ جو بہت برا کہا اور جہت وسعت کہ
اور ترس سوالی کرتی ہی اور یہ اس صورت میں ہی کہ منع کرنے سے سامنے مہربانی درمیں کے عام آوے
اور وعظ نصیحت فائدہ مند ہوا اور دیکھے کہ اصرار کیا ہوں پر اور اسپر اصرار وعظ نصیحت کے کرنا
اور یہ طریق حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ الصلوۃ کے قصہ سے سمجھا جاتا ہی کہ اونھوں نے
اول وعظ و نصیحت کی جب اونسے تاثیر نکی تو فرمایا اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا
تَعْقِلُونَ اور مراد بُرا کہنے سے فحش بکنا نہیں ہی لیکن زنا اور مقدمات زنا کے طرف نسبت کرنے
بلکہ چاہیے کہ کچھ اسطرح بُرا کہے کہ خالی سچ سے ہو مثلا کہے ای فاسق اور ای جاہل اور ای احمق خدا سے
ڈر اور اپنے تئیں اپنے ہاتھ سے ہلاک مت کر اور مثل اسکے کچھ سچ کہے اور اسمیں سچ یوں ہوا کہ جو کوئی
فاسق ہی واحق بیشک ہی اگر احمق نہوتا تو گناہ نکرتا اسلیے کہ اسمیں ترک کرنا شکر نعمت اور بدکاری ہی
کہ سب نعمت ظاہر و باطن کی اسکی طرف سے ہیں اور گناہ سبب ہی عذاب آخرت کا کہ بہت
سخت عذاب ہی کہ اسے زیادہ کوئی عذاب نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہی کہ فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عاقل وہ شخص ہی کہ مخالفت کرے اپنے نفس کی اور عمل کرے کہ بعد
موت کے کام آوے اور احمق وہ شخص ہی کہ تابع ہو خواہش نفس کا اور چاہیے کہ قدر ضرورت سے
زیادہ برا نکہے بلکہ اگر جانے کہ برا کہنے سے مار نہیں آپکا تو غصہ اور کراہیت سے زیادہ کچھ
اور نکرے اور چوتھا درجہ ہاتھوں نکال دینا یعنی ہاتھ سے ہی مانند توڑ ڈالنے مزامیر وغیرہ کے اور
لونڈا بہانے شراب کے اور اوتار لینے ریشمی کپڑے بدن سے اور نکالدینے کے گھر غصب
کیے ہوئے سے اور نکالدینے جنبی کے مسجد سے اور یہ طریق بیچ غیر گناہ زبان و دل کے
متصور ہوگا اور جو گناہ کہ متعلق زبان و دل کے ہوں اونکا بگاڑنا ہاتھ سے ممکن نہیں اور اگر نکالنا
اونکا بعد فعل نہ کے بقدر زبانی ہی کہنے سے ممکن ہو تو احتیاج ہاتھ کے عمل کی نہیں اور چاہیے
کہ اس طریق میں بھی بعد ضرورت کے کچھ نکرے اور حد اعتدال سے تجاوز نکرے پس داڑھی پکڑ کر
دروازہ سے برہنہ لے آوے اور پانو پکڑ کر باہر نہ کھینچ لاوے اگر ہاتھ پکڑنا ممکن ہو اور ریشمی کپڑے
پھاڑ نہ لیوے بلکہ سدا اور ٹنکے کھول کر اوتار لے اور کھیل کی چیزیں یعنی مزامیر وغیرہ جلا دینے
کہ توڑنا اونکا کافی ہی اور اگر آدمی ساتھ شراب کا پیر توڑے اور اسکے پاس کے ممکن ہو تو احتیاج ہاتھ کے

توڑنیکی نہین ہی اور اگر بغیر توڑنے باسن کے پہینکنا شراب کا ممکن نہو اور اوسکے توڑ ڈالنے مین قیمت اوسکی
نہین بہرنے آویگی اور اگر مُنہ شیشہ کا تنگ ہو اس سبب سے شراب دیر مین گریگی اور وہم ہی غلبہ فاسقونکا
تو مقید اوسکے اُلنڈیلنیکا نہو بلکہ شیشہ کو توڑ ڈالے اور اگر خوف غلبہ کا نہو ولیکن اسمین ضائع کرنا وقت
کا ہو تو توڑ ڈالے کہ ضائع کرنا وقت کا اسمین ہے ملاحظہ باسنون شراب کے جائز نہین واللہ اعلم اور
چہٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہی اسطرح کہ کہے چہوڑ دے چہوڑ دے ورنہ سر اسکا توڑ ڈالونگا اور گردن تیری
مارونگا اور مانند انکی کے اور مقدم کرنا تہدید کا کرنے فعل پر لازم ہی اسلیے کہ اگر غرض اسمین حاصل
ہوجاسے تو احتیاج نہین ہی اسنے زیادہ کی ولیکن چاہیے کہ تہدید ساتہ ایسی چیز کے نہ کرے کہ کرنا
اوسکا جائز نہو جیسے کہ کہے کہ باز آورنہ تیرا گہر لوٹ لونگا یا تیرے بیٹے کو مار ڈالونگا اور مانند اسکے بلکہ
اگر ایسی باتین ساتہ قصد کرنیکے کہے تو گنہگار ہوتا ہی اور اگر بے قصد کے کہے تو دروغ گو ہوگا اور جائز ہی
جو کچہ نیت مین ہو اوس سے زیادہ کہے بسبب مبالغہ کے منع کرنے مین اگر جانے کہ مبالغہ سے باز آویگا
اور یہ اگرچہ جہوٹ ہی لیکن اسقدر اس مصلحت کے لیے جائز ہی جیسے کہ دو مسلمانونکی صلح کروانی مین
جہوٹ بولنا جائز ہی پس یہہ ہی اسیکے حکم مین ہی اور درجہ ساتوان مباشرت ضرب کی ہی ساتہ ہاتہ اور
جہوٹے لکڑی وغیرہ کے اوس چیز مین کہ اسمین احتیاج ہتہیار جنگ اور مددگارونکی نہو اور یہہ جائز ہی ہر شخص کو
پانؤن اور لکڑی اور منحصر ہونیکے قدر حاجت پر بیچ دفع منکر کے اور اسمین ہی شیوہ سہولت کا لازم ہی
بشرط ضرورت
اور چاہیے کہ ایسی جگہہ نہ مارے کہ خوف قتل کا ہو اور درجہ آٹہوان احتساب کا یہہ ہی کہ تنہا قادر نہو
اور محتاج مدد کرنے مددگارونکا ہو اور ہتہیار جنگ کے جمع کرے اور قتل قتال اور معاملہ اسمین واقع ہو
اور اس مرتبہ مین اختلاف ہی اسمین کہ بغیر اذن امام کے ثابت ہی یا نہین ایک جماعت اسکی
کہ بغیر اذن امام کے ثابت نہین اسلیے کہ اسمین تحریک فتنہ و فساد کی ہی اور دوسری جماعت
کہتی ہی کہ ثابت ہی بغیر اذن امام کے

## فصل پانچوین بیچ آداب محتسب کے

جو کچہ کہ ذکر کیے گئے
درجے احتساب کے انمین ہی تفصیل آداب محتسب کی تہی اور یہان مقصود ذکر کرنا کل آداب اور
اصول انکے کا ہی اور مجمل آداب محتسب کے منحصر ہین بیچ علم اور ورع اور نیک خلقی کے یعنی محتسب مین
ہونا ان چیزونکا ضرور چاہیے اے پر علم تو خود ضروری ہی تا جگہین احتساب کی اور حدین اور جگہین
جاری ہونے احتساب کی جانے اور قید ورع کی اسلیے ہی کہ تا مخالفت علم سے اسکو باز رکہے اسلیے
کہ ہر عالم عامل نہین ہوتا پس ضروری ہونا ورع کا تا احتساب مین کمی زیادتی نکرے اور اگر پرہیزگار نہین
ہوتا تو ہرچند کہ جانتا ہی کہ یہہ نکرنا چاہیے لیکن پہر کرتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اگر ورع نہو تو کلام و وعظ اسکا

وصول و ہو رہیں نہ مالک ساتھ استہزا اور تمسخر کے پیش آتے ہیں اور دوست زیادہ حرکت کرتے
گنہگار و تباہ ہوا ہی گناہ پر اور ترک خلق اصل اور مبادی احتساب کی اور مباحثہ اور وہ بعد خلق
نیک کے دل میں ہی مقصود ہیں اسلئے کرو دعوت کر بالطریق نرمی اور مہربانی کے سب ذکر کیا ہی
مگر اور حقیقت میں تمام وہ خلق نیک میں ہی اسلئے کہ تہیہ صفت عیب کے عالم کی
ادم صدور کرے خواہش نفس کے وادر ہیں ہی اور واسطے انصاف اور دیں کی باتوں کا ہونا
حال ہی طلب جوہر کے بیرون تا حسب اور کمی + نہ انصاف مانند تقوی نہ دیں +
پس مدار کہ احتساب کا اس میں صفتوں دیگر گئی ہیں حدیث میں آیا ہیں کہ امر معروف اور نہی
منکر کرے مگر وہ شخص کہ نرم اور حلیم اور فقیہ ہو اور حمد آداب عقب سے نہ ہی کہ صابر ہو ہر طرح کی
ایذا پر کہ لوگوں کی طرف سے پہنچے اسلئے کہ دائم مدعا احتساب پر صبر کے ممکن نہیں ہی اور نہ
نظر آخرت کے ثواب پر رکھے اور خلق سے عزت طلب کرے اور دل اپنی رضا اور تعریف کے
کہ طلب کرنا رضائی خلق کا نا ہوں ساتھ طلب کرنے رضائی حق کے جمع نہیں ہوتا اور محتسب کو چاہئے
کہ علاقے دنیا کے کم کرے تا طمع اسکی خلق سے کم ہو کہ با وجود طمع کے امر معروف ممکن نہیں [illegible] بعضے
مشائخ سے منقول ہی کہ انہوں نے ایک بلی پالی تھی اور محلہ کے قصاب سے اوسکے واسطے چھیچھڑے
لیا کرتے تھے اکثر قصاب سے کوئی گناہ دیکھا پس اول گھر میں آئے اور بلی کو
نکال دیا بعد اس قصاب کو اوس گناہ کی بات سے منع کیا قصاب نے کہا کہ بعد اسکے بلی کے لیے
چھیچھڑے کون دیگا اوس بزرگ نے کہا کہ پہلے اول بلی کو دور کیا بعد اس تجکو احتساب کیا
ہی مگر اتنا ہی اور ہیچ واجب ہوئے نرمی اور مہربانی کے
حکایت اسگلے بزرگوں کی سے آئی ہی آیا ہی کہ مامون خلیفہ کو ایک شخص نے وعظ کیا ساتھ
بہت سختی کے مامون نے کہا کہ ای مرد حق تعالی نے تجسے بہتر کو یعنی موسی علیہ السلام کو بھیجا
طرف بدتر کے تجسے یعنی فرعون کے واسطے دعوت اسلام کے اور حکم فرمایا نرم گوئی کا اوس پر
فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پس کہو اوسکو بات نرم کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈرے
پاس حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ مجکو اذن دیجئے زنا کرنیکا حاضران مجلس نے زیادتی کی بیچ ڈانٹنے اور جلانے
کے اوس شخص کو یہ کہا بات ہی کہ کہا اس کو آنحضرت نے فرمایا کہ فرو دیکر و پھر اوسکو اپنے سامنے بلایا اور بٹھایا
اور فرمایا کہ آیا دوست رکھتا ہی تو کہ تیری ماں سے کوئی زنا کرے عرض کیا اوسنے کہ میری جان
فدا ہو سب نہ میرے یا رسول اللہ دوست نہیں رکھتا ہوں یہ بات بعد اس فرمایا کہ اگر تیری بیٹی سے

زناکرین لوگ اودوست رکہتا ہی تو اور اسطرح اور تمام محرمونکا نام لیکر پوچہا اور وہ شخص کہتا تہا کہ نہیں دوست رکہتا ہیں یارسول اللہ میری جان تمپر قربان ہو پس حضرت نے دست مبارک اوسکے سینہ پر رکہا اور کہا خداوندا اسکے دلکو پاک کر اور اسکے سترکو نگاہ رکہ اپنے زنا سے پس وہ شخص اوٹہا اور ہرگز خیال زنا کا اوسکے دلمین نگذرا اور تمام عمر مین کوئی چیز اوسکے آگے مبغوض تر زنا سے نہی **ف** یہہ جو حضرت نے کئی بار پوچہا کہ آیا دوست رکہتا ہی تو بظاہر اسمین اشارہ ہی اسپر کہ جیسے اپنی محرموں کے زنا کو ناگوار رکہتا ہی ایسی ہی اسی عورت کے زنا کو ناگوار جانے کہ وہ بہی تو کسیکی محرم ہوگی اسکا محرم کیونکر گوارا رکہیگا اوسکو پس ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگران مپسند اور آیا ہی کہ ایک بزرگ راہ میں اپنے یارونکے ساتہ چلے جاتے تہے ایک شخص کو دیکہا کہ ازار اوسکی ٹخنوں سے نیچے ہی اوسکے یار دوڑے کہ اوسپر سختی کرین اون بزرگ نے اونکو منع کیا اور فرمایا کہ تہوڑ دو کہ مین اسکو کفایت کرتا ہون بعد ازان اوسکی طرف گئے اور کہا کہ ای بہائی میرے تجہسے مین ایک حاجت رکہتا ہون وہ اوسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای چچا کیا فرماتے ہو فرمایا اگر ازار اپنی اونچی کرو تو بہتر اور پاکیزہ تر ہو کہا اوسنے بسر و چشم فرمانا آپکا اور بہت احسان مند ہوا آپکا بعد ازان اون بزرگ نے یارونکو فرمایا کہ اگر تم سختی کرتے تو جہل اوسکو زیادہ تر ہوتا اور یہہ غرض حاصل نہین ہوتی محمد بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عائشہ بعد غروب آفتاب کے مسجد سے باہر نکلے ناگاہ راہ میں ایک غلام کو دیکہا قریشیوں میں سے کہ مست پڑا ہی اور ایک عورت کو کہینچے ... رہی ہی اور وہ عورت فریاد کرتی ہی اور لوگ اوسکے سرپر جمع ہین اور مارتے ہین اوسکو عبداللہ نے اوسکی طرف دیکہا اور پہچانا اوسکو اور لوگونکو اوسکے سرپر سے ہٹایا اور کہا کہ چہوڑ دو اسکو اور کہا ای میرے بہتیجے کیا حال رکہتا ہی تو غلام شرمندہ ہوا عبداللہ نے غلام کو اپنی طرف کہینچا اور اپنے گہر میں لے آئے اور اپنے غلاموں سے کہا کہ اسکو اپنے پاس سلاؤ جب مستی سے وہ ہوش میں آیا تو رات کے ماجرے سے اوسکو آگاہ کیا اور نصیحت اوسکو کی غلام نے سر جہکایا اور رو دیا اور کہا کہ عہد کرتا ہون مین کہ ہرگز اس کام کے نہین پہرونگا عبداللہ نے اوسکے سرکو بوسہ دیا اور کہا اَحْسَنْتَ یَا بُنَیَّ کہتے ہین کہ بعد اسکے وہ عبداللہ کی خدمتمین رہا اور
خوب کیا تو نے اے بیٹے میرے
حدیثین اونسے سنکر لکہتا تہا اور یہہ سب کچہ بسبب برکت نرمی و مہربانی عبداللہ کے ہوا عبداللہ نے کہا لوگ امر معروف کرتے ہین لیکن معروف انکا منکر ہوجاتا ہی سب کاموں مین نرمی کیا کرو کہ مطلوب اپنا پاؤ اور آیا ہی کہ ایک مرد ایک عورت سے چمٹ گیا تہا اور اوسکے ہاتہ میں ایک چہری تہی جو کوئی اوسکے پاس جاتا وہ اوسکو زخمی کر دیتا سب عاجز آگئے کسیکو مجال نہ تہی کہ عورت کو اوسکے ہاتہ سے چہڑا دے ناگاہ بشر بن حارث کا ادہر سے گذر ہوا اور اپنا مونڈہا اوس شخص کے مونڈہے پر مارا وہ زمین پر گر پڑا اور بشر چلے گئے لوگ اوس شخص پر جمع ہوئے دیکہا کہ پسینہ ڈہل رہا ہی اور پسینہ مین ڈوب رہا ہی پوچہا لوگوں نے کہ کیا ہوا اور کیونکر گر پڑا تو کہا اوس شخص نے کہ مین کچہ نہین جانتا سوا اسکے کہ ایک

سچ سے مونڈھا ایسا میرے مونڈھے پر مارا اور کہا کہ خدا دیکھتا ہی کیا کرتا ہی تو پس اوسکی سب سے بال و پر ٹوٹ
گئے اور گر پڑا میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ شیخ کون تھا کہا کہ لشکر میں حارث تھا کہا واہی بعد اسکی مجھکو دیکھے
کسا دیکھے کہ میں کہ پاوسکو خبر ہی اور بعد سات دن کے جان بحق تسلیم کی آور جسکے اگلے بزرگوں کی عادت
نرمی اور مہربانی کرنے کی تھی ویسی عادت سختی کرنے کی بھی تھی خصوصا ظالم بادشاہوں اور امرا اور سادات
چنانچہ کئی ایک حکایتیں اگلے بزرگوں کی اس مقدمہ میں نقل کیجاتی ہیں آیا ہی کہ مہدی خلیفہ طواف کرتے تھے
اور لوگوں کو بیت اللہ سے ایکطرف ہٹاتے تھے نوکر اوسکے تاکہ اوسکے طواف کرنیکے لیے اہتمام کرتے
جیسے امرا کے آگے کیا کرتے ہیں عبداللہ بن مرزوق حاضر تھے اُٹھے اور چادر مہدی کی اپنی طرف کھینچی اور
کہا کہ دیکھ تو میں آگے کیا کرتا ہی تو کہ کیا تجھکو میرے نوکروں سے زیادہ حق دار اس بیت کا بہ نسبت تمام لوگوں کے
کہ دور و نزدیک سے آتے ہیں باوجودیکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی سَوَآءً نِ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ (برابر ہیں مقیم اوسمیں اور پردیسی) مہدی نے
جب عبداللہ کا منہ دیکھا تو پہچانا انکو کہ عبداللہ اوسکے آزاد غلاموں میں سے تھی کہا آیا عبداللہ بن مرزوق
ہی تو کہا عبداللہ نے کہ ہاں اونکو پکڑ لیا اور بغداد میں لائے تاکہ اونکو عذاب کریں لیکن کرنا چاہتا
ایسا عذاب کریں کہ تمام خلق میں رسوا ہووں پس گھوڑوں کے طویلہ میں اونکو بند کیا اور ایک گھوڑا
بدذات کٹ کھنا اور سرکش کہ الگن جھنجال ہوا اوس گھوڑے کو پاس اونکے کیا بعد ازاں ایک حجرہ میں
اونکو بند کیا اور کنجی اپنے پاس رکھی بعد تین روز کے دیکھا لوگوں نے کہ عبداللہ ایک باغ میں پھر
رہے ہیں پکڑ کر لے آئے انکو مہدی نے پوچھا کہ کسنے نکالا تجھکو کہا اوسی نے قید کیا تھا جسنے مجھکو جسے
اللہ تعالیٰ نے کہا مہدی نے کہ مار ڈالتا ہوں میں تجھکو عبداللہ ہنسے اور کہا کہ کیوں نہیں مارتا تو اگر تو مالک
موت و حیات کا ہی یعنی جو مارنے جلانے کا اللہ ہی مالک ہی تیرا کیا مقدور ہی پھر اونکو قید میں کیا
جبتک کہ مہدی زندہ رہا وہ قید میں رہے اور بعد اوسکے مرنیکے عبداللہ نے خلاصی پائی اور مکہ میں آئے
اور سو اونٹ قربانی کرنے کی نذر مانے تھے وہ نذر پوری کی اور آیا ہی کہ ہارون رشید ایک مجلس میں تھے
ایک عورت کو فرمایا کہ تو عود بجا دے جب وسے بجایا تو ہارون رشید کو پسند آیا عورت سے کہا
ای امیر المؤمنین یہ عود میرا ہی فرمایا کسیکو کہ عود اسکا لے آوے وہ شخص گیا اور عود لیکر آتا تھا کہ ناگہاں
راہ میں ایک شیخ کو دیکھا کہ کشملہ کچھ رنگ چن رہے ہیں اوسے کہا ای شیخ راستہ چھوڑ شیخ نے سر اوپر اوٹھا
دیکھا کہ اوسکے ہاتھ میں عود ہی اوسنے عود لیا اور زمین پر مارا شیخ کو کوتوال کے پاس پکڑ کر لیگئے
اور کہا کہ اسکو بند میں رکھو یہ امیر المؤمنین کا ہی ہارون کو خبر کردیں کوتوال نے کہا کہ آج بغداد میں کوئی
شخص اسسے زیادہ اولیٰ نہیں ہی امیر المؤمنین نے انکو کسیکے ہاتھ بلایا تھا اوسے عود والے سے کہا تجھکو اسسے

عود ہارون رشید

کیا کام ہی تو انگور بننے دے پہر وہ شخص ہارون پاس گیا اور کہا ای امیرالمومنین مین عود لیے آتا تہا اور
ایک شیخ راہ مین بیٹہا تہا اوسنی عود کو زمین پر دے مارا اور توڑ ڈالا خلیفہ نے جب یہہ بات سنی
تو آنکہین مارے غصہ کے سرخ ہوگئین مجلس کے ہمنشینون نے کہا کہ فرمایئے تو اوسکو گردن مارین ہم
کہا خلیفہ نے کہ حاضر کرو اوسکو تا اوسنی مناظرہ یعنے بحث و گفتگو کرین ہم خادم شیخ کے پاس آیا اور کہا
کہ تجکو امیرالمومنین بلاتا ہی سوار ہو شیخ نے کہا کہ مین سوار ہونے سے نہین ہون مین مجکو پیادہ چلنا
بہتر ہی پس وہ خلیفہ کے دروازہ پر آئے خلیفہ کو خبر کی نوکرون نے کہ شیخ آیا ہی خلیفہ نے کہا کہ اسکو
یہان نہین بلانے کے ہم کہ بعضی چیزین یہان خلاف شرع ہین خلیفہ اوٹہکر اور جگہہ جا کر بیٹہا اور شیخ کو
بلوایا شیخ کی بغل مین کٹہلیان کہجورونکی بہری ہوئی تہین لوگون نے کہا کہ انکو پہینکدو کہ خلیفہ کے سامنے چلتے ہو تم
شیخ نے کہا کہ یہہ میرا قوت ہی رات کا انشاء اللہ تعالی لوگون نے کہا کہ آجکی رات کا تیرا قوت ہم دینگے
شیخ نے کہا کہ تمہارا کہانا میرے کام کا نہین ہی جب شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے تو سلام کیا
اور بیٹہے خلیفہ نے پوچہا ای شیخ کیا باعث تہا کہ یہہ کام کیا تو نے خلیفہ نے شرم کی اس بات سے کہ جو
نام عود کا لی صاحب شرع کے آگے شیخ نے کہا کہ مینے تیرے باپ دادا کو دیکہا ہی کہ یہہ آیت پر سر منبر
پڑہا کرتے تہے اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ
یعنے اللہ تعالی حکم فرماتا ہی کرنے عدل و احسان کا اور دینے قرابتیونکا اور منع کرتا ہی بیحیائیون اور خلاف
شرع سے پس مینے ایک چیز خلاف شرع دیکہی اوسکو توڑ ڈالا مینے تجکو اسمین کیا پہنچا ہی خلیفہ نے کہا
واللہ خوب کیا تمنے شیخ باہر نکلے خلیفہ نے اونکے پیچہے ایک تہیلی زر کی بہیجی اور خادم کو کہدیا کہ دیکہنا کہ اگر شیخ
لوگون سے کہے کہ مینے خلیفہ سے یون کہا اور انہونے مجہسے یون کہا تو یہہ تہیلی اونکو ندینا اور اگر کچہہ نکہے
تو دیدینا خادم جب باہر آیا تو دیکہا کہ شیخ اپنی اسی پہلی وضع پر کٹہلیان کہجورونکی چن رہے ہین اور کسی
کچہہ نہین کہتے ہین تہیلی آگے شیخ کے لیگئے اور کہا الشیخ یہہ تجکو خلیفہ نے دی ہی لے شیخ نے کہا کہ لیجا
کہ یہہ میرے کام کی نہین اور یہہ بیتین پڑہین شعر اَرَی الدُّنْیَا لِمَنْ هِیَ فِیْ یَدَیْهِ ✠ هُمُوْمًا کُلَّمَا کَثُرَتْ
لَدَیْهِ ✠ اِذَا اسْتَغْنَیْتَ عَنْ شَیْءٍ فَدَعْهُ ✠ وَخُذْ مَا اَنْتَ مُحْتَاجٌ اِلَیْهِ ✠ اور یہہ بہی آیا ہی کہ بیچ زمانہ
مامون خلیفہ کے ایک شخص تہا کہ لوگون پر احتساب کیا کرتا تہا اور مامون کی طرف سے مقرر نتہا جب خلیفہ نے سنا
تو فرمایا کہ حاضر کرو اوسکو پہر حاضر کیا اوسکو خلیفہ نے کہا کہ کیون بغیر ہمارے حکم کے امر معروف کرتا ہی
تو خلیفہ اوسوقت کرسی پر بیٹہا تہا اور ایک کتاب پڑہ رہا تہا کتاب اوسکے ہاتہ سے زمین پر گر پڑی تہی اور
اوسکو خبر نہ تہی محتسب نے اوسکی بات کا جواب نہ دیا اور کہا اوٹہا ورنہ مجکو کہہ تا مین اوٹہا لون دو تین بار یہہ کہا خلیفہ

نہ سمجھا کہ کیا کہتا ہی تو پوچھا کہ کیا کہتا ہی تو محتسب نے کہا کہ تیرے ماں باپ کے سمجھے یا ہم خدا کا مژدہ اٹھا جلدی سے
جب دیکھا تو سر سبزہ ہوا اور کہا کہ جواب دے اسکا کہ ہمارے حکم سے کے احتساب کیوں کرتا ہی تو خلیفہ
اسکو حق تعالی نے سرد کیا ہی ہمارے کہ ہم الحسیب ہیں اور ہمارے حق میں فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰ
هُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْکَرِ یعنی وہ جو ایسا اور اول سب باطل مسلمان ایسے ہیں کہ اگر جو ب دلویں ہم انکو زمین میں تو قائم
کریں وہ نماز کو اور دیویں وہ زکوۃ کو اور حکم کریں ساتھ معروف کے اور منع کریں منکر سے محتسب نے
کہا کہ سچ کہتا ہی تو اسیطرح سے جیسے کہا تو نے لیکن خدا تعالی دوسری جگہ فرماتا ہی وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ
بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَّاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنی مومن مرد اور مومن
عورتیں بعض انکے دوست ہیں بعض کے حکم کرتے ہیں اچھی باتوں کا اور منع کرتے ہیں بری باتوں سے
اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا
یعنی مومن واسطے مومن کے مانند بنیاد کے ہی کہ مضبوط کرتا ہی بعض اوسکا بعض کو بعد کتاب خدا کے
اور سنت رسول کی ہی اگر اطاعت انکی کرتا ہی تو تو شکر کر میرا کہ مدد کرتا ہوں میں تیری اس امر میں
اور اگر منکر کرتا ہی تو تو تو جان اور وہ ذات پاک کہ کام میرا اوسکے ہاتھ ہی اب کیا کہتا ہی تو پایکو
ہیبت اسکو خوش آئی اور کہا کہ تجھ جیسے کو جائز ہی کہ احتساب کرے کہ جو کچھ کرتا تو ہی کرے ہی حکم دیا حاکم
شیخ ابو الحسن نوری قدس اللہ سرہ کی مشہور ہی کہ ایک کشتی میں شیشے سے اور مٹکی شراب کی
واسطے معتضد باللہ کے لوگ لاتے تھے سبکو توڑ ڈالا مگر ایک شیشہ توڑا اور انکو حاضر کیا آگے معتضد کے
کہ ایک بادشاہ ظالم تھا اور تلوار اوسکی اوسکے کلام پر سبقت کرتی تھی اور وہ لوہے کی کرسی پر بیٹھا تھا اور ایک
لٹھ لوہے کا ہاتھ میں رکھتا تھا کہا تجھکو کسی محتسب کیا ہی انہوں نے کہا کہ جسنے تجھکو بادشاہ کیا ہی معتضد
نے پیچ کھایا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھایا اور کہا کہ تجھکو کیا باعث تھا اس عمل پر کہا تو نے شیخ نے فرمایا
کہ باعث اسپر یہی شفقت تھی اور خلق پر کہ تجھکو گناہ سے بچایا میں نے اور خلق کو تیری متابعت سے کہا کہ ایک
شیشے کو کیوں چھوڑا تو نے فرمایا کہ وقت توڑنے شیشوں کے آنکھ میرے دل کی ہی متابعہ جلال حق کے
اور خوب مطالعہ اسکی کبریائی اور ہیبت حق کی اور دیدہ میرا تجھسے اٹھ گیا تھا اگر اوس حالت میں
تمام روی زمین شیشہ ہوتا تو توڑ ڈالتا میں ناگہاں میرے دل میں ایک طرح کا عجب پیدا ہوا کہ مجھ جیسے
شخص پر ایسی جرات کی ہے پس اسے مٹی بار کر کیا اسے کہ کار خدا میں نفس کو دخل ہو
معتضد نے کہا کہ تجھکو حاکم مطلق کیا میں نے جو کچھ چاہے تو کر شیخ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین

اسوقت تک مین غیرت دین سے اور غیرت حق سے اگر کرتا تھا اب میرا بار بستر طرح کے ہوا یعنے تیری حکم پیس
مین ثمین دوست رکھتا اسکو حکم فرما اپنے ملازمین کو کر مجکو ساتھ سلامتی سے نکال دین اور تیرے قلمرو سے
باہر نکالین پس وہ نکل گئے جبتک کہ وہ مستعضد کا تھا وہ بعداً مین نہین آئے رحمت کرے اللہ آن پر اور
یہی آیا ہے کہ ہارون رشید حج کے لیے آئے تھے جب کوفہ مین پہنچے تو چند روز اوسمین قیام کیا
بعد ازان وہان سے کوچ کیا اور لوگ شہر کے اونکے دیکھنے کے لئے باہر نکلے اور بہلول دانا بھی نکلے
اور ایک کوڑی پر بیٹھ گئے اور لڑکے اونکے گرد جمع تھے ناگہان ہودج خلیفہ کا نمودار ہوا بہلول نے آواز
بلند سے پکارا کہ انی امیر المومنین اے امیر المومنین ہارون نے نقاب سامنے سے اوٹھا لے اور
کہا لبیک اے بہلول یعنے فرمائے کیا فرماتے ہو فرمایا بہلول نے کہ اے امیر مومنین ہمنے سنا
ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے پہرے تھے اور اوٹنی پر سوار تھے نہ ماریب تھی اون
کے آگے اور نہ ہٹو ہٹو اور نہ بڑہ ہے جاؤ یہ طمطراق تیرے ساتھ کیسی ہی اے امیر المومنین
تواضع کر تواضع اور تکبر کو چھوڑ ہارون رشید رویا یہان تک کہ آنسو اوسکے زمین پر گرے اور کہا اے
بہلول کچھ اور نصیحت کیجئے رحمت کرے خدا اے تعالے تجپر کہا بہلول نے ای امیر المومنین
جس شخص کو کہ خدا تعالی نے مال دیا اور جمال دیا پس خرچ کیا مال اپنا اور پارسائی کی ساتھ جمال اپنے
کے حق تعالی اوسکو بیچ خالص دیوان اپنے کے جملہ ابرار سے لکھتا ہی کہا ہارون نے کہ خوب
خوب کہا تمنے ای بہلول کچھ مانگو تا دون مین تمکو کہا جو کچھ مجکو دیتے ہو وہ اوسکو دو کہ اوس سے از راہ
ظلم کے لیا ہو مجکو اسکی حاجت نہین کہا ہارون نے ای بہلول اگر تجپر کچھ قرض ہو دے تو ادا
کرون مین کہا اے امیر المومنین یہ تمام علما کوفہ مین جمع ہین اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ ادای قرض ساتھ
قرض کے جائز نہین یعنی تو نے جو از راہ ظلم کے مال لوگونکا لیا ہی تو وہ قرض اونکا تجپر ہوا اوسے
تو چاہتا ہی کہ مین قرض اپنا ادا کرون پس قرض سے قرض کیونکر ادا کرون کہا ای بہلول کچھ تو قبول کر کہ تیرے
ایکدن کا قوت ہو بہلول نے سر آسمان کے طرف اوٹھایا اور کہا ای امیر المومنین ہم اور تو سب بندی خدا کے
ہین محال ہی کہ تجکو یاد کرے اور مجکو فراموش ہارون نے نقاب منہ پر ڈالی اور چل کھڑے ہوے اور بہت سخت
کلمے بیچ رد سلاطین کی خط سفیان ثوری رحمۃ اللہ کی مین ہین کہ ہارون رشید کو لکھا تھا اسکو نقل کرتے ہین ہم
اور فصل کو ساتھ اسکی ختم کرتے ہین ہم آیا ہے کہ جب ہارون خلیفہ ہوا اور امر خلافت کا سپرد اوسکے ہوا تو علما او
صلحا سب مبارکباد دینے کے لیے اوسکے پاس آئے اور اوسنے دروازے خزانونکے کھول دیے اور ہر ایک کو انعام
اکرام خوب سا دیا اور ہارون پہلے خلیفہ ہونے کی ہمنشین زاہدون اور عابدون کا رہتا تھا اور سفیان ثوری سے بھائی چارہ

رکھتا تھا اور سفیان سے جب تیرا اوسکی خلافت کی سُنی تو اُسے ملاقات ترک کی اور صورت اوسکی
دیکھنی گوارا نہ کی مشتاق اُنکی ملاقات کا تھا چاہا کہ اُنکو اپنے پاس طلب کرے اور اونسے حدیث سُنے
ایک خط سفیان کو لکھا مضمون اوسکا یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہی بندۂ خدا ہارون امیر
کیطرف سے طرف سفیان دینی بھائی اپنے کے ای برادر اسکے اپنے بھائی مومن سے پوچھا جاتا ہی کہ بھائی
سے بیچ بھائی چارہ کرنے کے آپس کیا فضیلت رکھی ہی اور ہمکو جیسا کہ رابطہ ہم اور آپکا تھا ویسا ہی
محکم ہی اور خلعت خلافت کی کہ تمہاری حد میں رکھا تھا اب ہی باقی ہی اگر یہ بھاری بوجھ
سلطنت کا گردن میں نے میری گردن پر رکھا ہی ہوتا تو تمہاری ملازمت میں حاضر ہو جاتا کہ کوئی امر
دوستوں میں سے التماس یہی کہ جسے مجھکو میں دیکھا اور مبارکباد دی اور جیسے ہی خزانے اپنے
اوپر کھول رکھی ہیں اور ہر ایک کو انعام و اکرام دیا اور تم نہ آئے اشتیاق ملاقات کا بیشی اور یہ خط
بسبب شوق کے لکھا ہی اور ہم جانتے ہو کہ مومن کی ملاقات و صحبت کی کیا کچھ فضیلت آئی ہی امید ہی کہ تم
دیکھتے خط کے جلدی آؤ اور بعد اسکے توقیع کر کے والسلام جب خط تمام ہوا تو حاضروں سے آدمی کو بلایا
کہ کیا دے کوئی مخصوص ہمراہی سفیان کے حضرت میں کر جاتا کہ اوسکے سامنے جا دے ایک شخص تھا
عباد نام اوسکو وہ خط دیا اور کہا کہ کوفہ کو جا اور مسجد سے سفیان کا پوچھ لینا وہاں سفیان ثوری کو تلاش کر کر
یہ خط میرا دینا اور جو کچھ اوسنے بولے تو ذرہ ذرہ یاد رکھنا اور مجھے آ کر کہنا عباد کہتا ہی کہ میں کوفہ میں
پہنچا اور مسجد میں گیا دیکھتا ہے کہ سفیان بیچ میں بیٹھے ہیں اور ایک جماعت نے گرد اونکے حلقہ
باندھا ہی اسطرح کر گویا چور ہیں کہ اُنکو بادشاہ ظالم کے آگے لائے ہیں اور اونسے اونکے قتل کا حکم دیا
جب نظر سفیان کی مجھ پر پڑی تو گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ وَاَعُوْذُ بِكَ اللّٰهُمَّ مِنْ طَارِقٍ يَطْرُقُ اِلَّا بِخَيْرٍ اور اونکے کلمہ سے
میرے دل میں ڈر آیا ناگہ میں مسجد سے باہر آیا جبکہ میں باہر آیا تو سفیان نماز میں مشغول ہوئے
گھوڑے کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور اندر گیا اونکے ہمنشینوں میں سے میری طرف نگاہ کی
اور مارے ہیبت کے مراد بر ہوا سکا اور مجھکو بیٹھنے کا اشارہ کیا پس بیٹھا میں مجھکو نہیں اونسے کسی
نے سر اوپر کر کے نظر سے اونکو دیکھا ہے اور گمان کرتا ہے کہ سفیان سوتی ہی ہیں کہ ناگہ بولے
لوگوں نے کہا ہاں یہی ہیں خط اونکی طرف ڈال دیا ہی وہ اچھلے اور بھاگے گویا کہ سانپ مسجد کی
محراب میں سے نکلا ہی پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹا اور خط کو پکڑا اور ان لوگوں کی طرف کہ اونکے پیچھے
بیٹھے تھے خط کو ڈال دیا اور کہا کہ پڑھے تم میں سے کوئی اس خط کو کہ گناہ کر میں پناہ ڈھونڈھتا ہوں

سامنے خدا کے اسلئے کہ جھوٹوں میں اوس چیز کو کہ چاہی اوسکو ایک ظالم نے جب خط سن چکے تو کہا کہ اس خط کی
پشت پر لکھو لوگوں نے کہا کہ ای ابا عبد اللہ وہ خلیفہ ہی اگر ایک ورق کاغذ پر لکھیں ہم تو بہتر ہو کہا لکھو اسکی پشت پر
اگر یہہ کاغذ وجہ حلال سے کمایا ہی تو جزای خیر پاوی اور اگر وجہ حرام سے ہی تو عذاب دیا جاویگا اوپر
اسی پر اسلیے لکھواتا ہوں کہ تا جس چیز کو کہ ظالم نے چھوا ہی ہمارے پاس نہ رہے کہ ہمارے دین کو خراب
نکرے کہا لوگوں نے کہ کیا لکھیں ہم کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ خط ہی بندۂ مردہ سفیان بن سعید ثوری کا
طرف بندہ کے کہ مغرور ہی ساتھہ آرزوؤں کے کہ نام اوسکا ہارون رشید ہی کہ سلب کی گئی ہی اوس سے حلاوت
ایمان کی ای ہارون رشید اسکے جان کہ لکھتا ہوں میں تجکو اور معلوم کرواتا ہوں تجکو کہ میں نے قطع کیا تجھسے ملاپ تیرا
اور بیزار ہوا میں تیری دوستی سے اسلیے کہ تو نے آپ اپنے اوپر گواہ کیا مجکو اور حاضرین مجلس کو اس مضمون پر
کہ لکھا تو نے کہ کھولے میں نے دروازے بیت المال کے مسلمانوں کے لیے اور خرچ کیا میں نے مال اونپر بغیر حق کے
اور صرف کیا میں نے غیر مصرف میں اور اکتفا نکیا تو نے اس خط پر کہ لو بلکہ مجکو بھی گواہ کیا لو ای
جان کہ میں اور بہار مہرنے گواہی دینگے فردای قیامت کو آگے خدا تعالی کے اوس چیز پر کہ کی تو نے ای
ہارون صرف کیا تو نے مال مسلمانوں کا بغیر رضا انکے آیا راضی ہے پر سے اس فعل پر فقرا اور مسکین اور
مولفۃ القلوب اور مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسافر آیا راضی ہے حافظ قرآن اور اہل علم اور یتیم اے ہارون
لبیث ذاماں ابنا اور تیار ہو جواب اس سوال کے لیے اور تدبیر کر اس بلا کے لیے کہ اوپر تیرے پہنچی اوس وقت
کہ کہڑا کرینگے تجکو آگے حاکم عادل جل جلالہ کے ای ہارون سلب کی گئی تجھسے حلاوت علم و زہد کی اور لذت
قرآن کی اور ہمنشینی نیکوں کی اور راضی ہوا تو اسپر کہ ظالم ہووے اور ظالموں کا پیشوا ہووے ای
ہارون تخت پر بیٹھا تو اور چادر تکبر کی اوڑہی تو نے اور اپنے دروازہ پر پردہ عزت کا کھینچا تو نے
مشابہت رب العالمین کے ساتھہ پیدا کی تو نے ظالموں کو اپنے دروازہ پر بٹھایا تو نے تا لوگوں پر
ظلم کریں اور داد بے انصافی کی دیں اور آپ شراب پیویں اور لوگوں پر حد شراب کی ماریں آپ زنا کریں
اور خلق پر حد قائم کریں آپ چوری کریں اور چوروں کے ہاتھہ کاٹیں نہیں جانتا ہی تو کہ گناہ انکا
تجھپر ہوگا ای ہارون یاد کر اوس ساعت کو کہ پکاریگا پکارنے والا یعنی اللہ پکاریگا احشروا الذین ظلموا تیرے
(جمع کرو اون لوگوں کو کہ ظلم کیا)
ہاتھہ اور گردن پر طوق ہوگا اور ظالم گردا گرد تیرے ہوں گے اور تو آگے اور پیشوا اونکا ہوگا اور نیکیاں تیری
اور کی ترازو میں ہونگی اور تیری ترازو میں بلا پر بلا اور ظلم پر ظلم ہوگا کان رکھہ میری نصیحت پر اور یاد کر میری
وصیت کو کہ میں نے تیری نصیحت میں کچھہ چھوڑا نہیں ہی ای ہارون خدا سے ڈر اور رعیت کی رعایت
کرنے میں کوشش کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی محافظت کر اور سرداری کو سنوار کر ملک

ویسے ہی بس چلا جاتا ہی کہ اور دین ترقی پاتا ہو تحریک نہ ہو بعض لوگوں سے ایسا کام کیا کہ اون کی حرمت
میں مقید ہوا اور بعضوں کو زمانے نے اور بعضوں نے اسلام کیا کہ اون سے دین و دنیا کو نقصان کیا اسے
اونوں نوادر قبیلہ کا ہوا کہ دین و دنیا کو نقصان سمجھا اور سے پایا ہے کہ بعد اسکے مجکو خط لکھا تو کہہ جواب
نہیں لکھے کا میں والسلام جب خط کا لیجانے والا کہا ہی کہ جب خط تمام ہوا تو بعد لپیٹی ہوئے میری طرف
پھینکدیا اور میری لیس خط کو لیا ہے اور اسے میں تاخیر ہی اتی ملکیں سے اور دل میں لے دنیا
سے ہو گیا اور کوفہ کے بازار میں جاکر پکارا ہے کہ کوئی خریدے ایسے شخص کو کہ بہاگا ہی خدا سے
طرف خدا کے لوگ درہم اور دینار لاتے کہا ہے کہ میرے کام کے نہیں ایک حصہ چاہتا ہوں صوف
کا ایک کا اور کملی القصہ کی لوگ جو لائی لباس عبد کا ہے بدن سے اوتار ڈالا اور ہتیار لوگوں پر
ڈال دیے اور ہارون کے دربار سے پیادہ و پا اودہر گئے اون کے پاس ہو کوئی کہ مجکو دیکھتا تہا ہنستا
کرتا اور کہتا تہا کیا حال ہے تیرا پس ہارون نے مکان اپنے مجکو دیکھا اور سے تو اوٹھا اور بیٹھا پہرا
اوٹھا اور اسے سر اور ... شروع کیے اور رو دیا اور گریہ شروع کی اور کہا
... کہا ہے کہ مجکو دیا ہے کیا کام کی ... حاضر
علیہ ... سے علیہ سے مار کو ... شروع کیا اور آنسو حسرت کے آنکھ سے ... [illegible]
تمام لباس اوسکا تر ہو گیا مجلس کی ہمنشینوں نے کہا ای امیر المومنین سفیان نے تمہیں بہت جرأت سے
اور کلام زیادہ حد سے کیا اوسکو سزا دے اور قید کر کہ اور ... ہارون نے کہا چھوڑو
ای بندو دنیا کے مغرور وہ شخص ہے کہ تمہاری خوشی آمیز مغرور ہووے اور بدبخت وہ شخص ہے
کہ تمہاری بات سے چھوڑ سفیان کو سا ... کا اوسکے ... کہتا ہے کہ بعد اسکے ہمیشہ خط سفیان کا
ہارون کے سامنے رہتا تہا اور بعد ہر نماز کے پڑھتا اور روتا تا دم مرگ یہی معمول رہا رحمت کرے اللہ
اوسپر یہ تھی سیرت علما کی اور عادت اگلے بزرگوں کی بیچ امر معروف اور نہی منکر کے بادشاہوں پر اور بیچ
تھا توکل اونکا اوپر فضل رب العالمین کے اور بہروسا کرنا اون کے ظلم ظالموں سے اور راضی ہوا اونکا قضا و قدر سے
اللہ تعالی پر اور چونکہ نیت اونکی خالص اور ارادہ صادق تہا اثر کرتا اونکے کلام میں ایک تاثیر تہی اور چونکہ اسوقت
میں عالموں کی زبان کو طمع نے بند کر دیا ہے سوا ایسے کلام سے کہ ... اور احوال سلاطین
کے نہیں کر سکتے ہیں اور ... کوئی ساتھ طمع کے جمع نہیں ہوتے حدیث طمع سد
دفتر حکمت است ... طمع ... اسے مگو ... کہتے ہیں علما کہ زوال رعیت کی سبب
زوال بادشاہوں کی اور زوال بادشاہوں کی سبب زوال علما کے ہیں اور زوال علما کی سبب ... محبت مال

وجاه سے ہی اور حسیر کہ حب دنیا غالب ہوگی احتساب اوسکا اوپر اوزال ور چہوٹونکے ممکن نہین جیہ جاے
بادشاہون اور بڑون اوپر والبد المستعان علی کل حال خدایا خداوندا اہلک کو خصلت نیک نصیب فرما حدلا
نیکی دے اور بدی سے دور رکہہ خدایا ہمکو ہمپر نہ چہوڑ یعنے فکر اور سوچ بچار اپنے امور کی آپ مرے
بلکہ تو مددگار و کارساز ہمارا ہو کہ ہمسے کچہ نہین ہوسکتا انک لیس عفو حلیم جواد کریم
ملک بر رؤف رحیم ارحم الراحمین فصل چھٹی بیچ منکرات کے کہ مرئی حالی ہین عادات کے
جان کہ حصر کرنا تفصیلون جزئیات منکرات کا مشکل ہی لیکن اس فصل مین مجملات انکے بیان ہوتے ہین کہ انسے
تفصیلین انکی بطریق قیاس کے نکال سکتے ہین دوسرے یہہ کہ جاننا چاہیے کہ جو کچہ کہ مکروہ ہی منع کرنا اوسے
مستحب ہی اور سکوت کرنا اوسپر مکروہ اور جو کچہ کہ حرام ہی منع کرنا اوسے واجب ہی وقت قدرت کے اور سکوت
اوسپر حرام اور جہان کہ مطلق منکر کہا ہی علما نے یا منکر محظور یعنے ممنوع مراد اوسے حرام ہی اور تمام منکرات
کہ یہان مذکور ہین منکرات مسجدون اور بازارون اور راہون اور حماموں اور ضیافتون کے ہین اسی پر منکرات
مساجد کے از انجملہ وہ مین کہ لوگ نماز مین بے احتیاطی کرتے ہین اور تعدیل ارکان اور طمانینت رکوع اور سجود بجا
بجا نہین لاتے ہین اور یہہ مکروہات سے ہین بموجب مذہب امام اعظم کے اور مفسدات نماز سے ہین بموجب
مذہب امام شافعی کے پس منع کرنا انسے بموجب مذہب انکے واجب ہوا اور بموجب مذہب ہمارے مستحب
ف تعدیل ارکان اور طمانینت سے مراد ہی ٹہیرنا رکوع اور سجود مین بقدر تسبیح کے تا اعضا اپنے
اپنے ٹہکانے پر آجاوین پس یہہ واجب ہی رکوع و سجود مین اور اسیطرح بعد رکوع کے اور دونون
سجدونکے بیچ مین ٹہیرنا اوسیطرح مذکور کے واجب ہی بحسب تحقیق علمای محققین کے پس اسکا ترک کرنا
مکروہ تحریمی ہی اور نماز بہت ناقص ہوتی ہی اسکے ترک کرنے سے واجب ہی کہ اوس نماز کو پہر کے
پڑہے اور جو کوئی کسے سے نماز مین کچہ دیکہے مانند نجاست کپڑے کے اور پہیرے ہوئے کے
قبلہ سے اور مانند اسکے اور اسپر سکوت کرے تو اس خیر مین شریک ہوتا ہی کہ حدیث مین
اسیطرح وارد ہوا ہی بلکہ ہر گناہ وقت قادر ہونیکے اسکے منع کرنے پر یہی حکم رکہتا ہی حدیث مین
آیا ہی کہ سننے والا غیبت کا کہ سنکر سکوت کرے بیچ حکم کرنے والے غیبت کے ہی اور جملہ منکرات
مسجد کے سے غلط پڑہنا پکار کر قرآن کا ہی اور منع کرنا اوسے اور سکہانا صحیح کا واجب ہی اور اگر
کوئی مسجد مین معتکف ہوا اور اکثر اوقات اوسکی بیچ سکہانے صحت قران اور منع کرنے منکرات مسجد کے صرف ہو
اور مشغول ہونے سے ساتہ نفل اور ذکر اور فکر کے باز رہے تو بہتر ہی اور ثواب اسمین زیادہ ہی کہ فائدہ اسکا
اور ونکو پہنچتا ہی اور فائدہ نوافل کا اپنی ہی نفس کے لیے ہی اور فضیلت عبادت متعدی کی عبادت لازمی پر بہت ہی

اور جو کوئی قرآن پڑھے میں خطا کرے اگر غلطی سیکھنے کی اور قدرت اوسپر رکھے تو چاہیے
کہ اوسکو پڑھنے سے پہلے سیکھنے کے منع کرے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ خطا کے گناہ ہی اور اگر زبان
اوسکی صلاحیت سیکھنے کی نہیں رکھتی ہی اور اگر خطا ہی کرتا ہی تو چاہیے کہ بہت نہ پڑھے اور قدر ضرور
پر اور واسطے پڑھنے کے جائز ہوا اوسے نماز اختصار کرے اور اگر خطا اسکی کم اور صحت بہت ہی تو نہیں اگر زیادہ قدر
ضرورت سے پڑھے تو مضایقہ نہیں ولیکن چاہیے کہ آواز پست سے پڑھے جلدی سے پڑھے
یاد و ہرا سے اور اگر اوسکو منع کرے تو نہیں ایک وجہ گستاخی لیکن اگر شوق اسکا ساتھ قراءت کے
اور انس اسکو ساتھ قرآن کے بہت ہی اگر وہ پڑھے اور اوسکو منع نہ کرے تو مضایقہ نہیں واللہ اعلم
اور جملۂ منکرات مسجد سے جلد جلد کہنا مؤذنوں کا ہی اذان کو اور دراز کرنی اوسکی بیچ مد کلمات اذان کے
اور پھر جانا اونکا قبلہ سے ساتھ تمام بدن کے وقت کہنے حی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے
حالانکہ منع فقط پھیرنا مونہہ ہی کا تھی اور اسیطرح منکرات سے ہی کہنا اذان فجر کا پہلے صبح سے کہ آتے
نماز ور روزے خراب ہوتے ہیں عوام کے کہ جو وقت پہچانتے نہیں اور یہہ چیزیں سب مکروہات
سے ہیں اور جملہ مکروہات مسجد سے ہی پہننا خطیب کا ہی لباس سیاہ کو کہ ریشم اوسمیں غالب ہو اور باندہنا
خطیب کا تلوار سنہری کو یعنے مسکی کو ہی یا نقرہ وغیرہ سونیکا ہو کہ پہننا انکا حرام ہی اور منع کرنا واجب
اور پہننا سیاہ بغیر ریشم کا ہو تو حرام و مکروہ نہیں ہی ولیکن ترک کرنا اسکا اولی ہی حدیث میں آیا ہی کہ دوست
ترین کپڑوں کا خدا تعالی کے نزدیک سفید ہی اور جیسے کہ سیاہ کپڑوں کو مکروہ اور بدعت کہا ہی مراد
اوسکی یہ ہی کہ صحابہ کے وقت میں معمول نہتا اسکا پہننا اور ہر بدعت حرام نہیں ہی بلکہ حرام وہ بدعت
ہے کہ سنت کو تغیر کرے اور جملۂ منکرات مسجد سے کلام واعظوں کا ہی یعنی جو کہ قصہ اور حدیثیں جہوٹی بنا کر
بیان کریں اور جو قصہ خوان کہ جہوٹ کہے فاسق ہی اور منع کرنا اوسکو واجب اور اسیطرح جو واعظ
کہ بدعتی اور سستی کرنے والا ہو امور دین میں اور اگر کلام اونکا اشعار اور بدعت ہو تو حاضر ہونا اوسکی
مجلس میں جائز نہیں مگر بقصد منع کرنیکے جائز ہی کہا ہی علماء نے کہ بہت نقصان کی خبر صحبت عالم فاسق
اور صوفی جاہل اور واعظ کسی کو ہوا لگی ہی اور چاہیے کہ کلام واعظ کا صحیح بیان کرے امید عفو کے
سو کرسب دلیر کرے لوگوں کا ہی بلکہ امید اور خوف دونوں بیان کرے جیسا کہ طریق کلام محمد کا ہی
بلکہ خوف اور شدید بہ نافع ہی اور بہ نسبت مرتب خوف اور امید کا یہ ہی کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی
نے فرمایا کہ اگر روز قیامت کے ندا کریں کہ تمام لوگ دوزخ میں داخل ہوں مگر ایک شخص تو امید رکھتا
ہوں کہ وہ ایک میں ہوؤں اور اگر کہیں کہ سب لوگ بہشت میں داخل ہوں مگر ایک تو ڈرتا ہوں کہیں

کہ وہ ایک مین ہوؤن اور جملہ منکرات مسجد سے ہی خلقہ باندہ نا روز جمعہ کے واسطے بیچنے دواؤن
اور کہانون اور تعویذون کے اور اِسے قبیل سے ہی وہ چیز کہ اوسمین فریب دینا اور جہوٹ بولنا ہی
جیسیکہ عادت طبیبون غیر حاذق اور فریب اہل تعویذات کے ہین حرام ہین مسجد مین اور غیر مسجد مین
اور منع کرنا انکا واجب ہی اور جو کچہہ کہ اس جنس کا نہین ہی مانند بیچنے دواؤن کے بغیر فریب کے
اور بیچنے کتابون اور کہانون کے حرام نہین ہی اگر لوگون پر جگہہ تنگ نکرین اور نماز مین تشویش نہین
دیلیکن اولی یہہ ہی کہ نکرین یہہ ہی اور شرط اسکے مباح ہونیکی یہہ ہی کہ کبہی ہو اور اگر مسجد کو دوکان ٹہراوین
تو حرام ہی بہت سی چیزین ہین کہ تہوڑا اسا انکا مباح ہی اور اگر بہت ہو تو حرام ہوجاتا ہی جیسیکہ گناہ
صغیرہ کہ اگر ہمیشہ کرین تو کبیرہ ہوجاتے ہین یہہ کلام حجۃ الاسلام امام غزالی رح کا ہی اور فقہ حنفیہ مین
یون لکہا ہی کہ بیچنا اور مول لینا اور کہانا کہانا اور سونا مسجد مین غیر معتکف کو جائز نہین ہی اور جملہ
منکرات مسجد سے داخل ہونا دیوانون اور لڑکون کا ہی مسجد مین **ف** بوجہنا بانو کا بیچ مٹی کے کہ بچہی ہو
مسجد مین اور بوجہنا بانون کا بوریون سے نہین درست اور مسجد مین بیٹہہ کر کچہہ لکہنا باجرت یا اور بیہ
کرنا اور لڑکونکو پڑہانا بہی باجرت لیکر مکروہ ہی اور احتساب کیا جاوے اوسپر کہ نفل پڑہے عیدگاہ میں
اور احتساب کیا جاوے اوسپر کہ نماز جنازہ پڑہے مسجد مین اسلیے کہ یہہ مکروہ ہی اور سوال کرنا
مسجد مین نہین درست ہی اور بہت گناہ ہی اور مکروہ ہی دینا مسجد کے سوال کرنیوالونکو اور بعضون نے
لکہا ہی کہ اگر سائل لوگونکی گردنون پر سے پہلانگ کر نہ جاوے اور نمازیونکے آگے سے نہ گذرے
تو مکروہ نہین ہی دینا اوسکا اور مسجد مین نکالنا ریح کا اور تہوکنا اور وضو کرنا اور پکار کر بولنا بہت برا ہی
اور مکروہ ہی راہ مقرر کرنی مسجد مین مگر ساتہہ عذر کے اور مکروہ ہی کلام دنیا کا کرنا بلا ضرورت مسجد مین
کتاب اشباہ والنظائر مین لکہا ہی کہ کلام مباح کرنا مسجد مین ایسا عملونکو کہوتا ہی جیسی آگ لکڑیونکو
جلاتی ہی بلکہ چاہیے کہ چپکا متوجہ اللہ کیطرف رہے اور مکروہ ہی چڑہنا مسجد کی چہت پر مگر گرمی کے لیے
جائز ہی اور اسلیے جبکہ گرمی بہت ہو تو مکروہ ہی یہہ کہ نماز پڑہین جماعت سے چہت کے اوپر مگر جبکہ تنگ ہو
مسجد تو نہین مکروہ ہی چڑہنا اوسکی چہت پر اور احتساب کیا جاوے اوسپر کہ لوگونکی گردنون پر سے
پہلانگ کر جاوے اور مکروہ ہی بیٹہنا مسجد مین مصیبت کے لیے تین دن تک یا کم اسے اور غیر
مسجد مین اجازت ہی مردونکے لیے تین دن تک اور ترک کرنا اسکا اولی ہی یہہ مسائل نصاب الاحتساب
مین ہین اور اسیطرح کتاب اشباہ والنظائر مین بہی لکہا ہی کہ مسجد مین تعزیت کے لیے بیٹہنا مکروہ ہی
بس یہہ جو یہان رسم ہی کہ جس کا کوئی مرگیا تو مسجد مین دوڑ آگیا بیہولی کرنیکے لیے یہہ بات خلاف شرع ہی

اسلیے کہ مسجد میں طلب بیعت کے لیے حلقہ بیٹھنا مکروہ ہوا تو کیا حال ہوگا اوسکا کہ وہاں بیٹھ کر سپارے
بیچے ہوتے ہیں اور فاسق فاجروں بلکہ مسجد وکی ہی تعظیم کے لیے آٹھ گھڑی ہوتے ہیں اور دو سپارے
پڑھنے کے کلام وسپارے کو بیچے جاتے ہیں بعید حالت پڑھنے کلام اللہ کے کلام دعا کو یا مسجد میں
مکروہ ہی حد جانیکہ کلام اللہ پیسے کے پڑھتے ہیں اور سوالیے اسکے سب سی خرابی کی باتیں ہوتی ہیں چنانچہ
بصالت حساب میں کوئی تشنیع جس ایسی مجلس بدعت کی کراہت کی باتیں ہیں جسکا علم رکھا ہی
لوگوں سے کہ یہ مجلس ثواب کی ہی سبحان اللہ مجلس کریں ایسے نام و نمود کے لیے اور وہاں بیٹھکر
ریک طرح طرح کے گناہوں کے ہوں اور بہتر موضوع ہوں ثواب عظیم کے ورد عورتوں تحریص کرکے گناہیں
اور کہتے کناہیں بہر حال اتباع سنت ہر چیز میں بہتر ہی کہ فرمایا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جسنے میری سنت کو دوست رکھا اوسنے مجھکو دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست رکھا وہ میرے ساتھ
ہوگا جنت میں پس ای بھائیو ایسی سعادت حاصل کرنیکی تلاش کرو اور راستے دلکی باتیں نکال ہوائی
تھوڑا لکھا اور دعا واما کرا اتباع سنت صلی اللہ علیہ وسلم اور منکرات بازار کے ازانجملہ جھوٹ
بولنا ہی معاملات میں اور چھپانا عیب وس چیز کا ہی کہ بیچی جاتی ہی اور جسکو معلوم ہو کہ خریدنے والا
دروغ گو ہی تو لازم ہی کہ سمجھنے والے کو آگاہ کردے والا ایسی خیانت میں شریک ہوگا اور جو کوئی
کہ مسلمان کے مال ضائع ہونیکو روا رکھے تو وہ گنہگار ہی اور ایسے ہی بعادت کریگا اور پیمانہ کا اور
ترازو کا منکرات سے ہی اگر آپ احتساب نکر سکے تو حاکم کو خبر کردے اگر قدرت رکھتا ہو اور جملہ منکرات سے
بیچنا باجوں کا ہی قسم ڈھولک اور طنبورہ اور مانند اسکے سے اور بیچنا شکلوں حیوانات کا لیے کھلونے کا
لیا اور گئے وغیرہ کے روز عید کے اور اسیطرح بیچنا سونے چاندی کے باسنوں کا اور بیچنا ایسی کپڑے کا
اگر معلوم ہو کہ مرد کے لیے سیتے ہیں اور اسیطرح بیچنا اترائے کپڑے کا کہ اوسکو دھو دھلا کر آراستہ کیا ہو
درخت دینے کے لیے اور مانند اسکے کے اور باقی چیزونکو اسپر قیاس کرلیں اور منکرات راہوں کے ازانجملہ
یہ ہی کہ شارع عام میں دکان بنا دیں اور یہ درخت لگا دیں کسیکے مکان کے متصل اور راہ پر جو کچھ کرکے راہ کو
تنگ کرے اور راہ چلنے والونکو ضرر پہنچا دے وہ منکر ہی اور اسیطرح باندھنا جانوروں کا راہ پر کہ تنگی
راہ اور راہ چلنے لوگوں کا موجب ہی اور اگر بقدر ضرورت کے ہو تو جائز ہی کہ ہر شخص اسکا محتاج ہی حاصل یہ کہ
قاعدہ کلیہ اس میں یہ ہی کہ جس چیز میں ضرر اور ایذا لوگوں کی ہی کرنا اسکا شارع عام میں منکر ہی اور منع کرنا اسے
واجب اور شارع عام وہ راہ ہی کہ مخصوص ساتھ کسیکے نہو اور اگر کوئی شخص گھر اسکے کہ راہ پر بہاتی اور ایذا
دیتا ہی لوگونکو تو منع کرنا اوسکا واجب ہی اور منکرات حماموں کے ازانجملہ یہ ہی کہ حمام کے دروازے

صورتین جیوانوں کی کہُدی ہون اور اگر کاڑہ ہو تو بگاڑ دے اور بگاڑنے مین بگاڑنا صورتوں کے سر کا کافی
اور تصویریں درختوں وغیرہ کی ممنوع نہیں آور جملہ منکرات سے کہولنا ستر کا ہی اور دیکہنا اوسکا اور جملہ منکرات
سے ہی اوسمین سے بڑ جانا اور حمامی کو اپنے پر لٹا لینا واسطے دبوانے اعضا اور رانوں کے کہ یہ مکروہ ہی
اگرچہ کوئی چیز حائل ہو اور اگر خوف شہوت کا ہو تو حرام ہی اور یہہ جو بعضی جا پر رسم ہی کہ حمامی تہمت کے اندر
ہاتہہ ڈالکے چڈے اور کوسلے وغیرہ ملتا ہی یہہ بہت ہی برا ہی اسلیے کہ جن اعضا کو دیکہنا حرام ہی لوگوں کا ہاتہہ
لگانا بہی حرام ہی آور جملہ منکرات سے دہونا ہاتہہ اور ازار اور باسنول نجس کا ہی اوس حوض مین کہ پانی اوسکا
تہوڑا ہو اگر مالکی نہوکہ اونکے مذہب مین جائز ہی اور اگر حنفی اور مالکی مل جمع ہون تو احتساب نہ کرے
اور جملہ منکرات سے جمع ہونا پانی اور صابون اور مانند انکے کا ہی کہ سبب پانوں کے پہسلنے کا ہو آور منکرات
ضیافت از انجملہ فرش ریشم کے اور استعمال سونے چاندی کے باسنوں کا ہی آور از انجملہ بجانا جونکا اور جمع
ہونا عورتوں گانے والیونکا ہی خصوصا وقت خوف شہوت کے آور از انجملہ جمع ہونا ہی عورتوں کا کوٹھوں پر
واسطے دیکہنے مردوں کے کہ یہہ سب حرام ہین اور جو کہ ان چیزوں کو تغیر نکر سکے تو چاہیے کہ وہان جاوے ہی نہیں
اور اگر فرش بچہا ہو تو منکر نہیں کیا ئمال ہوتا ہی اور اشد منکرات طعام حرام اور زمین اور فرش غصب کے ہیں
اور حاضر ہونا ظالم کی مجلس مین آور از انجملہ حاضر ہونا بدعتی کا ہی کہ کلام کرے ساتہہ بدعت کے اور حاضر ہونا
اسکا ہی کہ فحش بکے آور از انجملہ اسراف کرنا طعام مین اور مکان مین اور فرش مین اور مانند انکے مین
جان کہ مال مین دو چیزین ہین ضائع کرنا اور اسراف کرنا ضائع کرنا تو تلف کرنا مال کا ہی بغیر فائدہ معتد بہ کے
مانند جلانے کپڑوں ریشمی کے بغیر ضرورت کے اور پہاڑ ڈالنے انکے اور پہینکدینے مال کے اور
اسیکے حکم مین ہی صرف کرنا مال کا عورتوں نوحہ کرنے والیوں پر اور گویوں پر اسلیے کہ ان چیزوں مین
فائدہ ہی لیکن چونکہ وہ فائدہ حرام ہی تو گویا فائدہ ہی نہین اور اسراف کبہی ضائع کرنے کو بہی کہتے ہین
اور کبہی مال کے صرف کرنیکو مباحات مین ساتہہ مبالغہ اور زیادتی کے مثلا ایک شخص عیال رکہتا ہی اور
اور اوسکے پاس سو دینار ہین اور وہ اون سبکو مہمانی مین خرچ کر ڈالے تو وہ مسرف ہے فرمایا
اللہ تعالے نے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا اور نہ فراخ کرو ہاتہہ کو کل فراخ
کرنا یعنے خرچ کرنے مین پس بیٹہی گا تو ملامت کیا گیا محتاج یہہ آیت ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی ہی کہ مدینہ
مین تہا اور تمام مال بانٹ دیا تہا کہ کچہہ عیال کے لیے بہی نرکہا تہا اور قرآن مین ہی إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا
إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ اور یہہ بہی فرمایا ہی وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا اور اگر کوئی شخص
تنہا ہو اور توکل درست ہو تو جائز ہی کہ تمام مال تصدق کرے لیکن عیال دار کو یہہ جائز نہیں اور

اگر توکل اہل وعیال کا صادق ہو اور وہ راضی ہوں اور صبر کو سکیں تو شاید کہ جائز ہو اور قصہ حضرت صدیق اکبر کا دلیل ہے اسپر بھی وہ تمام مال جہاد کے لیے حضرت کے آگے لے آئے تھے پس اوسکے اہل وعیال بھی ہونگے اسپر اوسکے لیے جائز ہوا واللہ اعلم یہ ہیں بیان تھوڑے سے شکر اور صبر کا اور تمام شکر اور صبر کا بیان سا یہ اصول و فروع اوسکے مشکل ہیں اور موقوف ہیں اوپر بیان کرنے تفصیلوں شرع کے واللہ الموفق والمعین **مسئلہ ساتویں** بیچ بعضے مسائل متفرقہ کے کہ متعلق ہیں مطلب پہلے کے فرزند کو چاہئے کہ ماں باپ پر احتساب کرے اور اسیطرح غلام کو آقا پر اور بیوی کو خاوند پر اور شاگرد کو استاد پر اور رعیت کو حاکم پر لیکن جو احتساب کہ پہلے ہی وہ دو درجہ اول ہی کا ہے اقسام احتساب میں سے یعنے معلوم کروا دینا اور نصیحت کرنا ساتھ نرمی و مہربانی کے اور اور مراتب نہ کیے اور سخت کہے اور تشدد کرنے اور مارنے سے جائز نہیں لیکن اختلاف ہے بیچ درجہ پانچویں کے کہ بگاڑ ڈالنا آلہ سے ہی مانند توڑ ڈالنے باجوں کے اور سنگرمے شراب کے اگر باپ کی اجازت ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر اندیشہ اسکا نہ ہو کہ باپ کو غصہ آوے تو بھی جائز ہے اور اگر سبب تھوڑے مال کے ہو تو بھی جائز ہے اور بیچ حق فرزند اور باپ کے ہی اور غلام اور آقا اور بیوی اور خاوند انہیں کے حکم میں ہیں اور رعیت تو بادشاہ کے پیچھے کرے تو سوا معلوم کروانے اور نصیحت کرنے کے جائز نہیں اسلیئے کہ اگر گستاخی کریں باعث فوت ہونے خشم سلطنت کے ہیں اور یہ معصیتی تمام خلائق کو اور استاد اگر عمل نکرتا ہو مقتضائے علم اپنے پر تو جائز ہے اسپر احتساب شاگرد کو ساتھ مقتضائی علم کے کہ اوس سے سیکھا ہے **مسئلہ** سعی کرنی بیچ حفاظت کرنے مال مسلمانوں کے بقدر طاقت کے واجب ہے اسلیے کہ یہ جملہ حقوق اسلام سے ہے کیونکہ اسمیں دفع کرنا ایذا کا ہے اور اولی ہے یہ جواب سلام اور مانند اوسکے اور چھپانا گواہی کا واسطے ضائع ہونے مال کسی مسلمان کے جملہ ممنوعات سے ہے اور اگر اوسمیں کچھ ضرر ہو اوسکے مال میں یا جاہ میں کہ ضروری ہے تو سکوت اس صورت میں جائز ہو کہ اوٹھانا ضرر کا واجب نہیں ہے لیکن ثواب رجیع ہے اور مقدم کرنا حاجت خلق کا اپنی حاجت پر مستحب ہے اور ثمرہ کمال دین اور سعادت اسلام کا ہی لیکن واجب کرنا اسکا تمام خلق پر سبب ضرر اور حرج کا ہے مسئلہ اگر جانور کسیکا زراعت میں چھوٹا ہوا دیکھے اور اوسکے نکالنے میں مدد اور رنج ہو تو واجب نہیں ہے اوٹھانا رنج و مشقت کا لیکن اگر کچھ رنج ہو اور بہتر کرنا اوسکے مالک کو دو یا مانند اوسکے کفایت کرے تو ترک کرنا اسکا جائز نہیں اور اگر رنج اوٹھانے اور ضرر کے اسمے بعض مروت کہ کسی مسلمان کو حاصل ہو تو بھی ترک کرے مسئلہ اگر رنج اوٹھانے ضرر ایک درہم کی اور سود ہم کا کسی مسلمان سے ایسا بیچتا ہی

توچاہیے کہ اوٹہا دے اس ضرر کو اور ترک نہ کرے **مسئلہ** بیچ واجب ہونے اوٹہانے مال کبھی مسلمانکے
راہ مین سے اختلاف ہی لکہا ہی علمانے کہ حق یہہ ہی کہ تفصیل ہی اسمین کہ اگر پڑی ہوئی چیز ایسی
جگہہ مین ہو کہ اگر نہ اوٹہاوے تو ضائع نہین ہوگی جیسیکہ ایسی مسجد مین ہو کہ مقرر ہین آنیوالے اوسکے
اور سب امین اور دیندار ہین تو واجب نہین ہی اوٹہانا اوسکا اور اگر ضائع ہونیکی جگہہ مین ہو پس اگر
اوسکے اوٹہانے مین رنج و مشقت بہت ہو یا چارپایہ ہو کہ محتاج گہانس دانہ اور طویلہ کا ہو تو بہی لازم
نہین ہی لینا اوسکا اور اگر مانند سونے اور کپڑے کے ہو کہ اوسمین سوائے تعریف کے مشقت نہو تو چاہئے
کہ اوٹہا لیوے کہ اوٹہانا اسقدر شفقت کا بیچ حقوق مسلمانی کے آسان ہی اور اگر نہ اوٹہاوے
تو بہی جائز ہی بلاحظہ اسکے کہ لازم کرنا شفقت کا اور اوٹہانا محنت کا واسطے حق دوسرے کی واجب نہین ہی مانند
سفر کرنیکے طرف شہر دور کے واسطے ادای گواہی کے اور حاصل یہہ کہ ایک مرتبہ وہ ہی کہ اوس مین
کمال شدت اور محنت ہی پس اسصورت مین اوٹہانا اسکا لازم نہین ہی اور ایک مرتبہ اور ہی کہ محنت
اس مین نہایت کم ہی پس اس صورت مین اوٹہانا اوسکا لازم ہی اور اور مراتب متوسط مین اور امر
اسجگہہ سپرد کیا گیا ساتہہ عقل اور فتوے قلب کے ہی جس چیز مین کہ سلامتی اپنے دین کی پاوے
وہ کرے اور چاہیے کہ ملحوظ رضای حق ہو نہ خواہش نفس **ف** اس مال کو شرع مین لقطہ
کہتے ہین کہ راہ مین سے پڑا ہوا پاوے اور مالک اوسکا معلوم نہو اور تعریف اوسکو کہتے ہین کہ مشہور
کرداوے یعنی کہتا رہے اوسجگہہ کہ جہان وہ چیز پائی ہی اور مجمعون مین کہ کسیکی چیز مینے پائی ہی
پس ایسے مال کے اوٹہانے مین تعریف لازم ہی اور تعریف اتنی مدت تک کرے کہ جانے
کہ نہین طلب کرینگا اوسکو مالک اوسکا بعد اسکے اور جو چیز نہ رہ سکے اوسکو تعریف کرے یہانتک
کہ خوف ہو اوسکے خراب ہوجانیکا اور حکم اوسکا یہہ ہی کہ اگر مالک ملجاوے تو دیدی اوسکو
والا بعد تعریف کرنیکے مدت معلومہ تک اپنے خرچ مین لاوے اگر فقیر ہی اور اگر غنی ہی تو تصدق
کردے پھر جب مالک آویگا اگر وہ چاہے اجازت دی ثواب ہوگا اوسکو اور چاہے ضمان لے
اوٹہانے والے سے یا فقیر سے اور باقی تفصیل اسکے فقہ کی کتابون مین دیکہنی چاہیے **مسئلہ**
اگر ایک شخص چاہے کہ ہاتہہ اپنا آپ کاٹ ڈالے تو منع کرنا اوسے واجب ہی اگرچہ اوسکے منع کرنے مین
خوف اوسکے قتل کا ہو **سوال** اوسکو ہاتہہ کے کاٹنے سے منع کرتے ستے قتل اوسکا کیونکر جائز
رکہینگے **جواب** غرض ہماری حفاظت اوسکے نفس اور ہاتہہ کی نہین ہی بلکہ غرض ہماری منع کرنا
منکر سے ہی پس اگر اوسمین مارا جاوے تو ضرر نہین اسلیے کہ غرض ہماری دفع کرنا منکر کا ہی نہ قتل اسکا

فصل ایک مسئلہ جو مال کہ واسطے سب صوفیوں کے وصیت کیا ہو تو کوئی کہ ظاہر میں اوس صفت صوفیوں کی ہے
وہ مستحق اوسکا ہے اسلیے کہ حقیقت تصوف کی امر باطن ہے اور حکم کرنا اوسمیں مشکل ہے اور ظاہر صفت صوفیوں کی
پانچ صفتیں ہیں صلاح اور فقر اور کپڑے صوفیوں کے اور بیکار نہ ہونا حرفہ کا اور رہنا ساتھ صوفیوں کے
خانقاہ میں اور جو کوئی کہ صلاح نرکھے مستحق نہیں ہے اور اگر صلاح رکھتا ہو تو بھی مستحق نہیں اگر فقر
نرکھتا ہو اسلیے کہ صاحب رکھنا بھی منع ہے اور اگر جو کچھ آتا ہے اوسکو خرچ کر دیتا ہے تو مانع
نہیں ہے اور اگر ملازمت میں رہتا ہے لیکن لباس انکا نہیں پہنتا ہے اور خلق اونکا نہیں رکھتا ہے تو مستحق ہے
اور اگر صفات اونکی سب رکھتا ہے اور لباس انکا نہیں رکھتا ہے تو مستحق نہیں ہے مگر یہ کہ ساتھ انکے
رہتا ہو خانقاہ میں تو مستحق ہے اسلیے کہ ملے رہنا اونمیں اور لباس یہ حکم ایک دوسرے کے میں ہے
اگر متاہل اور عیال دار ہے کہ کبھی خانقاہ میں آتا ہے اور کبھی گھر میں جاتا ہے تو مستحق نہیں ہے فائدہ
مدرسوں کے کسب کے شمار اور فقہائے ورماسد انکیکے میں اون سب سے کہ موجب سنگدلی اور
سے دنیا کے ہیں آور مدرس کہ سو نکا کتاب کا ہے اور پڑھانا قرآن کا اور فقہ کا اجرت بعض کے
نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک جائز لیکن معلم کرنا کار کا ہمیں گمراہی اور بے تعصبی ہے اسلیے
کہ وہ اکثر احوال میں سبب محبت اور حرص حرامی انکے کاموں کی کیونکہ محبت معلم جیسے احسان کرنے والے کی
جیلی ہے اور ایسے کافروں کے بچوں کو دکھاتی ہے کہ ایسے باثر صحبت سے ہو گئے ہیں کہ صحبت
سے اور گمراہی کی اونمیں گویا جبلی ہو گئی ہے نعوذ باللہ منہا اور تعلیم لڑکوں کی بھی موجب حمق اور سستی
عقل کی ہے اسلیے کہ صحبت کو بڑی تاثیر ہے مسئلہ فرق درمیان ہدیہ اور رشوت کے مال کہ لیا
جاتا ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے عوض سے اور حالی ہے عوض سے لیکن ایک
حرام ہے جیسے رشوت اور دوسرا جیسے ہدیہ حلال ہے بلکہ مستحب ہے پس فرق اونمیں اس تفصیل
سے ہے کہ جو کوئی کسیکو مال دیا ہے تو عوض کے ہیں دیتا ہے پس عوض اسکی یا تو آخرت کی ہے
تو اب آخرت اور یا عاجل سے جیسے سعی ساتھ دعا کے اور عاجل مال ہے یا فعل ساتھ مدد کے
مقصود معین پر یا پیار دوستی حاصل کرنے اور محبت طرف دل اوس کسیکے کہ اوسکو دیا ہے اور
یہ ہی اتوسط ذات اوسکیکے ہے یا یہ محبت ہی سبب بھی کہ کسی اور غرض کو ہے اور مجموع
ان اقسام کی پانچ قسم ہیں اول تو یہ کہ عوض اسکی دینے سے ثواب آخرت ہو اور وہ مانو ہے
اسکے ہے کہ جسکی طرف صرف کرتا ہے وہ محتاج ہے یا عالم ہے یا صاحب نسب دین کا ہے اسد
علوی کے یا یہ کہ صالح اور متقی ہے اس جسکو کہ نسب احتیاج اوسکیکے دینے اگر وہ احتیاج

نہ کرے نہ لے اور احتیاج بھی متفاوت ہی اور مدار امر کا اوپر قصد اور ملاحظہ صاحب مال کے ہی
کہ اسنے معنی احتیاج کے اسمین تصور کیے ہین اور جسکو کہ بسبب نسب کے دے اگر واقع مین وہ
نسب نہ رکہے تو لینا مال کا اوسکو حرام ہی اور اگر بسبب علم کے دے اگر اس مقدار علم کہ اوس
شخص نے خیال کیا ہی ہو تو بہ لے اور اگر بسبب صلاح کے دے اگر واقع مین وہ ایسا فاسق کہ ایسا ہو
کہ اگر دینے والا اسپر مطلع ہو تو نہ دے تو بہی نہ لے اور ایسے آدمی کم ہین کہ اگر باطن انکا کہولیں تو میل
دل ساتہ اوسکے اپنے حال پر باقی رہے ولیکن جمیل مطلق اور رحیم برحق نے ساتہ لطف اور پردہ پوشی
اپنے کے قبیح کو ساتہ جمیل کے چہپا دیا ہی اور اگلے بزرگ اگر کسیکو وکیل کرتے تہے تو لوگوں سے چہپاتے
تا نہ جانین کہ وکیل انکا ہی اور ساتہ ملاحظہ صلاح اور تقوی انکے جرأت نکرین اور تقوی ایک امر خفی
بخلاف علم اور نسب اور فقر کے پس بہتر لینے سے نسبت اسکے اولی ہو دوسری قسم یہ کہ مقصود مال کے
دینے سے کوئی غرض معین ہو مانند فقیر کے کہ ہدیہ بہیجتا ہی غنی کو بسبب طمع کرنیکے عوض پر اور یہہ
بیچ حکم بیع کے ہی اسلیے کہ ہبہ بعوض بیچ حکم بیع کے ہوتا ہی اور حکم اسکا فقہ مین ظاہر ہی اور حلال ہونا اسکا
مشروط ساتہ وفا کرنے عوض کے قسم تیسری یہہ کہ مراد مدد کرنے ساتہ فعل معین کے ہو جیسا کہ کوئی حاجت
رکہتا ہی بادشاہ سے اور وہ ہدیہ دیتا ہی وکیل کو اور اوسکے دربان کو اور اوسکو کہ آگے اوسکے
کچہہ قدر رکہتا ہی اور نظر یہان اس فعل پر کرنی چاہیے کہ جو مقصود ہی اگر فعل حرام ہی مانند مدد
کرنیکے ظلم پر اور سعی کرنیکے اوپر جائزہ حرام کے تو لینا اسکا حرام ہی اور اگر فعل واجب ہی مانند دفع
کرنے ظلم معین کے اور ادا کرنے گواہی معینہ کے تو یہہ رشوت ہی کہ شک نہین ہی بیچ حرام
ہونے اسکے اور اگر فعل مباح ہو نہ واجب اور نہ حرام تو یہان دیکہا چاہیے کہ اگر اس فعل مین محنت
اور مشقت ہی کہ اسقدر مال اسقدر فعل پر اجرت مین لیا کرتے ہین مانند وکالت کسی جہگڑے کے
اور کہنے قصہ طویل کی آگے بادشاہ کے اور مانند اسکیکے تو جائز ہی لینا مال کا اور یہہ
بیچ حکم اجرت کے ہی اور اگر کچہہ محنت نہین ہی مانند کہنے ایک کلمہ کے اور مانند اسکیکے کہ اسے
سبب جاہ کے قبول کرلیں گے تو یہہ بہی حرام ہی اور اسیکے حکم مین ہی لینا طبیب کا عوض کو اوپر
ایک کلمہ کے بیچ تعین مرض کے یا بتا دینے دوا کے اسلیے کہ اسقدر عمل کچہہ قیمت نہین رکہتا ہی مانند دانہ
رائی کے پس جائز نہوگا لینا عوض کا اسپر حال آنکہ علم اسکا اوسنے مفت نہین ہوا ہی لیکن البتہ بعضے عمل
ایسے ہین کہ اگرچہ ہین تہوڑے لیکن سبب زیادتی قیمت کے ہین مانند نکال دینے کجی تلوار کے اور چہیٹا دینے موتی کے
یا اوسکے آب دیدہ میں کے اگرچہ عمل ہوتا ہی تہوڑی سی دیر میں لیکن بیچ حکم مشک کے ہوتا ہی اگر اسپر اجرت لے تو مضایقہ نہین

قسم چوتھی یہہ کہ مقصود مال کے دینے سے دفع اذیت حاصل کرنی اور ہٹانا ظلم کا ہو اور
کوئی غرض عوض اسکے اصلا ملحوظ نہو یہہ رشوت نہیں کہ منع ہی اور حدیثوں اور اقوال صحابہ میں
تفصیل اسکی واقع ہی لیکن پانچویں کہ مطلوب محبت ہو لیکن یہہ نسبت ذات اسکے بلکہ نسبت وسیلہ
ہونیکے ساتھہ پہنچنے آرزو کے مانند حاصل کرنے جاہ اور جاہ کے اور اگر یہہ جاہ بسبب علم کے
یا نسب کے ہو تو امر اسمیں بابت ضعف ہی لیکن لینا اسکا مکروہ ہی متبار ساتھہ رشوت کے
اگرچہ ظاہر میں ہدیہ ہی اور اگر جاہ اسکی ساتھہ متولی ہونے اور قاضی ہونے اور حاکم ہونے
اور عمر اسکے اعمال سلطانیہ سے ہی کہ اگر یہہ ہدیہ ہوتا تو یہہ جاہ حاصل نہوتا یہہ اگرچہ صورت میں
ہدیہ ہی لیکن بحسب معنی کے رشوت ہی اسلیے کہ اگرچہ سابق غرض معین بحسب شخص کے نہیں ہی
لیکن جنس غرض کی تعین ہی اسلیے کہ معلوم ہی کہ غرض طلب کرنے ولایت کسے کیا جوہی اور
واسطے کسکے ہی پس نتیجہ معنی غرض معین کے نہی اور اعانت ہی اسپر کہ کراہت اسکی شدیدہ اور
قریب ہی رشوت کے حرام ہونے میں اور اختلاف ہی بیچ حرمت اسکے اور تم رسید اسمیں
واقع ہی والسلام علی من اتبع الہدی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فالحمد للہ
اولا وآخرا وظاہرا وباطنا کہ ترجمہ آداب الصالحین کا جسے ہادی الناظرین نام ہوا اس
مرحوم یحمداں سے حتی الامکان اسکے سہل و واضح کرنے میں قصور نہیں کیا ہی لیکن جو کہ
بعضے مطالب ایسے نہایت دقیق ہے اگر اسکے سمجھنے سے فہم عوام کے قاصر ہیں تو مقام
مجبوری ہی لیکن کتاب آداب الصالحین کتاب عجیب ہی کہ ہر طرح کے مضامین ہدایت آمیز
اسمیں موجود ہیں اور اس عاجز نے جو اسکے ترجمہ میں فائدے اور ثواب لئے ہیں اس میں امید
ہواہی اللہ تعالی اسکو قبول فرمادے اور ہمکو توفیق دے اسپر عمل کرنیکی سالکان راہ خدا کو
چاہیے کہ اسکو اکثر مطالعہ میں رکہا کریں کہ واسطے آراستگی اور تصفیہ ظاہر و باطن کے اکسیر
اعظم ہی اور بندہ بہرحال عاجز ہی اگر محشی اسمیں کہیں خطا ہوگئی ہو اور کوئی صاحب مطلع
ہوں اوسپر تو اصلاح فرماویں کہ مقصود اظہار حق ہی جسکے سبب سے بہتری ہی اور اس
مسکین سے لواسکے سیلئے دعائے خیر کریں اور اس کتاب آداب الصالحین میں ایک بات بیانی
لائق ہی اور کیوں نہو کہ مصنف اسکے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں بزرگ ہیں انکی
فضائل و کمالات میں لوگوں نے جزء کے جزء لکھے ہیں احوال مختصر انکا آپکے مقبرہ میں ایک
لوح پر لکہا ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ مجمل احوال کرامت مآل اس بندہ آپ کے وقت صاحب العصر

والمجد عبد الحق رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کا بہی کہ اُنہون نے ابتدائی سن شعور سے طالب حق مین اور طلب علم مین کربا ندہی اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم دینیہ تحصیل کیے اور بائیس ٢٢ برس کی عمر مین سب علوم سے فارغ ہوئے اور کلام مجید یاد کر کر مسند فائدہ رسانی پر بیٹھے اور عمر جوانی ہی مین حاذبہ الٰہی پہنچا ایکبارگی دل بار و دیار اجاٹ کر متوجہ حرمین محترمین کے ہوئے ایک مدت مدید اُن مقامات شریفہ مین اقامت اختیار کی اور قطبون اور اولیاے کبار سے صحبتین رکہہ کر کمالات حاصل کیے اور اجازت ارشاد طالبونکی پائی اور علاوہ اُسکے تحصیل مین حدیث کا کر کر ساتہہ برکتون بہت کے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت باون ٥٢ سال تک جمعیت ظاہر و باطن کے قرار پکڑا اور فرزندون اور طالبونکو کامل کیا اور سارے پہیلانے علوم کے خصوصًا علم شریف حدیث کے مشغول ہو کر اسطرح کہ بیچ دیار عجم کے کسیکو علماے متقدمین اور متاخرین سے میسر نہین ہوا ممتاز و مستثنیٰ ہوگئے اور بیچ فنون علمیہ کے خصوصًا حدیث کی کتابین معتبر تصنیف کین چنانچہ علما نے اونکو قبول کر کر دستور العمل اپنا کیا اور اہل دانش خواص و عوام جان سے خریداری کرتے ہین اُنکی اور نوبت اُس فیاض والا کی تصانیف چہوٹی و بڑی کی سو جلدون کو اور بحسب شمار سطرون کے پانچ لاکہہ کو پہنچی ہی اور بیچ محرم ٩٥٨ھ نوسو اٹہاون کے پیدایش آپکی ہوئی اور ١٠٥٢ھ ایکہزار باون مین وفات پائی تاریخ ولادت کی شیخ اولیائی اور تاریخ رحلت کی فخر العالم ہی تمام ہوا مضمون لوح مذکور کا اور یہ ترجمہ ذکر کیا گیا بیچ عہد ہمایون مہد سلطان بن سلطان کابرًا عن کابرٍ حضرت ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ثانی کے تالیف کیا گیا اللّٰہم اید الاسلام بتقویۃ سلطنتہ و وفقہ لمرضاتہ واختم جمیع اموره علی الخیر والسعادۃ اللّٰہم انصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد یا الٰہی جو کچہ مجہسے چوک و خطا اسمین ہوئی ہو تو معاف فرمانا اور میرے سب گناہ بخش دے اور خاتمہ میرا بخیر ہو اور حشر مجہہ ہیچکاره کا زمرۂ صلحا مین کرنا اور یا اللہ میرے ماں باپکو اور سب مسلمانون کو بخش دے اور رحم فرما ہمپر

## مناجات

الٰہی مین ہون بندہ بس گنہگار — کہ بہاگا در سے تیرے دنہین سو بار
الٰہی نفس و شیطان نے ستایا — نچانا تہا جہان رستا تہا پایا
الٰہی تو شہنشاہ جہان ہی — الٰہی دوسرا تجہسا کہان ہی
الٰہی در بدر بہٹکا پہرا مین — نہ آسودہ ہوا ہرگز ذرا مین
الٰہی ہر طرف سے پہر پہرا کر — پڑا اب تیرے دروازے پہ آکر
نہین قادر الٰہی کوئی تجہسا — نہین عاجز الٰہی کوئی مجہسا

الٰہی تو سخی میں ہیں گدا ہوں | الٰہی سیاہ روی میں گرا ہوں | الٰہی تو غفور اور میں گنہگار | الٰہی تو کریم اور میں گرفتار
الٰہی تو قوی اور ناتواں میں | خدا وند اکہاں جاؤں اور کہاں سر | کیا ہے سیاہ مجکو سرا وار | نواشا کر خوشی مجکو سروار
الٰہی میں کروں شکر کثیر الحمد | الٰہی کوں ہی سرآمد گنہگار | الٰہی کہ ہر ... حال | الٰہی کر مری مشکل کو آساں
الٰہی بھیجدے ... کرم سے | اد ... | الٰہی ہیں ... محتاج ... | الٰہی بخشدے ماں باپ میرے
... | ... | تے الف | الٰہی عمر کی قصور سے لغزش
روس | تری ہی یاد میں آخر ہو دم
... | مراد دیکے وصل کی مجکو دوا دے
... | لگا دے کہاں سے مرا ...
... | الٰہی جب اجل ... دے
... | بایمان و دفن بالبقیع
... | بحق ... الاکرمین

## خاتمة الطبع

ہزار ہزار حمد ... اس خدائے کریم غفور رحیم کو کہ انسان ضعیف کی ہر ایک چیز سے سرکار کیا اور چراغ عقل کا اوسکو عطا کیا اور واسطے ہدایت کی ... الٰہی اور ... اوسکے ... ہے سر حق باطل کے لیے اور درود وصلوٰۃ اسکے اوپر کہ جہاں کو ... کے سیرۃ ... سے سجایا اور ... اسلام اور ایمان میں سجایا حضور ... سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کہ ذات پاک اونکی رحمۃ للعالمین ہی اور دین اونکا ناسخ ... اور جو ... حق تعالیٰ کے آل اور اصحاب ہر کہ جہان سے کفر کو مٹایا اسلام کو رونق ... سرک کی ... توحید کو ... کیا اور جب خدا کی ... اور سب ... دین ہر کہ اونکی ... سے تمام احکام خدا ... بیان ہوئی اور مسائل ... کے ... زبان میں آسان ہوئے ... واضح ہو کہ جو کتاب ... ہدایت الناظرین ... الصالحین ... مسائل ضروریہ اکل و شرب نکاح ... عورت ... زبان اردو میں ... صاف اور واضح ہی اور مسائل ضروری کو جامع ہی اور ہر خاص و عام کو نافع ہی لیکن ... طبع ... کی ان دنوں ... کمیاب تھی اور ... ہر ایک کی اوسکے طلب میں ... احقر العباد ... نے کتاب ... کو مطبع ... میں ... شہر ... کا ... تاریخ ... سنہ ... ہجری میں چھپوایا اور اطراف عالم میں اوسکو ... اسکے ... کامل ... اور اس خاکسار کو دعائے حسن خاتمہ سے یاد فرماویں آمین ثم آمین یا رب العالمین

# صحتنامہ دلی الناظرین ترجمہ آداب الصالحین

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | | | | | | | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | ۱۳ | کرتی کی | کرتی | | | | | | | | | ۱۲۰ | ۱۸ | یودیتو | سودیتو |
| ۴ | ۵ | خطا ب | خطاب | ۲۱ | ۱۵ | وطی کی | وطنی کی ہو | ۹۴ | ۱ | کہو | + | ۱۲۲ | ۱۹ | دین | دین پر |
| ۷ | ۱۲ | بی کہ | بی | ۲۹ | ۴ | رو ئی | روئی | ۹۶ | ۵ | جامیں | جائین | 〃 | ۲۵ | بیت | سبب |
| ۸ | ۱۳ | مہانوںکو | مہمانکو | 〃 | ۱۱ | دوخ | دوزخ | 〃 | ۲۵ | گہرلی | گہرکی | ۱۲۸ | ۱ | کرتی | کرنی |
| 〃 | ۱۱ | لرکی | لڑکی | 〃 | ۱۴ | لورنراقہ | اورنرتہ | ۹۷ | ۱ | نوشہ | نوشتہ | ۱۲۹ | ۳ | کرسکا | کرناسکا |
| 〃 | ۱۹ | لی | کی | ۳۲ | ۲ | راد | مراد | ۱۰۰ | ۱۲ | افساد | فساد | 〃 | ۱۶ | سی و | سی لو |
| ۱۴ | ۱۴ | کہدا | کہا | 〃 | ۱۹ | زاہد | زہد | 〃 | ۱۶ | پہر | پر | 〃 | ۲۳ | سمیت | حمیت |
| ۱۴ | ۲۳ | وجرتےلکہ | ملکہ دیوںکا | ۳۴ | ۴ | شنہحر | منہ محرت | ۱۰۱ | ۴ | تہوڑی | تہوڑے روزن | ۱۳۰ | ۱۵ | ادسکے | اوراوسکے |
| ۱۵ | ۴ | تکسین | تجسس | ۳۴ | ۲۵ | [illegible] | لاالباب | ۱۰۲ | ۲ | کیا | کہا | ۱۳۲ | ۱۱ | اور ایک ضرر تو | یعنے ایک ضرر تو |
| ۱۷ | ۱۰ | ست | بہت | ۴۳ | ۸ | ہبو | ہوا | ۱۰۳ | ۱۴ | ختیار | اختیار | 〃 | ۱۲ | ولی | تولی |
| ۱۸ | ۱۳ | نکلی | نہ نکلے | 〃 | ۱۲ | لرتا | کرتا | 〃 | ۱۶ | لنفتہم | لیفتنہم | ۱۳۳ | ۴ | لی | ہوئی |
| ۱۹ | ۱ | ہیمن | مین | 〃 | ۲۰ | [illegible] | حدیث | ۱۰۴ | ۱۳ | پاس | پاس گر | ۱۳۷ | ۲۳ | بڑا | برا |
| ۲۰ | ۱۴ | ہیں | مین کیا تہیکے | ۴۴ | ۱۱ | کذرانی لی | گذرانی گے | 〃 | 〃 | ادر | + | 〃 | ۲۵ | مخفوظ | محفوظ |
| 〃 | ۲۲ | جرجلہ | جرجیر | ۴۸ | ۲۲ | دل جوئی | دلجوئی ہو | ۱۰۵ | ۹ | ایکدن | ایکدم | ۱۳۸ | ۲۳ | دردرازے | دروازے |
| ۲۰ | ۸ | دود | ادولو | ۵۶ | ۷ | تو | تواور | 〃 | ۲۲ | جدل لر | جدل از | ۱۴۰ | ۱ | کی | کی لوگ |
| ۲۱ | ۸ | قصار | تقصار | ۶۱ | ۱۴ | محبت صاحب | صاحب محبت | 〃 | ۸ | رزقنا | زرقنا | 〃 | ۱۱ | رسای | رضای |
| 〃 | ۹ | ہیج | ہجا ہیچ | ۶۴ | ۸ | درقرات | اورقرات | 〃 | 〃 | اللہ | اللہ | ۱۴۱ | ۱۰ | تجہے | بجہے |
| 〃 | ۱۲ | کمازغب | نماز عشا | ۸۰ | ۱۳ | مغفرت | مغفرتین | ۱۰۷ | ۱ | کرتا | کرتا انکا | 〃 | ۱۱ | ابی | اپنی |
| 〃 | ۲۲ | ہوجہ | ہو جیو | ۸۳ | ۱۵ | کرنی | کری | 〃 | ۸ | تابلیت | قابلیت | ۱۴۶ | ۸ | امول لی | امول کی |
| ۲۲ | ۱۸ | اسی | اِسی | ۸۴ | ۱۵ | ہوتی ہو | ہوتے | 〃 | ۲۰ | دنیا | دنیا کا | ۱۴۸ | ۱۴ | نامہ لو | نامہ کو |
| 〃 | ۲۵ | دارا | دارائی | ۸۵ | ۱۳ | غایب ہین | غایبہ ہین | ۱۰۸ | ۲۴ | ہوبہو | ہوا ہو | ۱۴۹ | ۳ | چہوڑیعنی | چہوڑ یعنی کہو |
| 〃 | ۶ | درسی | درستی | ۸۸ | ۱ | مہربان لی | مہربان کی | ۱۱۰ | ۳ | لکہتا | رکہتا | 〃 | ۲۰ | بہی | یہی |
| 〃 | ۸ | ایداون | ایذاؤں | ۹۰ | ۴ | تعبدوا | لعبدوا | ۱۱۲ | ۲۵ | حدیثین | حدیث مین | ۱۵۲ | ۵ | احتساب | الاحتساب |
| ۲۶ | ۱۴ | رغیبہ | رغبیہ | ۹۳ | ۹ | مل | جل | ۱۱۷ | ۲ | لیک | ایک | ۱۵۷ | ۱۶ | سفینہ | ستفینہ |
| ۲۸ | ۳ | یعنی | + | 〃 | ۲۰ | ناالک | مالک | 〃 | ۷ | کی | نی | ۱۶۰ | ۴ | جہرادی | چہڑادی |
| 〃 | ۱۰ | ہین | ہی | 〃 | ۲۵ | نی | کی | ۱۱۹ | ۸ | اطلم | اظلم | 〃 | ۱۳ | ابنیا | انبیا |
| ۲۹ | ۳ | ہین | ہی | | | تمت | | | | | | 〃 | ۲۲ | ابرن | الرحمن |